صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

صوبائی اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سنیچر مورخہ 20 جون 2009ء بمطابق 26 جمادی الثانی 1430 ہجری صبح دس بجکر دس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيٰحُ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا O اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا O وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا O وَعُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا۔

(ترجمہ): اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کر دو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئید گی مل گئی۔ پھر وہ چورا چورا ہو گئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں کو) ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جناب حاجی قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی(قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب، که یو منټ اجازت مو راکړو؟

جناب پرویزاحمد خان: پوائنټ آف آرډر۔ جناب والا، کورم پوره نه دے۔

جناب سپیکر: کښینه تۀ، د دے مخکښې فیصله شوے ده جی۔ جی اکرم خان درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر، دا ایجنډا مونږ ته مخے ته چه پرته ده نو زمونږ به دا ریکویسټ وی چه څنګه په بجټ باندے څلور ورځے وی، مونږ وایو چه خیر دے څلور د نه وی، درے د وی۔ اوس دا ایجنډا مخے ته پرته ده، مونږ خو دا ګزارش کوؤ چه دلته د دے کال د دے صوبے د ترقئ او د دے د خوشحالئ د پاره هم دا بجټ سیشن دے که چرته مونږ په دیکښے جلدی کوؤ او د څه وجوهاتو نه مونږ دا غواړو چه دا مونږ زر پاس کړو خو بیا به زمونږ هغه مقاصد پورا نه شی چه کوم په دے ضروری وخت کښې پکار دی۔ نو زما به دا ګزارش وی چه زمونږ د اپوزیشن چه څومره ممبران دی، هغوی ته تاسو په بجټ باندے هم هر یو کس ته موقع ورکړئ چه دوئ خبرے پرے اوکړی، په کټ موشن باندے هم ورکړئ۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

قائد حزب اختلاف: که چرته مونږ چپه خله پاتے کیږو جی، زۀ به خپله خبره پورا کړم او زمونږ آواز د دے ځائے نه اسلام آباد ته نه ځی نو دلته به هیڅ نه راځی۔ که چرته مونږ په شریکه باندے د دے ځائے نه خپل آواز رسوؤ نو اثرات به ئے دا وی چه پرون پرائم منسټر راغلے دے او لږ چه مونږ زور اوکړو، بیا به صدر راځی څلور پینځه ورځے بعد، نو زۀ به دا ګزارش اوکړمه چه تاسو دیکښے جلدی مه کوئ او په دیکښے پورا وخت ورکړئ جی۔ مونږ سره دا لس، دولس، پنځلس ورځے دومره ډیرے اهم دی نو ستاسو چیئر ته زما ګزارش دے چه تاسو په دیکښے پورا پورا مونږ ته وخت راکړئ۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

قائد حزب اختلاف: که دا حکومت والا څه په دیکښې خپله دلچسپی نه اخلی څکه چه د حکومت دلچپسی خو ښکاره ده، د هغې سر نه د دے سر پورے مونږ ته خپله معلومه ده چه څنګه ده؟ (تالیاں) نو هغه اوس په دے بنیاد باندے زمونږ خو دلچسپی ده په دیکښې او مونږ په دے باندے خبرے کول غواړو۔ ډیره مننه۔

جناب سپیکر: انشاء الله پورا موقع ملاویږی به جی۔ خو دا مونږه احتیاطاً ورسره دا نور دغه نتهی کړے دے د پاره دے چه سکندر خان پسے شاته اوګوری لږ، دا هم د اپوزیشن یو حصه ده، چرته یو تن سکندر خان پسے شاته شته جی؟ چه د چا لسټ راغلے دے، زهٔ افسوس سره دا وایمه۔۔۔۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان شیر پاؤ: حکومت ته د هغوی دا غلطے زیاتے معلومے دی۔

جناب سپیکر: وایمه، زهٔ افسوس سره دا وایمه۔۔۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان شیر پاؤ: پکار دا دی چه منسټران صاحبان دلته کښې ناست وی او دلته کښې چه کوم بجټ تقریر اوکړے شی چه دوئ د هغے Notes واخلی۔

بجٹ برائے مالی سال2009-10 پر عمومی بحث

جناب سپیکر: ستاسو پورا ریمارکس ټول نوټ شوی دی، ماته هم راغلی دی او هغوی ته هم تلی دی۔ بنه جی دا اوس داسے ده جی چه د چا لسټ راغلے دے نو نن افسوس دا دے چه هغه خلق هم نشته نو اوس قلندر خان لودھی صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہیں، ہمارے اپنے مفید مشوروں سے حکومت کی Guidance کریں، Thank you very much, قلندر خان لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: شکریہ جناب سپیکر، کہ آپ نے مجھے بجٹ 2009-10 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، صوبہ سرحد کا بجٹ 2009-10 ایسے حالات میں پیش کیا جارہا ہے جبکہ صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی شدت ہے، Insurgency ہے بلکہ صوبہ حالت جنگ میں ہے۔ آج صوبے کے تمام عوام جو پینتیس چالیس ہزار ہمارے بھائی آئی ڈی پیز کی شکل میں صوبے میں نقل مکانی۔۔۔۔۔

ایک آواز: پینتیس لاکھ۔

حاجی قلندر خان لودھی: پینتیس لاکھ، سوری جی، پینتیس، چالیس لاکھ آئے ہیں، ان کے غم میں تمام صوبے کے عوام انتہائی پریشان حال ہیں۔ جناب سپیکر، پچھلا بجٹ، پچھلے مالی سال کا بجٹ 09-2008 پیش کیا گیا تو اس بجٹ میں ہر ایم پی اے نے اس بات کو Highlight کیا کہ یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت گورنمنٹ کی مجبوری ہے، اس کے پاس دو تین مہینے کا ٹائم تھا اور جلدی میں انہوں نے Block allocation کا بجٹ ہمیں دیا لیکن آئندہ کیلئے وہ ایم پی ایز کے ساتھ مشاورت کریں گے اور اس مشاورت کا خیال کرتے ہوئے ایم پی ایز کے پی ایف وائز Need basis پر ان کی اے ڈی پی بنائی جائے گی آئندہ 10-2009 میں مگر جناب سپیکر، ایسا نہیں ہوا جبکہ بجٹ پاس کرنے کیلئے جن لوگوں کو پیش کیا جاتا ہے اور جو فوراً اسے پاس کرتے ہیں، اگر ان سے مشاورت لی جاتی۔ تو یہ انتہائی زیادتی ہے، جناب سپیکر۔ اس سے پہلے پچھلے دور میں بشیر احمد بلور صاحب اور جناب عبدالاکبر خان صاحب ہر لمحہ اس Block allocation پر تنقید کرتے تھے لیکن جب ان کا اپنا دور آیا تو انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ جناب سپیکر، خیال کیا جاتا تھا کہ صوبائی بجٹ بہت اچھا آئے گا کیونکہ صوبائی حکومت جو کہ عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے اتحاد کا مظہر ہے اور یہ ایسا اتحاد ہے جس کا سلسلہ حکومت، مرکزی حکومت تک پھیلا ہوا ہے اور یہ قوی امید تھی کہ ایک ایسے مدبر لیڈر، اسفندیار ولی خان کی قیادت میں گورنمنٹ ایک بہت بڑا پیکج آئی ڈی پیز کے جواز کو پیش کرتے ہوئے صوبے کیلئے لینے میں کامیاب ہو گی اور یہ ہمارے صوبے جس کی غربت کی شرح 38% سے لیکر تقریباً 60% تک ہو گئی ہے، کیلئے کوئی بہتری کا سبب بنے گا لیکن جناب سپیکر، ہمارے ساتھ تو الٹا معاملہ ہوا کہ ثالثی ٹریبونل نے 92-1991 تا 06-2004 ہمارے ایوارڈ کا فیصلہ متفقہ طور پر 2006 میں کیا تھا، وہ ایک سو دس ارب روپے تھے کہ جو دیئے جائیں گے، اس سال آپ نے جبکہ صوبہ انتہائی بدحالی کا شکار ہے، وہ نہیں دیئے اور ہماری گورنمنٹ اسے لینے میں ناکام رہی۔ یہ انتہائی افسوس ہے اور یہی نہیں، اس کے ساتھ ساتھ جو چھ ارب سالانہ، جسے کوئی آدمی بھی ماننے کیلئے تیار نہیں تھا، درانی صاحب کی گورنمنٹ بھی اس کیلئے لڑتی رہی، آپ بھی شاید اس کو نہیں چاہ رہے لیکن باوجود اسکے کہ جناب سپیکر، یہ گورنمنٹ 3.5 ارب پر راضی ہو گئی اور اس نے یہ لیے جس کی وجہ سے ہمیں اور دشواری کا سامنا ہے جی۔ جناب سپیکر، یہ روایت ہے کہ دوست، دوست سے مانگتے ہوئے کتراتا ہے کیونکہ دوست، دوست کی دشمنیوں، کمزوریوں اور اچھائیوں سے واقف ہوتا ہے، اسلئے اس کیلئے کوئی پریشانی بن سکتی ہے لیکن جیسے درانی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا، یہی ہماری Suggestion ہے، اگر آپ اس کیلئے قومی جرگہ، ہر پارٹی سے آدمی

لیکر اس کی تشکیل کرتے اور ہم لوگ وہاں پر بولتے صدر صاحب کے سامنے اور ہم اپنے صوبے کیلئے وزیر اعظم کے سامنے بولتے کہ ایسی حالت میں یہ روایت ہے، دنیا کا جو رواج ہے، ہم سب کا، ہر قوم کا، ہر علاقے کا یہ رواج ہے کہ جب کوئی دکھی ہوتا ہے، اس کا بہت خیال رکھا جاتا ہے، جب کسی پر غم آجاتا ہے تو اس کا ہاتھ بٹایا جاتا ہے لیکن ایسے حالات میں جناب سپیکر، جب یہ صوبہ لاء اینڈ آرڈر اور Insurgency کی وجہ سے حالت جنگ میں ہے اور اس حال میں چاہیئے تو یہ تھا کہ مرکز اپنے کچھ بڑے منصوبے یا چند منصوبے مؤخر کر دیتا اور ان حالات میں اس صوبے کیلئے بہت کچھ کرتا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ جناب سپیکر، بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ بجٹ تقریر میں میرے محترم سینیئر منسٹر صاحب نے تعریف کی کہ ہمیں ایک کروڑ روپیہ آئی ڈی پیز کیلئے مل گیا اور وہ ملا کتنے لوگوں کیلئے ؟پینتیس اور چالیس لاکھ کیلئے، جو فی نفر تقریباً 350 روپے بنتے ہیں اور چالیس لاکھ کریں تو اور کم ہو جاتا ہے تو یہ 350 روپے ایک آدمی کو ملنے پر اگر ہم مرکز کا شکریہ ادا کریں گے تو انہیں کیا ضرورت ہے کہ ہمیں کچھ زیادہ وہ دے؟ جناب سپیکر، یہ میں اسلئے کہہ رہا ہوں، میں تنقید برائے تنقید نہیں کر رہا، یہ ایسا نہیں ہے کہ ان کی گورنمنٹ ہے اور ہم اس صوبے سے باہر ہیں، ہم سب کا یہ ہاؤس ہے اور یہ ساری ہماری عزت ہے اور صوبے کے عوام کیلئے ہم نے لڑائی لڑنی ہے، ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ جہاں آپ کو کوئی پرابلم ہو، وہاں آپ ہمیں سامنے کر دیں، ہم آپ کیلئے Fight کریں گے اور صوبے کی بہتری کیلئے کوئی سبب بن جائے گا۔ جناب سپیکر، یہ آج سے نہیں ہے، یہ میں نہیں کہتا کہ آپکی، یا انکی، ہماری جو گورنمنٹ ہے، نیشنل عوامی پارٹی اور پیپلز پارٹی کا جو اتحاد ہے، یہ کچھ نہیں لے سکی۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہے کہ مرکز کو میرے صوبے کی ضرورت ہی نہیں ہے، پچھلے دور میں جب ہماری حکومت تھی اور اس میں ہمارے ایک وزیر اعظم، دوسرے، تیسرے آئے، ہم ان کے پیچھے رولتے رہے، صوبے کی بات بھی کرتے اور پھر ہم اپنے حلقے کیلئے بھی ان سے مانگتے لیکن پورے پانچ سال میں وہ ہمیں پچاس لاکھ روپے سے زیادہ نہ دے سکے۔ ان کیلئے ہمارے صوبہ سرحد کی پوزیشن ہی کوئی نہیں ہے، ہم جس پارٹی سے بھی تعلق رکھیں، مرکز کو ہماری ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کا کام پنجاب اور سندھ سے چل جاتا ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ بنانے کیلئے ہمارے پاس تعداد پوری ہو جاتی ہے وہاں سے، اسلئے جناب سپیکر، کل اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں اپنا پانچ سالہ دور کا جائزہ پیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ ان کے 2008 اور 2009 کا بھی ایک سال کا موازنہ کیا، ساتھ انہوں نے On going سکیموں کے متعلق ذکر کیا کہ یہ On going سکیمیں جو ہیں، یہ تو وہی میرے دور کی پڑی ہوئی ہیں اور انہیں جاری رکھا گیا ہے

تو نئ کونسی سکیمیں دی ہیں؟ میں جناب سپیکر، اس سے Agree نہیں ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ On going سکیموں کو ختم ہونا چاہیئے کیونکہ وہ خواہ مخواہ بجٹ کا یا آئی ڈی پیز کا ایک حجم بنی ہوئی ہیں، وہ Liability ختم ہونی چاہیئے اور یہ جو Allocations کم مل گئی ہیں جن سکیموں میں، تو یہ اگلے سال لیں، انہیں Full funded کیا جائے گا تو یہ Complete ہو جائیں گی۔ یہ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ اتنی گورنمنٹ کی کمزوری نہیں ہے لیکن جناب سپیکر، پچھلے دور میں جو چھوٹی چھوٹی کمزوریوں کو، جناب بشیر صاحب تھے نہیں، عبدالاکبر خان کو تم نے کل سن لیا، Highlight کرتے رہے تو اس کا کل درانی صاحب نے پانچ چھ سال بعد بڑے مدبرانہ طریقے سے جواب دیا۔ جناب سپیکر، کل یہ بھی یہاں اس ہاؤس میں ذکر کیا گیا کہ پانچ سو ارب ڈالر ایک اور ایک سو چوبیس ارب یورو ہمیں دہشتگردی کے نام پر باہر سے ملے ہیں اور یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اگر دہشتگردی پر ہم یہ پیسے لیتے رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ دہشتگردی ہمارے لئے ایک Source کا ذریعہ بنی ہوئی تھی جو آج کل ہمارے گلے پڑ گئی جناب سپیکر، اور اس سے جو بھی لوگ وابستہ ہیں، چاہے وہ مرکز کے ہوں یا صوبہ کے لیکن انہیں اس بات کو سوچنا چاہیئے کہ ایسے پیسے جن سے ہمارے صوبے میں یا ملک میں خون کی ہولی کھیلی جائے گی، اس پر اگر یہ پیسے ہیں تو میرے خیال میں یہ انتہائی افسوسناک ہے، اسے کسی حال میں اور اگر وہ پیسے مل بھی گئے ہیں تو اب وہ اس صوبے کو ملنے چاہئیں کہ جس صوبے پر یہ بیت رہی ہے یا یہ گذر رہی ہے اور جو اتنی بڑی پریشانی میں ہے۔ جناب سپیکر، یہاں یہ بھی ذکر ہوا کہ پچھلے دور میں بڑے ترقیاتی کام ہوئے، بہت کچھ ہوا، ہر ایک کی اپنی اپنی قسمت لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ساون بھی اگر برس رہا ہو تو اس میں بھی پیاسے رہتے ہیں، اس میں کچھ، میں بھی اپوزیشن میں تھا، کچھ مجھ پر بھی بات گزری لیکن چلے پورے صوبے کیلئے اچھا ہوا تو میں یہ سمجھتا ہوں بہت اچھا تھا لیکن وہ ایک دور تھا جو سادہ سا ایک جنرل تھا، اس سے درانی صاحب نے بے تحاشہ لیے اپنے صوبے کیلئے اور انہیں ہم Appreciate کرتے ہیں لیکن آج جو گورنمنٹ کا سربراہ ہے، جو صدر ہے، تو سیاست میں بھی ایک لمبا عرصہ اس نے گزارا ہے اور اس محترم نے تو دس سال جیل بھی گزاری ہے، اس سے کوئی چیز لینا اتنا آسان نہیں ہے لیکن جب ان کو یہ پتہ چل گیا کہ صوبہ سرحد کا صرف ایک ہی مطالبہ ہے اور وہ یہی ہے کہ 'پختونخوا'، تو انہوں نے اسے ہر فورم پر بڑا Highlight کیا آئینی تحفظ دیے بغیر کہ ٹھیک ہے 'پختونخوا زندہ باد'، تو میرے بھائی قائدین اور میرے صوبے کے مشران اس پر خوش ہیں۔ جب وہ سمجھتے تھے کہ ان کی انا کا یہی مسئلہ ہے کہ ایک چیز ان کو دے دو، پختونخوا کا نعرہ لگاؤ اور انہیں

کچھ نہ دو۔ پھر وہ کس منہ سے ان سے کچھ مانگیں گے؟ اور یہ ان کی سوچ تھی کہ اس بات کو اگر نہ بھی لاتے تو جو ہونا تھا، خواہ مخواہ ہو جاتا، اس میں تو اور کچھ کیا لینا تھا؟ ابھی اتنی اچھی گورنمنٹ ہے اور اس نے اسے، بہر حال یہ ہر ایک کی اپنی اپنی سوچ ہے اور یہی نہیں، میرے سینیئر منسٹر صاحب نے ہر چند سطور کے بعد اس بات کو، جہاں 'صوبہ' تھا 'سرحد' نہیں آتا تھا، وہ بھی یہ 'صوبہ پختونخوا' کہتے تھے۔ ایک تو تھا 'صوبہ سرحد' تو یہ کچھ ساتھ اگر کہتے لیکن 'صوبہ' کے ساتھ بھی انہوں نے 'پختونخوا' کہا کہ بھئی اسی طرح سے جب گورنمنٹ خوش ہوتی ہے اور صوبے کے لوگ اسی پر خوش ہیں تو انہوں نے اور خوش کیا ہے جی تو اسلئے میرے خیال میں اور کوئی لینے دینے والا کام مجھے نظر نہیں آتا اور جناب سپیکر، یہ پچھلے سال کی جو اے ڈی پی تھی، مشکور ہیں ہم وزیر اعلیٰ کے بھی اور گورنمنٹ کے بھی، جو کم وسائل تھے، جو بھی تھا، اس میں انہوں نے تقسیم برابری کی سطح پر کی ہے، ہم انہیں Appreciate کرتے ہیں اور آئندہ کیلئے بھی ہمارے اپوزیشن لیڈر اور ہماری اپوزیشن جماعتوں کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے جو بھی ملتا ہے، اسے برابری کی سطح پر تقسیم کرنا ہوگا چونکہ اس اسمبلی کو ہمیشہ ہم نے جرگہ سے تشبیہ دی ہے تو اس جرگے کو اپنے مطلب کیلئے استعمال نہیں کرنا بلکہ اس کی لاج رکھنی ہے اور اس کو سب کیلئے برابر رکھنا ہے۔ جناب سپیکر، اس میں تھوڑی سی میں آپ کے توسط سے ایک بات Add کروں گا کہ وہ چیز جس کی ہماری اے ڈی پی میں Provision ہے جیسے اب اے ڈی پی 10-2009 میں آگئی، اس کے بعد ہم لوگ جاتے ہیں، ہم یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ یہ اتنی کلومیٹر روڈ ہے یا اتنے سکولز ہیں یا اتنی Basic facilities ہیں اور اس میں واٹر سپلائی کی سکیمیں ہیں تو ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے ریکویسٹ کرتے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب جب اس کی ڈائریکٹیوز دیتے ہیں تو پھر ان ڈائریکٹیوز کو آنر ضرور کرنا چاہیئے، ان پر کسی منسٹر کو کٹ نہیں لگانا چاہیئے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو چاہیئے کہ ہمیں Flatly refuse کر دیں کہ نہیں دے سکتا، ہم اس پر ناراض نہیں ہوں گے۔ جب ایک چیز دے دیتے ہیں ہمیں، پھر اس کی Mutation ہو جاتی ہے، جگہیں ہمیں مل جاتی ہیں، لوگوں میں Announce ہو جاتا ہے چونکہ ہم اپنے عوام کے نمائندے ہیں، اگر وہ ہمارے عوام ہیں تو صوبے کے جو وزیر اعلیٰ ہیں، وہ ان کیلئے عوام ہوتے ہیں جی، اسلئے جو چیز وہ خود اپنی مرضی سے کر دیتے ہیں، اس کو آگے پیچھے کرنا، ردوبدل کرنا ایم پی اے کے ساتھ انتہائی زیادتی ہوگی جی، چاہے اس میں جو بھی ہو جی۔ جناب سپیکر، بجٹ کے حوالے سے پولیس کیلئے نئی آسامیاں، صحت کے شعبے میں بہتری، زراعت کیلئے فنڈ جو کہ کم ہیں، On going سکیموں کو مکمل کرنا، ایم اینڈ آر ورکس اینڈ سروسز کے

ذریعے کرانا، تعلیم میں مفت درسی کتب اور طالبات کیلئے وظائف، Unattractive area کیلئے اناؤنسمنٹ، ایری گیشن کے چھوٹے تالابوں کی تعمیر اور خاصکر ملازم، پنشنر اور ملازموں کیلئے جو پندرہ فیصد انہوں نے اضافہ کا اعلان کیا ہے، جبکہ یہ بات مرکز میں چل رہی ہے اور اس کو وہ Review کر رہے ہیں 20% تک، تو میرے خیال میں مرکز کی تقلید کرتے ہوئے انہیں بھی 20% کرنا چاہیئے، یہ اچھے اقدام ہیں، ان سے ہمارے صوبے میں بہتری آئے گی۔ میری ایک تجویز ہے جناب سپیکر، بجٹ سیشن سے قبل آپ جب ملک سے باہر گئے ہوئے تھے تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے As a Speaker چیئر کرتے ہوئے پارلیمانی لیڈرز کی میٹنگ بلوائی، امن وامان پر بحث ہوئی اور ساتھ ہی ہم سب کا مطالبہ تھا اور ان کی بھی خواہش تھی کہ آئی۔ ڈی۔ پیز جو کہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اس وقت صوبے کا، اس پر کوئی ڈسکشن کی جائے اور اسمبلی فورم پر یہ ہونی چاہیئے اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا کہ انشاء اللہ دو تین دن میں سیشن بلانے کی کوشش کریں گے لیکن حالات وواقعات کے تحت وہ نہ ہو سکا۔ اب جبکہ ہمارا بجٹ سیشن چل رہا ہے، واقعی یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، ہر کوئی اس میں بولنا چاہتا ہے، اس میں کٹ موشنز بھی ہیں، جناب سپیکر، ہم جو کچھ کر رہے ہیں، وہ کس لئے کر رہے ہیں؟ زندہ کوئی رہے گا، زندہ کوئی ہوگا تو اس کا فائدہ اٹھائے گا۔ سب سے پہلی بات ہے صوبے کا لاء اینڈ آرڈر، Insurgency اور آئی ڈی پیز پر بحث کرنا، تو میری یہ خواہش ہوگی کہ ہم اس کو، ٹھیک ہے کہ دو دن بحث کیلئے، دو دن سٹڈی کیلئے تھے، ہم Agree ہوئے آپ کے ساتھ کہ ہمیں ایک دن چاہیئے۔ اسی طرح میرا جو ذاتی خیال ہے کہ باقی چیزوں پر بھی، کیونکہ آپ دیکھ لیں، موڈ دیکھ لیں ہاؤس کا کہ کتنی تعداد، آپ نے ساڑھے نو بجے کال کی، ساڑھے دس، دس پینتیس ہو رہے تو میرے جو بھائی ہیں، جو ان کی مصروفیات یا جو Interest ہے بجٹ کے ساتھ، تو میرے خیال میں اس کو جلدی Wind up کر کے کچھ ٹائم اسی سیشن میں ہم نکال لیں، اپنے ان بھائیوں کی یہاں بات پر ہم کوئی مشورے دیں گورنمنٹ کو اور اس پر ہم یہاں اپنی Consensus سے کوئی بات کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، لودھی صاحب۔ آپ۔۔۔۔۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر صاحب، ایک منٹ میں لوں گا۔ جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، آپ نے بڑی اچھی طرح سے نوٹ کیا، ہاؤس کا مزاج بھی نوٹ کر رہے ہیں اور آپ کی تجویز بھی بہت اچھی ہے۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، یہ میری گورنمنٹ سے عاجزانہ گزارش ہے کہ جو کچھ ہوا، اچھا ہوا یا برا ہوا، گورنمنٹ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ صوبائی گورنمنٹ کا اس میں بڑا اچھا رول تھا، وزیر اعلیٰ نے اس میں بڑا اچھا رول ادا کیا، ساری آپ کی پارٹی نے اور خاصکر میاں صاحب نے انتہائی جراتمندی سے شیر کی طرح ہر فورم پر اپنے صوبے کی نمائندگی کی (تالیاں) اور بڑے اچھے طریقے سے مشکل حالات میں ہر مشکل جگہ یہ پہنچے اور یہ سب اور جو قربانیاں میرے بھائی آئی ڈی پیز کیلئے دے رہے ہیں، وہ پورے صوبے، ملک کیلئے دے رہے ہیں، ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔ خدارا ان کو بھیجنے میں جلدی نہیں کرنا، ابھی حالات Set نہیں ہیں، جب تک آپ کو پورا کنٹرول ان علاقوں پر نہیں ہو جاتا، اب یہ میرے بھائی جو رل گئے ہیں، بہت نازک مزاج ہیں، بہت قیمتی لوگ ہیں، جو ان کے ساتھ ہو گیا، معذرت کے ساتھ ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ جلدی نہ کریں۔ کم از کم اتنا ٹائم آپ کی گورنمنٹ ان کو دیں اور گورنمنٹ جب تک پوری Ensure نہ کر لیں، دیکھ لیں کہ وہاں حالات ٹھیک ہیں، یہ چھپے لوگ پھر نکل آئیں گے۔ وہاں فوج نہ ہو گی یا پولیس نہ ہو جب تک، تو وہ اپنا کنٹرول حاصل کر لیں گے تو یہ ان لوگوں کیلئے پھر مصیبت کھڑی کر دیں گے تو پھر ایسا نہ ہو، ایک دفعہ ایک کام جو ہو جاتا ہے اس پر جو خرچ ہو جائے، جو بھی ہو جائے، وہ ہو جاتا ہے۔ بار بار ایسے کام نہیں ہو سکتے، کارروائیاں نہیں ہو سکتیں، اسلئے اس پر پورے ہاؤس کے سامنے میری ریکوسٹ ہے، اس میں جہاں جہاں جس فورم تک پہنچ سکتا ہے، وہ اپنی آواز کو پہنچائے اور اس میں جلدی نہ کریں۔ کوئی شاباش کی بات نہیں ہے، جیسے ہم ہیں، ویسے ہی ہیں۔ جیسا ہمارا ملک ہے، جیسے ہمارا صوبہ ہے، ہم جو اصل ہیں، وہی کچھ ہیں تو اس میں ہمیں یہ نہیں ہے کہ بھئی جلدی نہ ہو تو یہ ہو گا، وہ ہو گا، ان کو جلدی میں نہیں بھیجنا۔ اب جب وہ آ گئے ہیں باہر تو کم از کم وہ بالکل Set تو ہو جائیں۔ میں بڑا مشکور ہوں جناب سپیکر، آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ لودھی صاحب، بڑی اچھی کچھ باتیں ہوئیں آپ کی۔ ابھی لیڈیز میں سے محترمہ مہر سلطانہ صاحبہ، محترمہ سعید بتول ناصر صاحبہ، محترمہ زرقا بی بی، لسٹ میں ان خواتین معزز اراکین اسمبلی کے نام آئے تھے، یہ تو کوئی بھی نہیں ہے تو لیڈیز کی نمائندگی کون کرے گا؟ آپ کریں گے؟ ظاہر شاہ صاحب لیڈیز کی نمائندگی کرنا چاہ رہے ہیں۔ (تالیاں / قہقہے) مفتی کفایت اللہ صاحب، آپ ان کو سپورٹ نہیں کر رہے ہیں۔

جناب محمد ظاہر شاہ خان: وہ تو خود نمائندہ ہیں، سر۔

جناب سپیکر: خود نمائندہ ہیں، پھر ان کو موقع دے دیں۔ مفتی کفایت اللہ صاحب! انہوں نے آپ کو Pass on کیا جی، آپ دونوں طرف سے بولیں گے۔ مفتی کفایت اللہ صاحب۔

مفتی کفایت اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، بہت زیادہ شکریہ کہ آپ نے بہت اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ جب ہم ان بنچوں سے بات کرتے ہیں تو ہماری نیت خالص خیر خواہی کی نیت ہوتی ہے اور وہ اسلئے بھی ہوتی ہے کہ کوئی اچھی بات کسی کے ذہن میں آ جائے تو وہ اس کو لے لیں۔ میری رائے کے مطابق اس بجٹ اجلاس سے پہلے ایک Pre Budget اجلاس ہونا چاہیئے، ہمارے جو تمام اراکین اور معزز اراکین ہیں، ان کو زیادہ بہتر طور پر بجٹ پر بات کرنے کا موقع مل جاتا جی۔ میں بجٹ سیمینار کی بات نہیں کرتا، میں Pre-budget اجلاس کی بات کرتا ہوں۔ ہماری یہ بد بختی ہے کہ ہمارے پولیٹکل جو حضرات ہیں یا جتنے عہدے ہیں، وہ بیوروکریسی پر اعتماد کرتے ہیں اور بیوروکریسی کو اس طرح نشے میں رکھتے ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ساری بات ٹھیک ہوتی ہے اور اگر اس سے اختلاف کیا جائے تو وہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ ہمیں زیادہ تو بجٹ کو سمجھنے کا موقع نہیں ملتا تو میری یہ تجویز ہے جناب سپیکر، اگر آپ اس کو نوٹ کر لیں کہ آئندہ کیلئے ایک Pre-budget اجلاس ہو اور اس کے اندر ہر ایک محکمہ اپنے وزیر کے ذریعے اپنے اہداف بتائے، پھر ہماری تجاویز اس کے اندر آ جائیں اور جو بک سامنے آ جاتی ہے تو وہ بک ایسی ہو کہ کم از کم اس کو پاس کرنے میں کسی آدمی کو کوئی شک نہ ہو۔ اسکے علاوہ میں اس بجٹ کو اسلئے بھی ذرا مشکل صورتحال میں دیکھتا ہوں کہ این ایف سی ایوارڈ کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور ہمارے ہاں یہ بہت زیادہ بد قسمتی ہے کہ ہمارا صوبہ پسماندہ بھی ہوتا ہے، جنگ زدہ بھی ہوتا ہے اور ہمارے نام پر بہت سارے پیسے بھی آتے ہیں، ہمیں پیسے نہیں دیئے جاتے۔ اگر میرے حکومتی بنچز کے ساتھی ناراض نہ ہوں تو کم از کم یہ موقف تو ٹھیک ہے کہ دہشتگردی کے خلاف جنگ کے نام پر جتنا پیسہ آیا ہے، اس پیسے کو اسلام آباد میں نہیں ہونا چاہیئے، اس پر پشاور کا حق ہے (تالیاں) اور اس سمیت جو متاثرین کیلئے پیسہ آتا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ متاثرین کے پیسے پر ہمارے اسلام آباد والے کیا کرتے ہیں؟ ٹھیک ہے ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہے لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں آپ سے ایک قدم آگے رہیں گے۔ صوبے کے حقوق پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہے، صوبے کے حقوق اور مفادات پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہے۔ میں یہاں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 2 دیکھ لیں

تواس میں لکھا ہوا ہے، نمبر شمار 4 اور نمبر شمار 5، میں ساری رات دیکھتا رہا، میں ان کو نہیں سمجھ سکا۔ اگر ہمارے وزیر خزانہ جو بچارے ایکٹنگ ہے اور سارا کام ہمارا ایکٹنگ ہی چل رہا ہے، وہ ذرا چار اور پانچ کی وضاحت کر دیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ ہماری تاریخ کا انتہائی بہترین وزیر خزانہ ہے کہ یہ چار اور پانچ کیسے آئے؟ یہ میری اس بات کی دلیل ہے، وہ دلیل اسلئے ہے کہ ہم اندھا اعتماد کرتے ہیں بیوروکریسی پر اور بیوروکریسی اعتماد کرتی ہے کلرک پر، تو نتیجتاً ہمارا پورا بجٹ ایک کلرک کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ وہ کسی پیراگراف کو چار لکھے تو ہم چار پڑھتے ہیں اور کسی پیرگراف کو پانچ لکھے تو وہ پانچ پڑھتے ہیں، میری درخواست ہوگی کہ آئندہ اس طرح غلطیاں نہ کی جائیں۔ میں ایک اور بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے صفحہ نمبر 2 پر لکھا ہوا ہے کہ ہم نے ملاکنڈ کے اندر نظام عدل کی بات کی ہے اور اس کے اندر پھر یہ بات بھی ہے کہ ہم نے بہت کوشش کی ہے، صرف ریکارڈ کو درست کرنے کیلئے میں کہتا ہوں، اس کے بعد تو ہمیں موقع ملے گا اور لاء اینڈ آرڈر پر انشاء اللہ ہم بات بھی کریں گے تو ریکارڈ کو درست کرنے کیلئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو نظام عدل کا وہ معاہدہ ہوا تھا، وہ دفعتا، واحد اچانک ایک بول سے اس کا کام نہیں ہونا تھا بلکہ وہ ایک پروسیجر تھا جناب سپیکر، یعنی ایک سے شروع ہوا اور دس تک، اس پروسیجر کا حتمی او قطعی طور پر ہونا یہ تھا کہ دار القضاء کا اعلان ہونا تھا۔ میں میاں افتخار حسین صاحب کا ریکارڈ بھی درست کرنا چاہوں گا کہ ہماری ان سے ملاقات تھی اور میں نے ان سے پوچھا، کراچی کے علماء آئے تھے کہ جی آپ دار القضاء کے بارے کیوں اعلان میں تاخیر کرتے ہیں؟ ٹال مٹول سے تو بہت نقصان ہوگا تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم دو تین دنوں میں کرنا چاہتے ہیں۔ ریکارڈ یہ درست کریں کہ اسی دن پھر آپریشن شروع ہوا، یعنی وہی دن تھا جب ہم ان کی ملاقات سے واپس چلے گئے تو خبر چلی گئی کہ بھئی، آپریشن شروع ہو گیا ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارے وزیر موصوف کو بھی نہیں پتہ تھا کہ آپریشن کب شروع ہونا ہے؟ پھر انہوں نے دار القضاء کا جلدی سے اعلان تو کر دیا ہے، یہ اور بات ہے کہ دار القضاء کے بارے میں میری ایک رائے ہے، وہ ٹھیک ہے یا غلط ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ جو Time barred ہو گیا ہے اور ٹال مٹول سے یہ دار القضاء کی تاخیر جو ہو گئی ہے، اس سے بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، یہ صرف ہماری صوبائی حکومت کی بات نہیں ہے، ہماری مرکزی حکومت جس کے اندر آپ خود شامل ہیں، وہاں جن لوگوں کی حکومت ہے، وہ نظر نہیں آتے، وہ جوابدہ نہیں ہیں، ان پر بات نہیں ہو سکتی اور جو لوگ سامنے نظر آتے ہیں، ان کی حکومت نہیں ہے۔ ہماری بہت بڑی بد بختی یہ ہے کہ ہمارے ہاں جس کے پاس اقتدار ہوتا ہے، اس کے پاس اختیار نہیں

ہوتااور جس کے پاس اختیار ہوتا ہے، اس کے پاس اقتدار نہیں ہوتا، اسلئے کبھی کبھی ایسا بھی تو ہو جاتا ہے کہ ہمیں بتادیا جاتا ہے کہ اب آپریشن کو بند ہونا ہے یا Slow ہونا ہے یا یہ کہ تھوڑا آگے چلنا ہے۔ میرے پاس بہت سارے نکتے بھی ہیں لیکن میں یہ عرض ضرور کرنا چاہوں گا کہ پہلے بھی ہم نے ایک آپریشن کر دیا تھا، کم از کم اس آپریشن کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور یہ جو دوسرا آپریشن جس کے بارے میں بہت زیادہ خوشی منائی جارہی تھی کہ یہ آپریشن منطقی انجام تک پہنچا، میں آپ کو لکھ کر دیتا ہوں اس کی کوئی منطق نہیں ہے تو انجام کیا ہوگا؟ یہ منطقی انجام تک نہیں پہنچے گا۔ میرے ضلع سوات کے ایم پی ایز سابقہ آپریشن پر ناراض تھے کہ یہ آپریشن مؤثر نہیں ہے۔ میں سپیکر صاحب، ان کی اطلاع کیلئے عرض کروں گا کہ دوسرے آپریشن کا بھی وہی نتیجہ ہے جو پہلے آپریشن کا ہے۔ تو اسکا معنیٰ یہ ہوا کہ ایک تو وہی Exercise کی گئی جسکا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جناب سپیکر، اس سے بہتر یہ نہیں ہے کہ ہم صوبے کی تمام سیاسی قوتیں جمع ہو جائیں اور ہم جو اس آپریشن کو ناکام سمجھتے ہیں، اس کے مقابلے میں کوئی اور آپشن دیکھ لیں، ایک پورے ایجنڈے کو سامنے رکھ لیں، اس پر ہم بہت تفصیلی بات کر لیں اور جس طرح قومی مشاورت ہوتی ہے، اس طرح اگر صوبائی مشاورت ہو جائے اور اس کیلئے جلدی نہ کی جائے اور پوائنٹ بھی سکور نہ کیا جائے، یہ بھی نہ دیکھا جائے کہ میں اپوزیشن میں ہوں، یہ حکومت میں ہیں، بیٹھ جائیں، ایک رات بیٹھ جائیں، دو راتیں بیٹھ جائیں تین رات بیٹھے جائیں، سب عقلمند لوگ ہیں، کسی نہ کسی طریقے سے انشاء اللہ یہ حل نکال لیں گے۔ اگر یہ میری تجویز قبول ہوتی ہے تو میں بہت زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر، صفحہ 3 پر جو ہمارے محترم وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ دوسرے فریق نے بونیر، دیر اضلاع میں پیش قدمی شروع کر دی ہے، وہ بھی ریکارڈ درست کریں کہ وہ پیش قدمی واپس ہو گئی تھی لیکن چونکہ آپریشن Pre-planned تھا لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی پیش قدمی کی بنیاد پر آپریشن ہوا، ایسا نہیں ہوا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ دس دن لگے ہیں آپریشن میں اور معاہدے میں، کیا جس نظام عدل کو لانے کیلئے مہینے لگ گئے اور بہت زیادہ احتیاط کی گئی، کیا اس کے معاہدے کو توڑنے کیلئے دس دن کافی تھے؟ یہ بذات خود ایک سوال ہے۔ اگر اس پر بحث کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے نہیں، بلکہ یہ ایک انتہائی خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں کہ ایک جوڈیشل انکوائری کی جائے اور یہ بات معلوم کی جائے کہ نظام عدل جو ہمارے لئے امید کی ایک کرن تھی، اس میں غلطی کس کی ہے اور کس آدمی نے جلدی کی ہے اور کس آدمی نے جا کر معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے؟ میرے خیال میں کوئی جوڈیشل انکوائری اس کیلئے مقرر کر دی جائے تو

پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ ہو جائے گا اور ہمیں بہت اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔ جناب سپیکر، اس میں محترم وزیر اعلیٰ صاحب اور بہت سارے وزراء نے اپنی ایک سال کی تنخواہ دی ہے، یہ ایک اچھی بات ہے، اگر ہم تمام منفی سوچ رکھیں گے اور اچھی باتوں کو سپورٹ نہیں کریں گے تو یہ ٹھیک نہیں ہے لیکن یہ کہ لوگوں نے دی ہے، بہت اچھا قدم اٹھایا ہے، اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں ایک خالصتاً شرعی اور مذہبی مسئلے کی طرف آپکو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کی تنخواہ یا کسی کا مال اس کی مرضی کے بغیر اگر آپ استعمال کریں گے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر یہ کہہ دیا جائے کہ تمام اراکین صوبائی اسمبلی کی ایک مہینے کی تنخواہ وزیر اعلیٰ کے فنڈ میں چلی جائے، یہ بات ایسی ہے کہ جب تک یہ تمام لوگ Sign نہ کریں یا یہ خود نہ بتائیں، اس وقت تک ان کو وہاں ٹرانسفر کرنا شرعی اعتبار سے ٹھیک نہیں ہے۔ اسلئے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر اس کی مرضی اور طبعی خاطر کے اس کے مال کو استعمال کرے۔ اس طرح جو ہم کہتے ہیں کہ سرکاری ملازمین کی ایک دن کی تنخواہ لے لی گئی تو معاف کیجئے ایک وزیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے اس محکمے کا مالک نہیں ہوتا کہ وہ یہ اختیار کرے۔ اس کے اندر جتنی احتیاط کی ضرورت ہے، اس کا ہونا چاہیئے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ایم پی ایز کی ایک مہینے کی تنخواہ چلی گئی ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ اعتراض ضرور ہے کہ آخر ایک آدمی سے پوچھا کیوں نہیں گیا کہ آپ کا جو حق ہے، آپ اس سے دست بردار ہو جائیں؟ اور یہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مفتی صاحب، میں آپ کی اطلاع کیلئے عرض کروں کہ آپ کی اپنی مرضی ہے، اگر کوئی دینا چاہے، میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی ہے، جس کی مرضی نہیں ہے، دینا نہیں چاہتا تو Next مہینے میں آپ کو ڈبل تنخواہ ملے گی۔

مفتی کفایت اللہ: شکریہ جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جو دینا چاہیں، وہ اس فلور پر اب اعلان کر سکتے ہیں۔

مفتی کفایت اللہ: شکریہ، جناب سپیکر۔ میں تنخواہ واپس لینے کی بات نہیں کر رہا، میں ان تیکنیکی باتوں کی طرف متوجہ کر رہا ہوں جو مشکل ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Being custodian of the House, میں نے بات کی ہے۔

مفتی کفایت اللہ: بڑی مہربانی جی، بہت زیادہ شکریہ۔ جناب سپیکر، حکومت کا یہ اعتراف کہ افراط زر میں اضافہ ہے اور اس کے سبب متاثرہ املاک اور افراد کی بحالی پر آنے والے اخراجات میں کئی گناہ اضافہ ہوگا،

یہ ہمارے وزیر خزانہ نے صفحہ 5 پر ذکر کیا ہے لیکن پھر بھی آپ دیکھیں کہ وہ جو ایک ارب، ہمیں بتایا جاتا ہے کہ آپ کو روپے دیئے گئے ہیں، وہ ایسا ہے جیسے کہ اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے موجودہ حالات کے مطابق، اس میں کم از کم یا اضافہ ہونا چاہیئے تھا یا اس کی کوئی متبادل صورت ہو۔ ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب کابینہ کے ہمراہ وزیر اعظم کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے انہوں نے اپنے سارے مطالبات منوائے ہوں گے لیکن اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں ملا اور پھر یہ کہ دو مہینوں کا انہیں بتایا تھا اور نو مہینوں تک وزیر اعلیٰ کو کوئی اچھا جواب نہیں ملا۔ اگر یہ بات ایسی ہوتی کہ مرکز کے اندر اپوزیشن کی حکومت ہوتی اور یہاں ایک اور پارٹی کی حکومت ہوتی تو جناب سپیکر، یہ بات بالکل سمجھ میں آتی کہ وہ اپوزیشن والے ہیں اور زیادہ اچھی طرح اس حکومت کو نہیں دیکھتے لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ وہاں حکومت جن لوگوں کی ہے، یہاں بھی حکومت ان لوگوں کی ہے اور یہ اگر اپنا حق نہیں لے سکتے تو پھر آپ مجھے معاف کر دیں کہ میں اکرم خان درانی کا شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے فی الحال تمام پارٹیوں کو جمع کیا اور انہوں نے قومی جرگہ بنایا اور جرگہ لے جا کر وزیر اعظم سے کہا کہ آپ ہمارا یہ مطالبہ مان لیں، تو اچھا گیم کیا انہوں نے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا بھی نعرہ ہے صوبائی خود مختاری کا اور عوامی نیشنل پارٹی کا بھی یہ نعرہ ہے صوبائی خود مختاری کا اور صوبے کے مفادات پر سمجھوتہ نہ کرنے کا، میں ذرا اپنے ان کرم فرماؤں سے پوچھتا ہوں کہ ایک مہینے میں یا ایک سال کے اندر اس کے بارے میں آپ کی کیا رپورٹ ہے؟ اگر آپ اسکے باوجود بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ رپورٹ ٹھیک ہے تو میں افسوس ہی کر سکتا ہوں، اس کے علاوہ میرے پاس کوئی الفاظ نہیں ہیں۔ جناب سپیکر، بجلی، تیل اور گیس کی رائلٹی کا ذکر کر دیا گیا ہے لیکن یہاں پر ہمارے پاس رائلٹی کیلئے تمباکو ہوتا ہے، اس کا ذکر بالکل نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے کہ ہم نے ایمر جنسی میں یہ بنایا ہے تو ٹھیک ہے لیکن میں ان ماہرین بجٹ پر بہت زیادہ نوحہ کناں کر رہا ہوں جو ایک اتنی اہم چیز کو وہ بجٹ کے اندر نہیں لاتے۔ جناب سپیکر، میں ایک شکوہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تمباکو سیس کی رقم ہوتی ہے، قاعدے کے مطابق اس کو خرچ کرنا چاہیئے ان Growing areas کے اندر، ضلع مانسہرہ بھی Growing area ہے اور ضلع مانسہرہ کے اندر چھ صوبائی اسمبلی کے حلقے ہیں، وہ تمام باقی حلقے Mountain area میں ہیں۔ جس پی۔ایف 55 کا میں نمائندہ ہوں جناب سپیکر، وہ تمباکو Growing area ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے چار کروڑ، بتیس لاکھ روپے جو میرے حلقے کا حق بنتا تھا، وہ انہوں نے مجھے نہیں دیئے اور وہ اور لوگوں کو اپنی یاری اور دوستی میں دے دیئے ہیں۔ جناب سپیکر،

یا تو دعویٰ یہ نہ ہو کہ ہم انصاف کرتے ہیں تو پھر کوئی بات نہیں لیکن جب آپ انصاف کی بات کرتے ہیں اور آپ کا عمل انصاف کے خلاف ہو تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ جناب سپیکر، یہاں پر متعلقہ وزیر، سینیئر وزیر بیٹھے ہوئے ہیں، مجھے امید ہے کہ وہ اس ظلم کے اندر میرا ساتھ دیں گے اور یہ انصاف اسی لئے کہ میں نے تخمینہ بنایا تھا دس کلو میٹر روڈ کا اور وہ دس کلو میٹر روڈ رہ گئی ہے، اگر یہ حکومت والے میرے ساتھ یہ ظلم نہ ہونے دیں، اگر میرا یہی گناہ ہے کہ میں اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں تو یہ تو آپ کی حکمت عملی نہیں ہے، مجھے امید ہے کہ اس پر سوچیں گے اور یہ ناانصافی نہیں ہونے دیں گے۔ گزشتہ بجٹ کے اندر یہ بتایا گیا کہ ہمارے پاس خسارہ نہیں ہے بلکہ یہ بتایا گیا کہ سرپلس بجٹ ہے اور ہم نے مان لیا لیکن جب ضمنی بجٹ آیا تو یہ معلوم ہوا کہ اس کے اندر تو نو ارب کا خسارہ ہے۔ آج کے بجٹ میں مانا جا رہا ہے کہ تین ارب کا خسارہ ہے یعنی خود ایڈمٹ کر رہا ہے ہمارا وزیر خزانہ، اسکے معنی یہ ہیں کہ آنے والے دنوں میں بجٹ کے اندر سات ارب پچھلے سال کا روٹین تو رہے گا، سات اور تین کو ملا دیا جائے تو یہ دس ارب ہے اور افراط زر اور روپے کی جو قدر میں کمی آئی ہے، ان تمام چیزوں کو ملا لیا جائے تو آنے ولے ضمنی بجٹ کے اندر بیس ارب کا ہو گا اور جناب سپیکر، ایک داڑھی ہوتی ہے اور ایک مونچھیں ہوتی ہیں، مجھے تو خطرہ ہے کہیں مونچھیں داڑھی سے بڑھ تو نہیں جائیں گی، ایسا تو نہیں ہو گا کہ ضمنی بجٹ بہت زیادہ آ جائے گا، داڑھی کم رہ جائے گی اور مونچھیں بڑھ جائیں گی۔ میرا خیال ہے، یہ بالکل ان ماہرین جنہوں نے یہ بجٹ بنایا ہے، کی نااہلی ہے، ہمیں ان کی اس طرح حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیئے۔ ان کو یہ بتا دینا چاہیئے کہ آپ نے ٹھیک کام کرنا ہے۔ ایک مہینے کی اضافی تنخواہ بھی لیتے ہیں بجٹ کے مہینے میں اور کام کا یہ حال ہے کہ اگر آپ مجھے یہ ڈیوٹی حوالہ کریں کہ میں بجٹ تقریر کی غلطیاں گنوں تو مجھے امید ہے کہ ہمارا وزیر خزانہ اتفاق کر لے گا، اتنی زیادہ غلطیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر، ایک صفحہ نمبر 9 پر Disaster Management Authority کا قیام ہے اور اس کے قیام کیلئے انہوں پیسہ فراہم کیا ہے 48.189 ملین روپے، یہ تو بڑی رقم ہے، نہ ہمیں اسمبلی کے اس فلور پر اس کا طریقہ کار بتایا گیا اور نہ غرض و غایت بتائی ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں جو ٹائپ کیا ہے، یہ اس کی غرض و غایت ہے، یہ تو ٹھیک نہیں ہے، یہ تو عنوان ہوتا ہے۔ اگر Disaster Management Authority کا طریقہ کار یہاں سے ہی معلوم ہو جاتا اور یا اسمبلی کے اندر اس وقت پاس ہو جاتا تو بہت اچھی بات ہے، میں اپنے حکمران ساتھیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کو Ignore کرنا ایک ڈکٹیٹر کی عادت تو ہو سکتی ہے لیکن آپ جمہوری لوگ ہیں، جمہوری سوچ رکھتے ہیں،

آپ اسمبلی کو اسطرح Ignore نہ کریں اور ایسی چیزوں کو اسمبلی میں لائیں اور اگر اس کا اطمینان ہمیں نہیں دیا گیا تو پھر ہمارا مطالبہ یہ ہوگا کہ جب تک ہم مطمئن نہیں ہوتے اس کو بجٹ کا حصہ نہ بنایا جائے۔ میں رحیم داد خان کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں لیکن بعض ایسے مقامات ہوتے ہیں کہ احترام سمیت مجھے گزارش کرنی پڑتی ہے، انہوں نے صفحہ نمبر 10 پر لکھا ہے کہ زلزلہ بلوچستان کیلئے ضلع قلات میں ہم نے اتنے پیسے دیئے، میں ریکارڈ درست کرانے کیلئے کہتا ہوں کہ زلزلہ جو آیا ہے، وہ ضلع قلات میں نہیں آیا بلکہ ضلع زیارت کے اندر آیا ہے۔ (تالیاں) اب کیا ہوگا، جناب سپیکر؟ کیا ہوگا اب اگر ہمارے وزیر خزانہ نے پیسے دیئے قلات کو تو وہ واپس کر دیں۔ (قہقہے/تالیاں) اگر ہمارے وزیر خزانہ نے پیسے قلات کو دیئے تو غلط جگہ پر چلے گئے، وہ واپس کر دیں اور واقعی اگر انہوں نے قلات کو نہیں دیئے، زیارت کو دیئے، جہاں زلزلہ آیا ہے، تو اب میں اس کو بیوروکریسی کا بجٹ مانو یا وزیر خزانہ کا بجٹ مانو؟ میرے مسلسل یہ دلائل آرہے ہیں کہ یہ بجٹ ہمارا نہیں ہے، یہ میرا Colleague، بھائی ہے، یہ بھی ایم۔پی۔اے ہے، میں بھی ایم پی اے ہوں، اس کا بجٹ ہوتا تو میں خود کہتا لیکن افسوس کہ میں ایک اجنبی بجٹ پڑھ رہا ہوں، ایم پی ایز کا بجٹ نہیں پڑھ رہا، میں وزیر خزانہ کا بجٹ نہیں پڑھ رہا۔ مجھے امید ہے کہ اگر میرا لہجہ سخت ہے، میں اس پر معذرت کرتا ہوں لیکن میری بات ٹھیک ہے، آئندہ کیلئے احتیاط کی جائے اور اندھا دھند اعتماد بیوروکریسی پر نہ کیا جائے، اسلئے کہ یہ ہمیں خوار کرنے کا کوئی موقع فروگزاشت نہیں کرتی۔ جناب سپیکر، یہ جو بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 11 ہے، صفحہ نمبر 11 میں مختلف شخصیات نے متاثرین ملاکنڈ کا دورہ کیا ہے اور ان کا شکریہ ادا کیا ہے، ٹھیک ہے میں بھی شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں ایک بات کرتا ہوں کہ جب آپریشن شروع ہوا تو فوجیوں نے مارا ہے طالبان کو تو یہ ایک بات ریکارڈ پر رہنی چاہیئے کہ جتنے لوگ بھی شہید ہوگئے فوجیوں کے آپریشن سے، کیا وہ تمام کے تمام طالبان ہیں؟ ایسا نہیں ہے۔ میں فیصدی تناسب پر جھگڑا نہیں کرتا، آپ یہ کہتے ہیں کہ 15% طالبان تھے اور 85% عام لوگ مر گئے لیکن یہ حقیقت ہے کہ عام لوگوں کو مارا گیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فوج کی نیت یہ ہے کہ زبردستی ان لوگوں کو مارا گیا لیکن یہ مارے تو گئے نا۔ کاش جس طرح شکریے ادا ہوتے ہیں، سپاسنامے پڑھے جاتے ہیں، ان بے گناہ مرنے والوں کیلئے افسوس کا اظہار ہوتا اور چونکہ ان بے گناہ مرنے والوں کیلئے افسوس کا اظہار نہیں تو اسلئے آپ کا بجٹ Unbalanced ہے سر، یعنی اس کا Balance یہ ہے کہ فوجیوں کی تعریف تو ہوگئی، مارنے والی قوت کی تعریف تو ہوگئی لیکن جو بے گناہ، میری بچی ہے اور میری ماں ہے اور میری بیٹی ہے، ان کا گناہ یہ ہے

کہ وہ پختون ہیں، پختون اسلام اور پاکستان پر کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا، یہ گناہ وہ برداشت کر رہا ہے لیکن بجٹ کے اندر اس کیلئے کلمہ خیر نہیں ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔۔۔۔۔۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: اظہار افسوس نہیں ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: اگر یہ افسوس کا اظہار ہوتا تو آج میں شکریہ ادا کرتا، اسلئے کہ میں بھی پختون ہوں اور کسی کے جذبات سے میرے جذبات کم نہیں ہیں۔ آج پختون تختہ مشق ہے اور مجھے امید ہے کہ میرے باچا خان کے بیٹے، وہ پختون، پختونوں کو تختہ مشق سے نکالنے کیلئے میری رائے بھی سنیں گے، میری بات بھی سنیں گے اور ہم اس دلدل سے انشاء اللہ نکلیں گے اور مجھے امید ہے کہ صوبہ سرحد کو بھی اس دلدل سے نکلنا چاہیئے۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Mufti Sahib, thank you very much jee.

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: میں نے تو دو تین۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں، ڈبل، ڈبل ٹائم۔۔۔۔۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: ٹھیک ہے، میں لہجہ تبدیل کرتا ہوں، پھر جب اجازت مل جائے۔ (قہقہہ)

<u>جناب سپیکر</u>: Double genders کا ٹائم بھی ختم ہو گیا۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: سر، میں لہجہ تبدیل کرتا ہوں، پھر اجازت تھوڑی دیر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جلدی جلدی بجٹ پر، خالی بجٹ پر۔۔۔۔۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: خالص بجٹ پر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ باقی باتیں نہ کریں۔۔۔۔۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: صفحہ نمبر 12 پر جناب وزیر خزانہ نے زراعت کو ترقی دینے کا دعویٰ کیا ہے لیکن آبیانہ بھی بڑھا دیا، عجیب بات ہے یعنی آپ ایک بجٹ کی تقریر میں دو باتیں کیوں کرتے ہیں؟ آپ یہ کہیں کہ میں نے زراعت کو ترقی دینی ہے پھر آبیانہ نہ لگائیں، بڑھائیں نہیں اور جب آپ کی نیت یہ تھی کہ میں نے آبیانہ بڑھانا ہے، پھر آپ زراعت کی بات کرتے ہیں، میرے خیال میں ہمیں ان تضادات سے نکلنا ہو گا۔ جناب سپیکر، آئی ڈی پیز کے حوالے سے میری معلومات کے مطابق 500 ارب ڈالر ایک، اور 124 ملین یورو دوسری قسم کی ہمیں امداد ملی ہے۔ میں اپنے حکمران ساتھیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی بڑی کثیر

رقم کو آپ کس طرح وصول کریں گے؟ آپ نے تو بجلی کی رائلٹی بھی وصول نہیں کی، وہ جو چھ ارب روپے درانی صاحب لیا کرتے تھے، وہ بھی آپ کو نہیں ملے، وہ آپ کو 3.5 مل گئے اور 2.5 نہیں ملے۔ مجھے آپ معاف کر دیں، صرف اے این پی کے ساتھیوں کو 'پختو نخوا' کے نام پر مطمئن کیا گیا ہے، میں کسی کی نیت پر شک نہیں کرتا لیکن 'پختو نخوا' کا نام تبدیل کریں گے Two third اکثریت سے اور Two third اکثریت سے وہ آئین میں تبدیل ہو گا لیکن آپ کے پاس Two third اکثریت ہے ہی نہیں تو آپ نہیں سمجھتے کہ آپ کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے؟ آپ نہیں سمجھتے اس بات کو اور آپ کب تک پختو نخوا، پختو نخوا کر کر کے صوبے کے مسائل سے پہلو تہی کریں گے؟ صدر صاحب سے کہہ دیں 'پختو نخوا' کا نام نہ لو، ہمیں ہماری امدادی آئی ہوئی رقم دے دو اور میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہو گیا تو یہ سودا سستا نہیں ہے، یہ مہنگا سودا ہے۔ جناب سپیکر، آبادی میں شرح اضافہ کے پیش نظر محکمہ تعلیم میں 357 آسامیاں پیدا کی گئی ہیں۔ یہ وزیر موصوف اگر دیکھنا چاہیں تو یہ صفحہ نمبر 19 ہے جی، صفحہ نمبر 19 میں یہ کہا گیا کہ ہم محکمہ تعلیم میں 357 آسامیاں دیں گے۔ آپ انرولمنٹ دیکھیں، آپ آبادی کی شرح دیکھیں، ہماری اگر آبادی تین کروڑ ہے تو ہمارے بچوں کی افزائش نسل جو ہے، وہ تین فیصد ہونی چاہیئے۔ اس حوالے سے تو بہت سارے بچے سکولوں کو آ رہے ہیں اور ان تمام بچوں کیلئے آپ نے 357 آسامیاں دی ہیں۔ میرے خیال میں یہ شرح خواندگی کو پھر آپ نہ بڑھائیں۔ اگر آپ نے شرح خواندگی کو بڑھانا ہے تو اس تعداد کو تبدیل کرنا ہو گا اور شرح خواندگی کیلئے یہ رکاوٹ ہے۔ یہاں ہونا چاہیئے تھا کہ ایک ہزار، دو ہزار، تین ہزار، اس طرح ہماری شرح خواندگی آگے چلی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر، ٹرانسپورٹ کیلئے ایک الگ دو سو سی این جی بسوں کا اعلان کیا ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا تو کافی تجربہ ہے، آپ کو جی ٹی ایس بسوں کا حشر یاد نہیں ہے؟ جی ٹی ایس بس وہی تھے جس کی کھڑکیاں لوگوں نے توڑ دیں اور اس کو نیلام کر دیا۔ پھر اس کے عملے کو بھی فارغ کر دیا اور پھر اس کے بعد وہ جو اس کے اثاثے تھے، اڈے تھے، وہ بھی نیلام کر دیئے۔ اب جب جی ٹی ایس پر ہمارا ایک تجربہ ہو گیا ہے کہ یہاں پر جی ٹی ایس یا سرکاری بسیں کامیاب نہیں ہیں تو دو سو بسوں کی مالیت، یہ میرے خیال میں آئی ڈی پیز کو دیں، یہ تجربہ دوبارہ نہ کیا جائے۔ جناب سپیکر، اقلیت، صفحہ نمبر 37 ہے، اقلیتوں کی رہائشی کالونی کی تعمیر کی بات کی گئی ہے۔ یہ بہت اچھا قدم ہے، اقلیت والے ہمارے بھائی ہیں لیکن آگے دیکھئے، Allocation کیا ہے؟ پانچ ملین روپے، کالونیوں کا مطلب میں نہیں سمجھا، کالونی ایک گھر کو کہتے ہیں؟ کالونی دو گھروں کو کہتے ہیں؟ اگر جناب وزیر خزانہ یہاں لکھ دیں کہ

پانچ ملین میں ہم Feasibility report بنائیں گے تو یہ بات ٹھیک ہے لیکن ایسا تو نہیں کہا۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم ان کیلئے کالونیاں بنا رہے ہیں اور پیسے ہیں پانچ ملین، اس کے معنی یہ ہیں کہ لولی پاپ دیا گیا ہے ہمارے اقلیت کے بھائیوں کو اور یہ لولی پاپ نہیں دینا چاہیئے، ہمارا صوبہ لولی پاپ لینے اور دینے کا متحمل نہیں ہے، سر۔ ایسا کیا ہوا ہے جناب سپیکر، ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ ہے، پندرہ فیصد اضافہ اسلئے کہ مرکز نے پندرہ فیصد اضافہ کیا ہے لیکن ہمارے حالات تو جدا ہیں، ہم تو جنگ زدہ ہیں، ہمارا پورا سوات اور صوبہ فوج کے کنٹرول میں ہے۔ وہاں سے لوگ، آئی ڈی پیز آ گئے، ان کی تنخواہیں Suffer ہو گئی ہیں تو کیا ہم نے بھی اسی لکیر پر چلنا ہے جس لکیر پر اسلام آباد والے چلتے ہیں؟ اسلام آباد والے تو محفوظ ہیں، ان پر کوئی آفت نہیں آئی ہوئی ہے، یہاں تو اور بات ہے۔ پھر آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ روپے کی قدر میں کمی ہوئی ہے، پھر آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ افراط زر ہے تو پھر یہ پندرہ فیصد نہیں ہے، یہ ساڑھے تین فیصد رہ جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مہنگائی میں اور تنخواہ کے اضافے میں کوئی توازن نہیں ہے۔ اگر یہ بیوروکریسی کا بجٹ نہ ہوتا، میرے بھائیوں کا بجٹ ہوتا تو یہ کم از کم مہنگائی اور مشکلات اور اضافے کے اندر توازن پیدا کرتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ مفتی صاحب۔۔۔۔۔

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر، میں بھی ختم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے مزید وقت نہیں دینا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آخری پوائنٹ بتائیں۔۔۔۔

مفتی کفایت اللہ: لیکن ایک کالونی کی بات رہ گئی ہے۔ اگر درانی صاحب کے نام پر ایک میڈیا کالونی تھی، انہوں نے نام ختم کر دیا، اب ہے 'پشاور میڈیا کالونی' میری ایک اور رائے ہے، اس میڈیا کالونی کا نام ہونا چاہیئے 'ہوتی میڈیا کالونی'، میں کہتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

مفتی کفایت اللہ: مجھے نام سے کوئی غرض نہیں، کام کرو یار، یہ کالونی بناؤ، کالونی۔ اس کا نام آپ کوئی اور رکھو لیکن ایک بات اور بھی بتاؤں کہ سابق وزیر تعلیم، مولانا فضل علی کا نام تبدیل کر دیا گیا اور وہاں پر 'صوابی ماڈل پبلک سکول' بنا دیا گیا۔ ابھی اکرم خان درانی ایکس منسٹر ہے، اسکا یہ میرٹ نہیں بنتا کہ وہ اپنے نام پر ایک کالونی بنائے۔ پھر مولانا مفتی محمود کا نام برداشت نہیں ہوا، یہ Over head کا نام تو آپکے سامنے کل

آیا ہے، کیا Message دینا چاہتے ہیں؟ خدانخواستہ کل کوئی لوگ آئیں اور وہ 'باچاخان میڈیکل کالج' کا نام تبدیل کردیں۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔۔۔۔۔۔

مفتی کفایت اللہ: کل کوئی لوگ آئیں اور وہ 'خان عبدالولی خان یونیورسٹی' کا نام تبدیل کریں، میں اس رواج کو اچھا نہیں سمجھتا، میں اس رواج کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آپ کو حقیقت کا سامنا کرنا پڑے گا، اگر کسی کا نام آئے، آپ کو اچھا نہیں لگتا لیکن آپ میں تحمل ہونا چاہیئے، آپ میں برداشت ہونی چاہیئے، آپ فوجی لوگ نہیں ہیں، آپ سیاسی لوگ ہیں، آپ کا ایک بہت بڑا Career ہے لیکن جب آپ سیاسی کارکن کا نام مٹائیں گے تو پھر تو ایسا ہوا کہ میں کیا کہونگا اس سلسلے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کردیں۔

مفتی کفایت اللہ: نہیں، میں ایک بات اور کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس جی۔ آپ Repetition کر رہے ہیں، بار بار وہی جو درانی صاحب نے کل باتیں کی ہیں، آپ اس کو Repeat کر رہے ہیں۔ No repetition، بس بات ختم ہو گئی۔۔۔۔۔

مفتی کفایت اللہ: سپیکر صاحب! آپ ناراض نہ ہوں، میری بس تھوڑی بات رہ گئی ہے۔ میں اس کم Projection پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

سید جعفر شاہ: سر، یہ تو ابھی لیڈیز کی نمائندگی کر رہے ہیں، اس کے بعد تو اس کی باری ہے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: آپ کافی ٹائم لے چکے ہیں اور بھائیوں کو بھی ٹائم دے دیں۔

مفتی کفایت اللہ: ٹھیک ہے سپیکر صاحب، جلدی ختم کرونگا۔ یہ ذرا کھول دیں۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک ذرا آن کریں، آخری بات ہے، آخری بات۔

مفتی کفایت اللہ: اپنے وزیر خزانہ کی خدمت میں میں بجٹ کے چند تضادات بھی بتاتا ہوں اور پھر جلدی جلدی بتاؤنگا، تبصرہ نہیں کرونگا تاکہ یہ Sum up ہو جائے۔ زراعت کو ترقی دینے کا دعویٰ کیا اور وہاں پر کھاد اور بیجوں میں کوئی نرمی اور رعایت نہیں ہے، یہ بھی تضاد ہے۔ صحت کی سہولیات میں بہتری کا دعویٰ کیا لیکن حکیموں، ڈاکٹروں اور نجی ہسپتالوں پر جو ٹیکس لگائے، وہ ظالمانہ ہیں اور یہ بھی کھلا تضاد ہے اور صفحہ نمبر 12 میں تعلیم کو قوموں کی سالمیت کا راز بتایا گیا جبکہ نجی تعلیمی اداروں، جس کا معیار بہت اچھا ہے، اس پر ٹیکس لگا کر اس دعوے کی نفی کی گئی اور صفحہ نمبر 12 ہی پر عوام کو بہتر ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کا دعویٰ کیا

گیا جبکہ گاڑیوں پر ٹیکس، سی این جی پر ٹیکس، پٹرول پمپ پر ٹیکس لگا کر عام آدمی کی زندگی کو متاثر کیا گیا اور صفحہ نمبر 13 پر حکومت نے کہا ہے کہ آبپاشی کا ہمیں بہت زیادہ احساس ہے جبکہ کوئی عملی قدم نظر نہیں آیا۔ جناب سپیکر، میں آپ کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، میں آپ کے تحمل کو داد دینا چاہتا ہوں، میں آپ کے صبر کو داد دینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

مفتی کفایت اللہ: اور آخر میں ہنگو کے اندر چند مدارس پر ظلم ہوا ہے، وہاں پر پرامن لوگوں کو مارا گیا ہے۔ وہ لوگ جو طالبان کے خلاف ہیں، ان پر جٹ بمبار طیاروں سے حملہ کیا گیا ہے جو بہت زیادہ افسوسناک ہے، بہت زیادہ افسوسناک ہے۔ میں اس سلسلے میں ایوان سے چاہونگا کہ اس کی بھی انکوائری ہو جائے تاکہ عسکریت کے نام پر عام لوگوں کو نہ مارا جائے۔ بہت زیادہ شکریہ، میں آپکا شکریہ دوبارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ و آخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب آزاد اراکین سے۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک منٹ جی۔ آزاد سے سید مرید کاظم شاہ صاحب، ملک حیات خان صاحب۔۔۔۔۔

مخدوم زادہ سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی جی، مرید کاظم شاہ صاحب، آپ اپنی سیٹ پہ بیٹھا کریں تو ہمیں پتہ چلے گا۔ شاہ صاحب! صرف بجٹ تک محدود رہیں کیونکہ لسٹ بہت بڑی ہے جی۔ جی، شاہ صاحب۔ شاہ صاحب کا مائیک آن کریں، مرید کاظم شاہ صاحب۔

مخدوم زادہ سید مرید کاظم شاہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ سر، میں پہلے تو آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک اہم موضوع پر مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ سر، میں اس بجٹ پر زیادہ اسلئے نہیں بولنا چاہتا کہ جو اس وقت حالات ہیں، جس طریقے سے یہ بجٹ پیش ہوا ہے، یہ بھی ایک اس حکومت کا اچھا کارنامہ ہے، انہوں نے بجٹ پیش کر دیا لیکن جو ہمارے حالات ہیں، آج کل آئی ڈی پیز کی وجہ سے بن چکے ہیں، یہ ایسے حالات ہیں کہ جس میں بجٹ پیش کرنا بھی بڑا مشکل کام تھا جی۔ (تالیاں) جناب، جیسے ویسے ہر چیز پر، میری صرف ایک چیز ہے اس بجٹ میں کیونکہ لکھی جا رہی ہیں چیزیں تمام بجٹ کے متعلق کہ سر، نئی سکیمیں بہت کم رکھی گئی ہیں جی، خاصکر روڈز میں، روڈز کے بغیر بالکل یہ ٹھیک بات ہے کہ اگر

روڈز نہ بنائی جائیں تو اتنا اثر نہیں پڑے گا، ویسے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے لیکن پبلک ہیلتھ انجینئیرنگ میں انہوں نے Totally طور پر کوئی سکیم نہیں رکھی لیکن سر، میں یہ منسٹر صاحب سے، چیف منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کرونگا، وزیر خزانہ صاحب سے کہ پبلک ہیلتھ کم از کم Need base پر زیادہ ٹیوب ویلز رکھیں کیونکہ خاصکر وہ علاقے جہاں پانی میلوں دور سے آتا ہے اور خاصکر اس وقت جو پریشانی ہمارے جنوبی اضلاع میں ہے، یہ ایک بہت اہم چیز ہوگی کم از کم، اگر اور نہیں کرتے تو پبلک ہیلتھ میں کم از کم ان جنوبی اضلاع کے ایم پی ایز کیلئے Need base پر ٹیوب ویلز رکھے جائیں، باقی حکومت خیر ہے ہماری کوئی اور چیز کاٹ لے لیکن یہ پانی کا ایسا مسئلہ ہے جس کا کوئی بھی انتظام نہیں کر سکتا جی۔ بس میری یہ چند ایک گزارشات تھیں جی، اس کے ساتھ میں آپکا مشکور ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ جی۔ عبدالستار خان صاحب، جناب عبدالستار خان صاحب۔ پی ایم ایل (این) کے جناب جاوید عباسی صاحب۔ سردار شمعون یار خان، بجٹ تک محدود رکھیں جی اور Repetition نہ ہو جی، تھینک یو۔

<u>سردار شمعون یار خان</u>: شکریہ، جناب سپیکر۔ بجٹ پر بحث شروع ہوئی، اکرم خان درانی صاحب نے اور سکندر خان شیر پاؤ نے بھی کئی چیزوں کی وضاحت کی ہے، ان پہ بحث کی ہے اور آج مفتی کفایت اللہ صاحب نے بھی بڑے اچھے طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس بجٹ میں میں سمجھتا تھا کہ کوئی بہتری لائی جاسکتی تھی کہ جب سے امن وامان کی صورت خراب ہوئی ہے اس صوبے کی، تو حکومت نے محکمہ پولیس کیلئے بہت سارے اعلانات کئے کہ جو پولیس اہلکار کسی حادثے میں شہید ہوگئے، ایک تو ان کیلئے معاوضے کی قیمت بڑھائی گئی، دوسرا ان کی تنخواہوں میں جس طرح اعلان ہوا کہ سو فیصد اضافہ کیا گیا، اس میں میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہونگا اور حکومت سے بھی اس بات پہ وضاحت چاہیں گے ہم لوگ کہ اس کو صحیح طرح واضح کیا جائے کہ سو فیصد جوان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے، وہ کس تناسب سے ہے؟ کیونکہ جہاں تک میرے علم میں آیا ہے کہ جن پولیس اہلکاروں کی تنخواہیں ان کی Basic Pay Scale سے شروع ہوتی ہیں، ان میں اضافہ وہی سے کیا گیا ہے اور جو پولیس اہلکار پروموٹ ہو کر آگے چلے گئے ہیں، ان کی تنخواہوں میں اضافہ جو موجودہ ان کی Pay ہے، وہیں سے نہیں کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک زیادتی ہوگی اس موجودہ ٹائم میں پولیس والوں کے ساتھ۔ محکمہ پولیس کے جو جوان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، ہم لوگوں کی حفاظت پہ جو مامور ہوتے ہیں، ان کیلئے اس سے بہتر اقدام کرنا چاہیئے

اور جس Cadre یا جس Status پہ پولیس اہلکار ہوتا ہے، وہاں سے اس کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے تاکہ جو موجودہ مہنگائی کے حالات میں جو مشکلات ہیں، اس میں ان کو خاطر خواہ حکومت کی طرف سے امداد مل سکے۔ اس کے علاوہ جو محکمہ پولیس میں کلرکس اہلکار ہیں، ان کی تنخواہوں میں اضافے کا کوئی ذکر نہیں ہے، یہ ایک ان کے ساتھ زیادتی ہے کہ ایک محکمے میں ہونے کے باوجود خواہ وہ دفتری کاموں کیلئے وہاں پہ محکمے ہیں، اس کے ساتھ ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے تاکہ جو مشکلات ہیں، ان کو بھی دور کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ایک بہت اہم ایشو ہے، ہزارہ میں امن وامان کے حوالے سے بات کرنا چاہونگا، خاص طور پر ہری پور اور مانسہرہ میں کہ پچھلے مہینے میں جو حکومتی ادارے ہیں، انہوں نے وہاں پہ کچھ مشتبہ افراد کو پکڑا اور ابھی ان سے تفتیش جاری ہے، میرا خیال ہے لیکن وہاں پر ابھی بھی محکمہ پولیس کو وہ وسائل نہیں دیئے گئے جو باقی صوبے میں پولیس اہلکاروں کو دیئے جارہے ہیں تو میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ ان حالات میں اور امن وامان کی صورتحال کو بہتر کرنے کیلئے جو فنڈ حکومت نے رکھا ہے، اس میں ہزارہ پولیس کی بھی جو ضروریات ہیں، ان کو پورا کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح ضلع مانسہرہ کیلئے اضافی نشستیں رکھی گئی ہیں پولیس کیلئے، ہری پور اور ایبٹ آباد کیلئے بھی رکھی جائیں کیونکہ ایبٹ آباد 2005 میں زلزلے سے متاثر بھی ہوا ہے۔ آئی ڈی پیز کیلئے وفاقی حکومت نے ایک ارب روپے رکھے ہیں، یہ ایک بہت ہی احسن اقدام ہے، ہم اسکو سراہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ میں، ایک بہت ضروری اور اہم بات ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ بھی وہ حشر نہ ہو جو 2005 کے زلزلے کے بعد ہزارہ ڈویژن میں ایبٹ آباد کے عوام کے ساتھ کیا گیا تھا کیونکہ ابھی تک زلزلے کو ہوئے تین سال گزر گئے ہیں اور وہاں کی سرکاری عمارات جو زلزلے میں تباہ ہو گئی تھیں اور لوگوں کے مکانات جو زلزلے میں تباہ ہو گئے تھے، آج کئی لوگ ان میں سے بے گھر ہیں، تو میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ کوئی ایسا ایک پروگرام تشکیل دیا جائے جس سے جو آئی ڈی پیز ہیں، جب اپنے مقامی گھروں کو واپس جائیں تو ان کی مشکلات میں آسانی ہو، نہ کہ ان کی مشکلات میں اضافہ ہو۔ ایک تو اوپر سے دہشتگردی کی نذر ہو گئے وہ لوگ اور اگر حکومت کی جانب سے ان کی واپسی کیلئے فوری اقدام نہ کیا گیا اور کوئی پلان مرتب نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی خطیر رقم رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر ان کو اس سے فائدہ نہ ہو سکے حکومت کی طرف سے، تو میں بھی کچھ بس اپنی تقریر کا اختتام کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جن ممبران نے یہاں پہ تجاویز دی ہیں کچھ، حکومت اس پہ عملدرآمد کرے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ سرداراورنگزیب نلوٹھہ صاحب۔ ملک حیات خان۔ جی،ڈاکٹر حیدر علی خان۔

ڈاکٹر حیدر علی: ډیره مننه جناب سپیکر صاحب، او په بجټ باندے خو ډیر ښه بحث روان دے خو زۀ د هغے نه مخکښے د دے معزز ایوان چه د پښتنو د دے صوبے د حقوقو کسټوډین هاؤس او د ټولو نه لویه جرګه ده، توجه یو ډیرے اهمے او ضروری ایشو ته ګرځول غواړم چه یو څو ورځے مخکښے په یو اخبار کښے شائع شوے ده۔ که ستاسو اجازت وی نو زۀ به د هغے کاپیز هم په دے معزز ایوان کښے تقسیم کړم۔

جناب سپیکر: نه په هاؤس کښے نه۔ ډاکټر صاحب، هلته د چائے په وخت په زوړ هال کښے به ئے تقسیم کړے۔ په هاؤس کښے داسے میټیریل نه، نن ډیر اهم اجلاس روان دے جی، هلته به بیا۔۔۔۔۔۔

ډاکٹر حیدر علی: زۀ دا خبره کوم چه د دے صوبے د جانی او مالی نقصان خلاف چه کومے خبرے روانے دی، هغه خو زمونږه د ټولو د مخے دی خو دا آرټیکل د هغه سازش او د هغه مهم غمازی کوی کوم چه د پښتنو د کلچراو د دے نه وروستو د هغوی د عزت د پامالئ د پاره شروع دے۔ په دے آرټیکل کښے د یو داسے تاریخ دان چه هغه وخت د سامراجی قوت نمائندګی ئے کوله او دلته د فاتح په حثیت باندے راغلے وو، د هغه تاریخ دان تاریخی حوالے ورکړے شوی دی او ټول پښتون قوم پکښے د یو وحشی دهشتګرد او بے تهزیب خلقو په شکل باندے پیش کړے شوے دے۔ په دیکښے دا لیکلی شوی دی، زۀ د دے نه اقتباس پیش کوم چه "افغان سرحد کے قبائل قتل وغارت گری کو معمولی تماشہ سمجھتے ہیں۔ان کی اپنی ہی رسم ورواج ہے،ان کا اپنا ہی اخلاقی نظام ہے، وہ بدلہ لینے کیلئے ظلم وتشدد کو خوبی سمجھتے ہیں،اپنی خاندانی دشمنیوں کو بھلانا برا سمجھتے ہیں،بدلہ لینے والے کی عزت کرتے ہیں، اس حوالے سے ان کی اپنی ہی منطق ہے۔ان لوگوں کے ذہن کو سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔ان کی عورتیں کوئی خاص حقوق نہیں رکھتیں،ہر معاملے میں انہی کو نظر انداز کیا جاتا ہے،کچھ لوگ عورتوں کی عام خرید وفروخت کرتے ہیں، کبھی کبھی تو بندوق کے تبادلے میں عورت خریدی جاتی ہے"۔ جناب سپیکر صاحب! که نن په دے آړ کښے په ټولو پښتنو باندے دا لیبل لګی او د داسے حوالو نه لګی نو بیا خو به سبا خلق راپاځی او هغه تاریخ چه کوم جنګ آزادئ ته بغاوت وائی بیا خو

به سرعام خلق هغه جنګ آزادئ ته، د جنګ آزادئ هغه ټولو تاریخونو ته بغاوت وائی۔ په دے او په هغه وخت کښے ډیر فرق دے۔ دغه خلق د لته کښے Usurper، د یو فاتح په حیثیت راغلی وو، د هغوی خلاف مزاحمت بله خبره وه، هغه زمونږه مورثی حق وو، هغه د دے خاورے د آزادئ تحریک وو خو دا نن په پاکستان کښے چه کومه لوبه روانه ده او په هغے کښے ټولو پښتنو ته من حیث القوم د دهشتګرد، وحشی او بدتهذیبه خطاب ورکول زما په خیال دا د دے قوم سره، د دے صوبے سره ډیر لوئے ظلم دے او که په دے موقع باندے دا هاؤس خپل فرض ادا نه کړی او د دے خلاف متفقه قرارداد را نه وړی نو زما په خیال دوئ به هغه حق چه په دوئ باندے د دے قوم قرض دے او هغه سازش چه هغه د دے قوم د جان و مال سره د دے عزت او د دے دا ناموس خرابوی، ایکشن پرے نه اخلی نو زما په خیال دا به ډیر زیات ظلم وی۔ (تالیاں) زهٔ خواست کوم دے معزز ایوان ته چه د دے سازش او د دے آرټیکل خلاف، د دے اخبار خلاف متفقه قرارداد راوړی او د دے خلاف د قانونی چاره جوئی اوشی۔ زهٔ خپل وخت، ماد بجټ تقریر وخت چه دے، هغه دے له ورکړو، ډیره مننه۔

جناب سپیکر: شکریه، ډاکټر صاحب۔ عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، میں مشکور ہوں آپکا کہ آپ نے اس بجٹ پہ بولنے کا موقع دیا۔ یقین کریں کہ اس کرسی سے یہاں پر آکر میں کچھ گھٹن اور حبس محسوس کرتا رہا ہوں لیکن میں وزیر خزانہ صاحب کو سیاسی تقریر اور بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر، ایک بات ہے کہ کیا یہ۔۔۔۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان بڑی اچھی باتیں آج کر رہے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، ہم جو یہ ڈسکشن کر رہے ہیں اور آپ سن رہے ہیں اور اخبار کے ہمارے ساتھی لکھ رہے ہیں تو کیا اس سے کوئی فائدہ ہوگا، کیا اس سے اس بجٹ میں تبدیلی آئے گی، کیا گزشتہ بہتر سالوں میں ان ڈسکشنز سے کوئی تبدیلی آچکی ہے؟ جناب سپیکر، وہ اسلئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ پاکستان واحد ملک ہے اور ہمارا صوبہ واحد صوبہ ہے بلکہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہمارے جو صوبے ہیں، اس طرح کا بجٹ کسی بھی Democratic Country میں پیش نہیں کیا جاتا جناب سپیکر، جس طرح یہ بجٹ ہم پیش کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر، یہ بجٹ پیش ہو جاتا ہے تو پھر یہ حکومت کی انا کا مسئلہ بن جاتا ہے اور حکومت اس کو

پاس کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ اب اگر جناب سپیکر، 1937 کا بجٹ نکالیں، 1935 ایکٹ کے تحت جو پہلی اسمبلی آئی تھی، تو آپ کو اس بجٹ میں اور اس بجٹ میں انیس بیس کا فرق نظر نہیں آئے گا سوائے فگرز کے کہ اس وقت فگرز کم تھے اور اس وقت فگرز زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے جناب سپیکر، کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 119 میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ "The custody of the Provincial Consolidated Fund, the payment of moneys into that Fund, the withdrawal of moneys therefrom, the custody of other moneys received by or on behalf of the Provincial Government, their payment into, and withdrawal from, the Public Account of the Province, and all matters connected with or ancillary to the matters aforesaid, shall be regulated by the Act of Provincial Assembly or, until provision in that behalf is so made, by rules made by the Governor." حالانکہ 1973 کے آئین کے تقریباً چھبیس ستائیس سال ہو گئے لیکن ابھی تک ہم نے، کسی بھی صوبائی اسمبلی نے کوئی ایکٹ نہیں بنایا کہ ہم بجٹ کو Regulate کیسے کریں گے اور ہم کیسے کرتے ہیں؟ بلکہ گورنر نے 1937 میں جو رولز بنائے تھے، آج تک بجٹ کو اسی پر Regulate کر رہے ہیں اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے بجٹ کیلئے، اپنے عوام کے بجٹ کیلئے ابھی تک کوئی ایکٹ نہ بنا سکے۔ نہ ہم بنا سکے نہ کوئی اور صوبہ بنا سکا، اسلئے یہ منفرد طریقے سے جو بجٹ پیش کیا جاتا ہے، یہ صرف پاکستان میں اور پاکستان کی صوبائی اسمبلیوں میں ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، یہ جو بار بار کہا جا رہا ہے کہ آئی ڈی پیز اور صوبہ سرحد کو جو مسائل درپیش ہیں، یقیناً میرے خیال میں صوبے کو اس طرح کے مسائل پہلے کبھی درپیش نہیں تھے، کیوں اس اسمبلی کا اجلاس نہیں بلایا گیا، کیوں اس اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا، کیوں ایک ایسے اہم موقع پر ایک ایسے قیامت خیز دن پر اس اسمبلی کے اجلاس کو نہیں بلایا گیا؟ لیکن میں ساتھ ساتھ اپوزیشن کو بھی اس کا ذمہ دار ٹھہراتا ہوں جناب سپیکر، کیونکہ Article 54, read with Article 127 ساتھ دیتا ہے کہ آپ Requisition کر سکتے ہیں۔ جب آپ کو مسئلہ درپیش تھا، یہ مسئلہ اس صوبے کا مسئلہ تھا، یہ حکومت اور اپوزیشن کا مسئلہ نہیں تھا، یہ صوبے کے عوام کا مسئلہ تھا، اگر حکومت نے نہیں بلایا، حکومت سے غلطی ہو گئی تو آپ کو بلانا چاہیئے تھا اس اہم مسئلے پر، آپ تعداد پوری کر لیتے لیکن اس اجلاس کو بلا لیتے۔ جناب سپیکر، اسلئے کہ اب ہم ڈسکشن کر رہے ہیں، دیکھیئے یہ تو اس آپریشن سے پہلے ہمیں ڈسکشن کرنا چاہیئے تھا، اس وقت ڈسکشن کرنا چاہیئے تھا کہ ہم ان لوگوں کو کیسے سنبھالیں گے؟ یہ قدرتی آفت تو نہیں تھی جناب سپیکر، یہ تو زلزلہ نہیں تھا، یہ تو سیلاب نہیں تھا، یہ Planned operation تھا،

کم از کم ایک ہفتہ Movement پر لگا ہو گا، اس ایک ہفتے ہیں ہم نے کیا کیا؟ میں گورنمنٹ کو بھی اکیلے ذمہ دار نہیں ٹھہراتا، ہم سب اس میں شریک ہیں کیونکہ ہم سب اس صوبے کے نمائندے ہیں اور عوام کے نمائندے ہیں۔ جناب سپیکر، اب چونکہ میں نے کہا تھا، میں گھٹن محسوس کر رہا ہوں، میں صرف چند سوالات فنانس منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہونگا اور اس کے مطابق۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بجٹ پہ، بجٹ پہ بولیں جی۔

جناب عبدالاکبر خان: بجٹ پہ میں کہہ رہا ہوں، سر۔

جناب سپیکر: اپنی ٹیکنیکل رائے۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: اچھا جناب سپیکر، کیا اس بہتر سالہ تاریخ میں اس صوبے کے اتنے خسارے کا بجٹ پیش ہوا ہے، اتنے خسارے کا بجٹ، کیا بہتر سال کے دوران کبھی اتنے خسارے کا بجٹ پیش ہوا ہے؟ میرا پہلا یہ کوسچن ہے۔ کیا اس صوبے کا اتنا سپلیمنٹری بجٹ کبھی پیش ہوا ہے بہتر سال میں؟ بہتر سال، یہ بھی میں 1937 میں جو صوبائی اسمبلی بنی تھی، اس حساب سے کہہ رہا ہوں۔ جناب سپیکر، کبھی بھی بہتر سال میں Failure 100% پراونشل ڈیپارٹمنٹ کا Revenue collection میں ہوا ہے، 100% Failure؟ یعنی کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ایسا نہیں ہے کہ جس نے اپنا Target Meet کیا ہو اس سال کے دوران اور جب ایک بلین کا Short fall آتا ہے تو آپ اس ایک بلین کے Short fall کو Meet کرنے کیلئے غریبوں پر، کسانوں پر ٹیکس لگاتے ہیں۔ اگر آپ کا Short fall نہ آتا اور آپکے محکمے صحیح طریقے سے ٹارگٹ پر ریکوری کرتے تو آج آپکو ٹیکس لگانے کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ آپ نے پچھلے سال سات بلین کا ٹارگٹ دیا تھا اپنے Resources سے اور آپ چھ بلین جمع کر سکے۔ جناب سپیکر، میں آپکی توجہ تھوڑی، یہ جو پیج ہے وائٹ پیپر کا نمبر 20، آپ اگر اس میں دیکھیں تو ایگریکلچر انکم ٹیکس کا نوے ملین ٹارگٹ تھا یعنی نو کروڑ روپے اور جمع ہوئے ایک کروڑ اسی لاکھ، Urban immoveable property کا ٹارگٹ تھا ایک سو سولہ ملین لیکن جمع ہوئے سڑسٹھ، آپکا پراپرٹی، Transfer of property tax جو تھا، وہ ایک سو پچاس ملین ٹارگٹ تھا، آپ ایک سو بارہ ملین جمع کر سکے۔ میں باقی نہیں پڑھتا لیکن یہ 100% ہے یعنی 100%، یعنی ہر محکمے میں Short fall ہے۔ یا تو آپ نے ٹارگٹ غلط دیا ہے یا تو آپ نے ٹارگٹ ان کی جو حیثیت ہے یا ان کی جو قابلیت ہے، اس سے زیادہ دیا ہے، اسلئے وہ Meet نہیں کر سکتے اور انہوں نے آپ کے ساتھ ڈسکس کر کے یہ ٹارگٹ لیا ہے اور پھر ہر مرتبہ محکمہ فیل ہو گیا ہے اپنے اس ٹارگٹ کو

Achieve کرنے میں اور اس سے ون بلین کا Short fall آیا ہے اور آپ نے اس Short fall کو ٹرانسفر کر دیا ہے عام آدمی پر اور عام آدمی پر ٹیکس لگا یا جس میں کسان ہے، جس میں زمیندار ہے، جس میں سب پروفیشنلز ہیں، سب پر اس کو ٹرانسفر کر دیا ہے جناب سپیکر۔ تو میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہتر سال کی تاریخ میں کبھی اس طرح ہوا ہے کہ 100% آپ کے محکمے فیل ہو گئے ہیں آپ کے ٹارگٹ کو Achieve کرنے میں اور جسکا خمیازہ عام لوگ بھگت رہے ہیں؟ جناب سپیکر، یہاں اگر نہیں دیا ہوا ہے تو نہ دیا ہو، تو میں کہہ رہا ہوں۔ اچھا جناب سپیکر، اس صوبے کی آپ تاریخ نکالیں، کبھی بھی بجٹ ڈاکومنٹس بجٹ پیش ہونے سے پہلے ریلیز ہوئے ہیں، پریس میں ریلیز ہوئے ہیں؟ یہ تو پہلی دفعہ ہے کہ آپکے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بجٹ ممبروں کو دینے سے پہلے پریس کو، جب میں آ رہا تھا خود تو باہر گیٹ پر مجھ سے پریس والے پوچھ رہے تھے کہ جی یہ اتنے پیسے کدھر گئے؟ میں نے کہا میں تو اندر ہی نہیں گیا ہوں تو مجھے بجٹ کا کیا پتہ ہے کہ بجٹ میں کیا ہے لیکن انکو پہلے سے پتہ لگ گیا تھا۔ جناب سپیکر، یہ چیزیں ہیں جن سے آپ کی Efficiency کا، آپ کی کارکردگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اچھا جناب سپیکر، کتنے افسوس کی بات ہے کہ ٹی ایس ڈی پی جو 621 بلین کا ہے، 621 بلین جس میں 14%، Percentage کے حساب سے ہمارے صوبے کا 86 بلین روپے حصہ بنتا ہے کیا فنانس منسٹر ہمیں یہ بتا سکتے ہیں کہ اس 86 بلین میں ہمیں 10 بلین کیوں ملے، یہ ہمارا 76 بلین حصہ کدھر گیا؟ (تالیاں) یہ ہمارے 76 بلین کی ہم نے سکیمیں کیوں نہیں دیں، یہ 76 بلین کا حصہ ملے گا کہ نہیں ملے گا؟ اور جو 10 بلین ملا ہے جناب سپیکر، اس میں اگر آپ دیکھیں تو آدھا تو فیڈرل پراجیکٹس پر لگ رہا ہے۔ ایف سی کیلئے چیک پوسٹ بنا رہے ہیں، سارے ایف سی کیلئے کواٹرز بنا رہے ہیں، اس پر پیسے لگ رہے ہیں یعنی جو فیڈرل بجٹ میں ہونا چاہیئے تھا، اس کو ہمارے شیئر میں ڈالا گیا اور اس کے باوجود بھی 76 بلین ہمارا حصہ ہمیں نہیں مل رہا۔ تو یہ تو فنانس منسٹر صاحب کی ڈیوٹی ہے کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ سے اپنے حصے کا، جو ہمارے صوبے کی آبادی کی بنیاد پر، ہم نہیں کہتے کہ ہم حالت جنگ میں ہیں، ہم نہیں کہتے کہ ہمارے پاس آئی ڈی پیز ہیں، ہم نہیں کہتے کہ ہمارا صوبہ سب سے غریب صوبہ ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے صوبے میں غربت سب سے زیادہ ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے صوبے پر مصیبت آئی ہوئی ہے، Excess کے باوجود ہم صرف وہ حصہ جو ہمارا بنتا ہے آبادی کی بنیاد پر، ہمیں وہ 76 بلین دیئے جائیں جناب سپیکر۔ (تالیاں) جناب سپیکر، آپ دیکھیں تو وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ ایک سو بیس کہ ایک سو پچاس پرائمری سکول کھولے جائیں گے، جناب سپیکر، اس

کامطلب یہ ہے کہ ایک فی ایم پی اے ہو گیا کیونکہ دو تو ہو نہیں سکتے، ننانوے ایم پی ایز ہیں، اگر دو ہوتے ہیں تو پھر دو سو ہونے چاہئیں، اسکا مطلب ہے کہ ایک پرائمری سکول فی ایم پی اے۔ جناب سپیکر، ہر ایم پی اے کا حلقہ دو لاکھ آبادی پر مشتمل ہے تقریباً، اب اگر آپ کا Growth rate، 3% بھی لے لیں تو 6000 بچے آپکے ہر سال پیدا ہوتے ہیں، 6000،۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: ہاں، صوبے میں، 6000 per constituency کا اگر آپ 30% literacy rate لے لیں تو اب بارہ سو بچے ہر سال School going ہوتے ہیں،۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: میرا مطلب ہے، آپ اس کو Joke نہ بنائیں، میں Serious ہوں، اٹھارہ سو بچے جناب سپیکر، School going ہوتے ہیں۔ آپ دو کمروں کا ایک پرائمری سکول اس حلقے میں دیتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ آپ نو سو School going بچوں کو ایک کمرہ پڑھانے کیلئے دیتے ہیں (تالیاں) مجھے بتائیے کہ کہاں کا انصاف ہے کہ نو سو بچے جو ن میں School Going اور جو 30% literacy rate ہے، آپ تو کہتے ہیں کہ 50% ہے، اگر 50% ہے تو پھر تو پندرہ سو، تین ہزار بچے بن جاتے ہیں، اسلئے جناب سپیکر، کیا یہ مذاق نہیں ہے اس صوبے کے لوگوں کے ساتھ؟ اور یہ ایم پی ایز اپنے اپنے حلقوں میں جا کر کیا کہیں گے جناب سپیکر، کہ میں آپ کیلئے ایک پرائمری سکول لایا ہوں، دو لاکھ کی آبادی کیلئے ایک پرائمری سکول لایا ہوں؟ جناب سپیکر، آپ کے پورے اے ڈی پی میں ایک واٹر سپلائی سکیم بھی نہیں ہے، پورے اے ڈی پی میں کسی بھی حلقے میں۔ میں نہیں سمجھتا اگر پشاور کیلئے ہو تو بڑی سکیم ہو گی لیکن As an MPA کوئی نہیں ہے اور جناب سپیکر، آپکا یہ جو Short fall ہے اور جو Deficit آرہا ہے، وزیر خزانہ صاحب کہتے ہیں کہ ہم اس کو Non Developmental Expenditure میں سے Meet کریں گے۔ جناب سپیکر، آپ نے تو Non Developmental Expenditure بجٹ میں Reflect کیا ہے، پچھلے سال سڑسٹھ بلین اور سرسٹھ بلین سے وہ جو Revised میں پہنچ گئے پچھتر بلین، آپ نے تو آٹھ بلین Extra خرچ کئے جو 'نان ڈویلپمنٹل' مطلب ہے تنخواہوں میں یا Non Developmental Expenditure میں آپ نے تو آٹھ بلین زیادہ خرچ کر دیئے اور اس سال آپ نے اسی بلین رکھے۔ میں حیران ہوں کہ آپ Non Developmental Expenditure میں

سے جب خود آٹھ بلین سالانہ کے حساب سے بڑھاتے ہیں، جو بجٹ میں Reflect کرتے ہیں، اس سے آٹھ بلین زیادہ خرچ کرتے ہیں تو آپ اس کو کم کیسے کریں گے کہ آپ Deficit کو اس سے Meet کرائیں گے، آپ خسارے سے کیسے Meet کرائیں گے اس میں سے؟ (تالیاں) اور جناب سپیکر، مصیبت تو یہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب، جن کو میں سمجھتا ہوں کہ بڑے قابل آدمی ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ساڑھے تین بلین روپے ملے ہیں نیٹ پرافٹ میں۔ جناب سپیکر، آپ اس پوائنٹ کو نوٹ کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ساڑھے تین بلین روپے اس سال ملے ہیں، اسکا مطلب ہے کہ جو چھ بلین تھے، اس کی بجائے ہمیں ڈھائی بلین کم ملے لیکن جناب سپیکر، اگر آپ وائٹ پیپر کے پیج نمبر 3 پر دیکھیں تو جناب سپیکر، نیٹ ہائیڈل پرافٹ میں چھ بلین اور Total receipt بھی دی گئی ہے یعنی بجٹ بناتے وقت وہ چھ بلین کی Receipts بھی بتادی گئی ہیں اور ان چھ بلین کی Receipt کی بنیاد پر آپ نے Revised budget بھی بنایا اور چھ بلین کی بنیاد پر آپ نے Next budget بھی بنایا اور جب آپ خود کہتے ہیں کہ ہمیں ڈھائی بلین کا Short fall ہے تو آپ نے چھ بلین کو پھر Receipt میں کیوں رکھا؟ ایک، اور پھر وزیر خزانہ صاحب نے پرسوں پریس کانفرنس میں کہا کہ یہ جو باقی ڈھائی بلین ہیں، یہ ہمیں آئندہ ماہ ملنے کی توقع ہے، آئندہ ماہ ملنے کی توقع ہے۔ اگر آئندہ ماہ ملنے کی توقع ہے تو پھر تو یہ اپنا سارا Budget document ہی غلط ہو گیا۔ ہاں، ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہو اس ڈھائی بلین کے Receipts پہ، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کا نہیں، بلکہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے، اس پہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں، کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی تنگ آگئے ہوں گے اور وزیر خزانہ صاحب بھی، میں اور نہیں بول سکتا لیکن گھٹن جو ہے، حبس جو ہے، وہ میرا گلا کاٹ رہی ہے۔ جناب سپیکر، میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی پولیس کے جو لوگ اتنے شہید ہو رہے ہیں، میری ایک درخواست ہے گورنمنٹ سے، کل وزیر اعظم صاحب نے بھی اعلان کیا ہے، اگر یہ اپنے فنڈ سے یا فیڈرل فنڈ سے ایک ہزار روپے ماہانہ، ان کی انشورنس کی جو سکیم ہو کہ جس میں اگر وہ شہید ہو جائیں تو پانچ لاکھ سے کچھ نہیں ہوتا، پانچ مرلے کا گھر بھی وہ نہیں بنا سکتے، دو مرلے کا گھر بھی وہ نہیں بنا سکتے، جناب سپیکر، اگر وہ ان سے انشورنس کروادیں اور ان کو پچاس لاکھ یا ایک کروڑ روپے دے دیں۔ گورنمنٹ ایک ہزار روپے ہر ایک سپاہی سے کاٹے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر چالیس ہزار بھی آپ کی فورس ہے تو چالیس ہزار سے تقریباً چار

کروڑروپے ماہانہ بنتے ہیں تو سارے سال کا پچاس کروڑ بنتے ہیں، پچاس کروڑ میں اب ہر اس سپاہی کو یہ پتہ ہو گا کہ اگر میں اس جنگ میں شہید ہوا تو مجھے کم از کم ایک کروڑ یا پچاس لاکھ یا ساٹھ لاکھ روپے ملیں گے اور جس میں حکومت کے خزانے پر بھی کوئی اثر نہیں آئے گا اور ان کو بھی تسلی ہو گی، وہ بہادری سے اور جانفشانی سے کام کر سکیں گے جناب سپیکر۔ اسی طرح میں جناب سپیکر، حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ جو انہوں نے basic pay increase 15% پر ڈالا ہے، جناب سپیکر، Basic pay کیا ہوتی ہے ایک سرکاری ملازم کی؟ یہ تو سارے الاؤنسز ملا کر بیچارے کی تنخواہ کچھ بن جاتی ہے۔ اگر یہ % 15/20 increase جو آپ دے رہے ہیں، یہ اگر Total pay پر، Including جو ان کے الاؤنسز ہیں، ان پر دے دیں تو میرے خیال میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن ان بیچاروں کو کچھ فائدہ ہو گا۔ آپ یقین کریں کہ مہنگائی جس حساب سے بڑھ رہی ہے، یہ صرف یہ نہیں ہے، ہر چیز کی مہنگائی بڑھ رہی ہے، بجلی کی مہنگائی بڑھ رہی ہے، گیس کی مہنگائی بڑھ رہی ہے، کھانے کی مہنگائی بڑھ رہی ہے، فیسز کی مہنگائی بڑھ رہی ہے تو اگر اس کو ساری تنخواہ پر کر لیں، یہ میری تجویز ہے اور میرے خیال میں اس سے خزانے پر اتنا اثر نہیں پڑے گا۔ تیسری بات جناب سپیکر، جو این ایف سی، میں تو سمجھتا تھا کہ ہمارے فنانس منسٹر صاحب چونکہ نیشنل فنانس کمیشن کے ممبر ہیں اور ہم سمجھتے تھے کہ گزشتہ سال جو بجٹ پیش ہوا تھا، وہ جنرل مشرف کا جو این ایف سی تھا، جس کو میں اب بھی Un constitutional NFC کہتا ہوں اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ Un constitutional تھا۔ یہ اس بنیاد پر بنا تھا تو ہم نے کہا چلو اپریل میں حکومت بنی ہے تو ایک دو مہینے میں نہیں ہو سکتا ہے این ایف سی لیکن جناب سپیکر، اب پورا سال گزر گیا اور Being member of the National Finance Commission ہمیں یہ بتائیں کہ انہوں نے کیا جدوجہد کی، کیا بھاگ دوڑ کی کہ مرکز، فیڈرل گورنمنٹ کو اس پر مجبور کرے کہ وہ این ایف سی کا اجلاس بلائے؟ اسلئے جناب سپیکر، میں کہتا ہوں کہ اگر 1% ادھر بڑھتا ہے تو کم از کم پانچ، چھ بلین یہاں پر آپ کا جو بجٹ ہے یا پیسہ ہے، یہ بڑھتا ہے۔ اگر دو بلین ادھر این ایف سی میں آپ کے Provinces کا شیئر Divisible pool میں بڑھتا ہے تو آپ کا کم از کم دس، بارہ بلین کا اور بھی فائدہ ہوتا ہے، تو اسلئے میں یہ درخواست کرتا ہوں اور ادھر نیشنل فنانس کا جو ایڈوائزر رہے، انہوں نے کہا کہ ہم ایک مہینے، ڈیڑھ مہینے میں این ایف سی کو کر رہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ جناب سپیکر، اس کو آئندہ بجٹ کیلئے نہ کریں، اس کو اس بجٹ

کیلئے کریں۔ ایک مہینہ چونکہ ہمارا Due ہے اور اگر Due ہے تو آپ اگر ایک مہینے کی بات کرتے ہیں تو وہ شیئر ہمیں اس بجٹ میں، جو پیش ہوا ہے، دے دیں۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب غنی داد خان صاحب۔

جناب غنی داد خان: جناب سپیکر صاحب، ډیره ډیره شکریه، ډیره مهربانی چه تاسو ما ته موقع راکړه۔ زما بد قسمتی دا ده چه په هاؤس کښے داسے موقعے نه راځی چه زهٔ پرے خبرے اوکړم او د هغے وجه دا ده چه زما تعلق مردان سره دے، د چیف منسټر صاحب تعلق هم مردان سره دے، چیف منسټر صاحب سیاسی ورکر پاتے شوے دے، د مردان د چپے چپے نه واقف دے او بیا زما د حلقے خو ټول خلق هم پیژنی نو د هغوی چه ورسره ملاقات کیږی نو د خپلے حلقے مسائل ور ته وائی او زهٔ هم چه د زیارت په ورځ ملاؤ شم نو هغه ګوش ګزارئ کوم، هغه ئے همدردئ سره واوری نو چونکه زما هغه شکایتونه هغه ته معلوم وی نو دلته ما ته د پاځیدو یا د خبرو کولو ضرورت نه وی۔ دویمه خبره، د ټریژری بنچز باندے ناست یمه نو پکار دی چه د حکومت ډیفنس هم اوکړم او ترجمانی اوکړم نو هغے کښے هم زهٔ سرپلس یم ځکه چه سینیئر منسټر بشیر بلور صاحب شته دے، هغه ډیر خوش اسلوبئ سره هغه کار کوی او بیا د هغوی معاونت چه دے، هغه میاں افتخار حسین صاحب ډیر په ښه شان سره کوی نو هلته هم زما ضرورت نه وی۔ نو زهٔ د بجټ په دے باره کښے یو څو خبرے کوم او امید دے چه تاسو به ما سره ګزاره کوئ ځکه چه ما تاسو چرته تنګ کړی نه یئ۔ جناب سپیکر صاحب، تر څو پورے چه د دے بجټ تعلق دے نو زهٔ د الفاظو هیر پهیر او د اعداد و شمار ګورکه دهندو کښے نه تاسو غلطوم او نه د دے اسمبلئ د نور معزز ممبرانو صاحبانو وخت ضائع کومه ځکه چه د بجټ سپیچ کاپئ هم دوئ سره دی او نور ټول مواد هم دوئ سره دی۔ دا شے دوئ څو څو ځله وئیلے دے خو زهٔ صرف دومره ګزارش کومه چه د اپوزیشن بنچز زما رونړه چه کوم دی، یقیناً دا د هغوی حق وو چه که په دے بجټ کښے څه خامئ وے یا څه Contradiction وو چه د هغے نشاندهی ئے کړے وے او هغه ډیر په ښه شان سره هغوی اوکړه او د یو ټریژری بنچز د غړی په حیثیت زما دا فرض دی چه یره که په دے بجټ کښے داسے څه ښه یو څو څیزونه وی چه د دوئ د نظره نه وی تیر شوی نو چه هغه زهٔ

دوئ ته او وایم۔ جناب سپیکر صاحب، دے بجټ باندے د څه رائے قائمولو نه مخکښے زما گزارش دا دے چه پکار دی چه مونږ د صوبے معروضی حالات اوگورو چه د صوبے حالات څه دی، دا بجټ په کوم حالاتو کښ جوړ شوے دے ؟ د امن و امان چه څه حالت دے ، هغه تاسو ته معلوم دے۔ سړے چه د کور نه بهر رااوځی نو دا یقین سره نه شی وئیلے چه واپس به لاړ شم۔ کارخانے بند دی، کاروبار ټپ، بیروزگاری ده، زنانه، نارینه ټول مارکیټونو ته نه ځی، سودا سلف نه کوی۔ د دیرش لکهو خلقو نقل مکانی شوے ده، د هغے بوجھ په دے صوبه باندے دے چه دا د دے د پاره قابل برداشت نه دے ، د صوبے د استطاعت نه زیات دے۔ وفاق نه تاسو ټولو شکایت اوکړو چه 110 خو پریږده، هغه شپږ هم مونږ ته نه دی ملاؤ شوی نو دا صوبه په حالت جنگ کښے ده نو په حالت جنگ کښے یو داسے بجټ چه په هغے کښے د هر سیکټر د پاره څه نه څه رقم مختص شوے دے او کیښودلے شوے دے ، زما په نیز باندے ، دا Extraordinary abnormal حالات، دا بجټ په نارمل حالاتو کښے نه دے جوړ شوے ، دا په Abnormal حالاتو کښ جوړ شوے دے۔ په حالت جنگ کښے چه څه ملاؤ شی نو هغه غنیمت وی۔ په دے بجټ کښے خو بیا هم د هر شی د پاره رقم مختص شوے دے۔ زمونږ د ټولو نه مخکښے مسئله چه ده، د امن و امان ده۔ د پولیس د پاره وافر پیسے کیښودلے شوی دی او پکار دی چه کیښودے شی او نور هم زیات کیښودے شی چه هغوی ځان له Modern weapons واخلی، ټرانسپورټ واخلی۔ زمونږ د صوبے پولیس په کم تعداد سره، په لږ Resources سره چه کومه مقابله او قربانی اوکړه نو هغه قابل تحسین ده، زهٔ هغوی ته تحسین پیش کومه۔ نو زما عرض دا دے چه د زراعت د پاره پیسے ایښودے شوے دی، د بلډوزرو د پاره پیسے ایښودے شوے دی۔ په ایجوکیشن کښے پرائمری سکولونه به جوړیږی، اپ گریډ کیږی به، بیا به مډل ته اپ گریډ کیږی،'باچا خان یونیورسټی' جوړه شوے ده۔ په هیلتھ کښے 'باچا خان میډیکل کالج 'جوړ دے ، د شهید بینظیر بهټو صاحبے کالج جوړ دے ، داسے نور ډیر رورل هیلتھ سنټرز دی چه د هغے اپ گریډیشن کیږی۔ روزگار فنډ د 500 ملین چه دے ، هغه شوے دے۔دا زمونږ د ممبرانو صاحبانو، چه زمونږ د ټولو فکر دا وی چه زمونږ دے

پیسے لہ گوتے مہ اوړئ نو ھغہ ډ سټرب شوے نہ دے ، ھغہ پہ خپل ځائے باندے دے۔ ملازمینو تہ پکښے ھم څہ رعایت ملاؤ شوے دے او د ھغوی پہ تنخواہ کښے زیاتے اگرچہ کافی نہ دے ، پکار وو چہ دے نہ زیات شوے وے خو چہ څومرہ مناسب وو ، ھغہ شوے دے۔ Un attracted areas چہ دی، ھغے کښے چہ کوم الاؤنسز دی، پہ ھغے کښے ھم زیاتے شوے دے۔دوہ سوہ سی این جی بسونہ دی، د ھغے پروگرام چہ ټرانسپورټ خلقو تہ سہولت ملاؤ شی۔ سل بلډوزر ئے د ایگریکلچر د پارہ اغستے دی۔ د جنگلاتو د پارہ پکښے ، واجد صاحب د پارہ کافی پیسے ایښودے شوے دی چہ دوئ جنگلاتو تہ وسعت ورکړی او نور ئے زیات کړی۔ (تالیاں) زما گزارش دا دے چہ دا بجټ چہ کوم دے ، دا پہ نارمل حالاتو کښے نہ، دا پہ Abnormal حالاتو، Extraordinary abnormal حالاتو کښے جوړ شوے دے نو پہ داسے موقع باندے چہ څہ ملاؤ شی، غنیمت دے۔ نو زما خپلہ رائے دا دہ چہ دا یو ډیر متناسب، یو ډیر موزوں او یو ډیر ښہ بجټ دے۔ (تالیاں) خو جناب سپیکر صاحب، ښنگ چہ ما تاسو تہ وئیلے وو چہ ما سرہ بہ گزارہ کوئ، زۂ مو ډیر تنگومہ نہ، ھغہ دا چہ دا خبرے بہ ما نہ وے کړے خو زۂ پہ شہیدانو کښے نوم ځکہ لیکمہ چہ زۂ خو ھمیشہ چپ ناست یم۔ بعضے دوستان را تہ وائی غنی داد خان، تہ خو ھلتہ گم سم ناست ئے خبرے نہ کوے۔ ھغہ وجہ خو ما اوښودلہ چہ خبرے ولے نہ کومہ خو بیا د دے نہ ھم ویرېږم، یو ځل پہ نیلام گھر کښے طارق عزیز د خلقو نہ تپوس اوکړو چہ بھئ، د داسے سړی نوم اوښایہ چہ ھغہ د ټولے اسمبلئ پہ دوران کښے لکہ دړے کالہ وو، کہ څلور کالہ وو، ھغہ یوہ خبرہ ھم نہ وی کړے۔ چا تہ نہ وو معلوم، ھغہ تہ پخپلہ معلوم وو، سروے ئے کړے وہ نو ھغہ نوم ئے اوښودلو، نوم زۂ نہ ښایم، نوم ما تہ معلوم دے ، ما وئیل ھسے نہ چہ سبا پہ یو بل پروگرام کښے پاڅی چہ بھئ، پہ دے سیشن کښے تاسو اوښایئ چہ ھغہ څوک سړے دے چہ خبرہ نہ ئے دہ کړے او اووائی چہ ھغہ غنی داد دے نو ځکہ دا پہ شہیدانو کښے نوم لیکم۔ (قہقہے) جناب سپیکر صاحب، خبرہ د دے بجټ نہ دہ ، خبرہ د راتلونکی بجټونو ھم نہ دہ ، د 1985ء نہ زۂ پہ سیاست کښں یم او پہ دے الیکشن کښے څو ځلہ منتخب شوے یم، دا بجټونہ زما د مخے نہ تیر

شوی دی، کله سرپلس وی، کله Deficit وی، کله ټیکس فری، کله Tax loaded وی خو آیا مونږ دا سوچ کړے دے چه همیشه به مونږه دا کچکول په لاس کښے نیولے وی؟ تجاویز د دے بجټ متعلق خو چه چا ورکړل، په خپل ځائے باندے ټهیک دی، زما گزارش دا دے چه زمونږ خپل Resources زیاتول پکار دی، زمونږ خپل وسائل زیاتول پکار دی، زمونږ صوبه د قدرتی دولت نه مالامال ده، مونږ سره تیل شته، گیس شته، پکار ده چه مونږ د هغے نور دریافت اوکړو، نورے ذخیرے راولو۔ مونږ سره آبی وسائل شته، پکار ده چه مونږ پن بجلی گهرونه قائم کړو او گرانه ئے خرڅه کړو۔ زمونږ زمکه داسے شته چه هغه د کاشت قابله ده خو زیر کاشت نه ده، اوبه نشته، زمونږ اوبه نور څوک استعمالوی۔ پکار دی چه مونږ د هغے غم اوکړو او چه په هغے مونږ Self sufficient شو۔ زمونږ ماربل چه کټ کوی نو ټول ضائع شی، پکار دی چه مونږ د هغے د پاره انډسټری رااوغواړو، هغه ماربل په ښه طریقه سره کټ کړو او هغے د پاره مونږ بیا مارکیټ اوگورو۔ پکار ده چه مونږ سیاحت ته ترقی ورکړو۔ په دے دنیا کښے بلا ملکونه دی چه هغوی صرف په سیاحت باندے خپل بجټونه چلوی او خپله گزاره پکښے کوی۔ زمونږه چه دا کوم علاقے دی او دا ځل هم په دے بجټ کښے دا شکایت زما شته چه یره ډیرے کمے پیسے ایښودے شوے دی۔ ټهیک ده د سوات حالات خو داسے دی، خدائے پاک به ئے ټهیک کوی، هزاره ټهیک ده، زۀ د آئنده خبرے کوم نو پکار ده چه مونږ خپل وسائل زیات کړو او چه مونږ بجټ جوړوو چه د خپلو وسائلو نه جوړوو چه همیشه '*بهیک مانگتے*' نه یو۔ نو د دے بجټ خبره نه ده، خبره چه ده نو د آئنده د پاره ده۔ پکار ده چه مونږ دا روایت ختم کړو، دا '*لکیر کے فقیر*' پریږدو چه بس بجټ جوړ شو او بس هر یو حکومت چه راځی، هغه وائی چه بس مونږ خپل وخت تیر کړلے لاړلے، بیا نور به پوهیږی ورسره۔ نو زما دغه گزارشات وو او شهیدانو کښی مو نوم اولیکلے شو، تاسو مهربانی اوکړه۔ زۀ به آخر کښے بیا اووایم چه چا هم دا بجټ جوړ کړے دے، زۀ هغه ته مبارکباد ورکوم، د مبارکباد مستحق دے۔ امیر حیدر خان هوتی او د هغه ملگری او زۀ خپل بیوروکریسی ته چه هغه مخلصه ده، محب وطنه ده، محنتی ده، په دیکښے د هغے کاوشونه هم شته، بغیر د هغوی د کاوشونو نه، چه

د هغوی کاوشونه پکښې شامل دی، زۀ هغوی ته هم خراج تحسین پیش کوم او د هغوی شکریه ادا کومه۔ جناب سپیکر صاحب، زۀ ستا ډیر شکر گزار یم، ډیر وخت د نه اخلمه۔ ډیره ډیره مهربانی، ډیره ډیره شکریه۔ پاکستان زنده باد۔

جناب سپیکر: غنی داد خان! د چپ روژه د ماته کړه او ښه ترسکون انداز کښې د دغه اوکړو۔

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: د بل ملگری، ورو ر وخت ولے اخلے ؟

مفتی کفایت اللہ: یو پوائنټ آف آرډر دے جی۔

جناب سپیکر: دا پوائنټ آف آرډر، د رولز متعلق بجټ باندے به وایے څه شے دے ؟ بجټ کښے څه څه وئیل غواړے ؟

مفتی کفایت اللہ: شکریه، جناب سپیکر۔ زۀ پوائنټ آف آرډر باندے گزارش کوم۔ د ضمنی بجټ ما سره جی تقریر دے، دے باندے لیکلے دے رحیم داد خان، سینئر وزیر خزانه، منصوبه بندی و برقیات، زما خو دا رائے ده چه دے د برقیاتو وزیر نه دے، دے د ترقیاتو وزیر دے۔

جناب سپیکر: 'برقیات' هم یو محکمه شته جی۔

مفتی کفایت اللہ: نه جی، دے نه دے جی۔ تاسو اصل اوگورئ ډاکومنټ، سینئر وزیر خزانه برائے منصوبه بندی، دا پلاننگ اینډ ډیویلپمنټ دے جی او د ډیویلپمنټ معنیٰ په یو لغت کښے 'برقیات' نه دے شوے۔ جناب سپیکر صاحب، زما دا گزارش دے چه دا بجټ د دۀ خپل نه دے، که دے دا واپس کړی نو ډیره غټه مهربانی به اوشی۔

جناب سپیکر: جناب ثاقب خان چمکنی صاحب۔

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر صاحب، زمونږ یو نوے ممبر، د جناب عالمزیب خان ورور راغلے دے او زۀ هغه وخت موجود نه وومه جی، نو زۀ هغوی ته هرکلے وایمه جی او دغه چه کوم محترم ورور شهید شوے دے، په هغے افسوس کښے زۀ شامل وومه جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

مفتی کفایت اللہ: خو زهٔ یوه خبره کومه جی چه دوئ چه کوم حلف اوچت کړے دے جی، هغه مکمل نه دے۔ دے زما محترم ورور دے او که حلف مکمل نه وی نو ما له پاره ډیره د افسوس خبره ده جی۔ تاسو جی دوئ له یو حلف ورکړے دے او دا د آئین کتاب دے جی ما سره، د دے آرټیکل تاسو ته ښایمه جی۔ د دے آرټیکل دے 65 او 127 او په صفحه 219 باندے ئے لیکلے دے جی چه دا جدول دے او دے جدول کښے د صوبائی اسمبلئ رکن به څنګه حلف اوچتوی؟ د هغے طریقه ئے ښایلے ده جی۔ په دے ایوان کښے بشیر خان هم موجود دے، عبدالاکبر خان دے، دا ټول پوهه خلق دی جی، دا شروع کیږی جی د "بسم الله الرحمان الرحیم" نه او بیا هغه وائی چه "*میں صدق دل سے*" خپل نوم واخلی جی۔ زما ریکارډ دا دے چه"بسم الله الرحمان الرحیم" نه دے لوستلے شوے او جناب سپیکر صاحب، مونږ هم اول ځل راغلی یو، مونږه تاسو چه کوم پیژنو یا یو ستاسو خاندانی پس منظر دے، هغه جی ډیر زیات مذهبی دے، نو دا تاسو حلف ورکړے دے، هغه اغستے دے۔ د دے معنیٰ دا ده چه تاسو نه هم "*بسم اللہ*" پاتے شوه جی خو چه "بسم الله الرحمان الرحیم" تاسو او نه وئیلو نو "بسم الله الرحمان الرحیم" اورنګزیب خان او نه وئیلو۔ نو د دے معنیٰ دا شوه چه دا حلف نامکمله شو او د دے حل څه دے جی؟ د دے حل دا دے یا خو د اورنګزیب دوباره حلف اوچت کړی او د دے جی روایت شته او که دا حل نه وی، تاسو رولنګ راکړئ چه بغیر د "بسم الله" نه دا حلف مکمل دے۔ که تاسو دا رولنګ راکړو نو زما بیا به هم یو اطمینان اوشی چه اګرچه خبره ټهیک نه ده لیکن چونکه رولنګ راغے، نو زما جی دے باندے اصرار دے او د "بسم الله الرحمن الرحیم" نه وئیلو باندے ډیر شکوک و شبهات هم پیدا کیږی۔

جناب سپیکر: مفتی صاحب! اول خو تهٔ پخپله وے هم نه، او ما پخپله "بسم الله" وئیلے وه۔

مفتی کفایت اللہ: جناب، ریکارډ کښے او ګورئ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دا ریکارډ به هم ستا د تسلئ د پاره بیا مونږ کورو۔ ثاقب خان چمکنی۔

جناب ثاقب الله خان چمکنی: ډیره مهربانی۔ جناب سپیکر صاحب، زما په خیال جی که 'بسم الله' اوله وآخره اووایئ نو بس قصه به ختمه شی۔

جناب سپیکر: ډیره مهربانی۔ (قہقہہ)

جناب ثاقب الله خان چمکنی: ډیره مهربانی۔ جناب سپیکر صاحب، ما نه مخکښے زما مشرانو، زما ورونړو په بجټ باندے خبرے اوکړے او ډیرے کمے خبرے ئے پاتے کړے چه مونږه پکښے او وایو خو سر، زۀ به شروعات کوم چه د بجټ Importance څه دے ؟ جناب سپیکر صاحب، چه د بجټ اجلاس وی نو ریګولر، چه نور زمونږه Routine معاملات وی، هغه مونږه نه ډسکس کوؤ، د بجټ سیشن کښے خالی د بجټ خبره کیږی۔ که بجټ پاس نه شو، د هغے ډیر منفی اثرات وی په حکومت باندے، دا په حکومت باندے یو No confidence motion اوشی خو بد قسمتی داسے ده چه مونږه خپل دلته چه هاؤس کښے څومره ملګری ناست یو بشمول زما، د بجټ د سیشن او د بجټ ډاکومنټ د Importance نه اوسه پورے خبر نه یو۔ مونږ ته پته نشته دے چه دا څومره ضروری ډاکومنټ دے او هر کال، که زمونږه حکومت دے او که د دے نه مخکښے حکومت وو، لکه زمونږه مشر شته دے نو عبد الاکبر خان صاحب بهتر کالو نه شروع کړے وه، په دیکښے مونږ ته د بجټ ډاکومنټ Importance معلوم نه شو جی۔ جناب سپیکر صاحب، دا ډاکومنټ زمونږ د یو کال د هر یو خبرے، د هر یو عمل او د هر یو پالیسئ اختیار مونږ له راکوی او بد قسمتی دا ده چه مو نږه د غه ډاکومنټ ټولو نه بے کاره ډاکومنټ ګنړو۔ نو زما خیال دے چه په دے باندے نورے خبرے هډو کول نه دی پکار۔ بیا به دا د رنجیت سنګه حکمرانئ ته پریږدو چه کوم کال چپے سترګے ته راځی بس هغه به مونږه پریږدو او چه کوم سمے ته راغے، هغه به کوؤ، فائده څه شوه جی؟ چه په دے ډاکومنټ کښے مونږه تبدیلی نه شو راواستے، د دے اهمیت مونږ ته پته نه لګی۔ په دے باندے د خبرے کولو ضرورت څه دے جی؟ جناب سپیکر صاحب، هر یو بجټ، د کور بجټ واخلئ،

زمونږه ضرورت که لس روپئ وی او مونږ سره جیب کښے اته روپئ وی نو مونږه خلق به کوشش اوکړو چه دا دوه روپئ چرته نه قرض واخلو کار اوکړو، څه بل طریقه کار به جوړ کړو نو مونږ ته به پته لګی خو چه مونږه په دے خوش فهمئ کښے یو چه لس روپئ زما ضرورت دے او ما سره شل روپئ دی، بیا به زۀ څه کوم؟ دا حال دے د دے بجټ جی۔ زۀ به Provincial receipts ته راشم۔ زمونږه ریونیو د پاره ډائریکټ او Indirect ټیکسز دی۔ وړومبے خو دا هم مونږه یو غداری کوؤ او د دے سیشن، د دے بجټ ډاکومنټ د اهمیت نه هم اندازه تاسو واخلئ چه یو خو مونږه وایو چه دیکښے به ټیکسونه نه وی، بل خوا مونږه ټیکسونه اچوؤ، مونږه چا له دهوکه ورکوؤ؟ د دے دا ډاکومنټ خو مونږ د پاره دے، مونږه ځان له دهوکه ورکوؤ نو نقصان به مونږه ته رسی۔ د دے ځائے کښے سر، Provincial receipts کښے Direct taxation کښے 33% مونږه وایو چه دے ځل مونږه اضافه کړے ده، په کوم Base باندے مو کړے ده؟ چه کومے آبیانے باندے د معمول ټیکسیشن راځی هغه خو به مونږ ته یو پرسنټ هم زیات د دے نه نه راکوی او مسئله څه شوے ده چه چا هم کړے ده، ګناه ئے کړے ده، ډیر غلط Criminal negligence دے۔ پروسږکال که یو ځائے کښے مونږ ته ئے لیکلے وے چه لس روپئ به مونږه Estimated، 2008-2009 کښے د یو مد لاندے هغوی لس روپئ ایښے دی چه دا لس روپئ زمونږه ټارګټ دے او چه څنګه عبدالاکبر خان صاحب خپل تقریر کښے اووئیل چه 100% نه، یوه روپئ هم په هغے کښے نه ده اغستے شوے، اوس دے ډائریکټ ټیکسز کښے 33% هغه لس روپئ باندے کړے ده، پکار دا ده چه روپئ زمونږ ټارګټAchieve شوے وے، Actual په هغے مد کښے مونږ ته د روپئ ملاؤ شوے ده نو که 33% ټارګټ Achieve کول په روپئ باندے، په لس روپئ باندے نه وے او دا ځکه چه مونږه ټول په دیکښے دهوکه کوی او مونږه خو پردی نه یو سر، دا خو مونږه ځان دهوکه کوؤ او نقصان به بیا وروستو مونږه ټول منو۔ زۀ صرف په دے دغه باندے، داسے په ډائریکټ ټیکسز باندے چه څومره 25% په هغے کښے Increase دے، هغه قصه بیا ده۔ پکار دا ده چه تاسو په 2008 او 2009 کښے Actual څومره ټارګټ چه Achieve کړئ، په هغے باندے مو اچولے

وے۔ وړومبے خو هغه هم کتل غواړی چه هغه مونږه Achieve کولے شو که نه؟ 2008-09 کښے حالات او ګورئ او 2009-10 کښے، چه تاسو مخامخ کوم ګورئ 2008-09 کښے څه Negotiation روان وو، اوس خو هر یو کاروباری وائی چه ما له وس راکړه چه زهٔ د دے صوبے نه لاړ شم، که د چا وس کیږی د صوبے نه ځی او که د چا وس کیږی د وطن نه ځی، ټیکسونه به تاسو چا باندے ایږدئ او د کومے به ایږدئ؟ بیا عذاب د بره نه هم دے، اوبه هم نشته، هغه آبیانے بیا به څه باندے تاسو دغه کوئ؟ مقصد د خبرے داسے دے چه دا دهوکه مونږه چا له نه ورکوؤ۔ دا فیډرل بجټ نه دے چه په دے باندے به سټاک ایکسچینج بره ځی او سټاک ایکسچینج به لاندے ځی۔ دا زمونږ د دے صوبے بجټ دے او دا بجټ دے د پاره دے چه زمونږه څومره آمدن دے او څومره اخراجات دی، دا پوره کولے شو که پرے نه شو دواړه؟ جناب سپیکر صاحب، زهٔ نن تاسو ته وایمه، زمونږه ملګری د سات ارب او د آټھ ارب، زما خیال دے چه په پریس کانفرنس کښے رحیم داد خان، سینیئر منسٹر صاحب او ایکټنګ فنانس منسٹر صاحب د شپږ ارب نه زیات خساره منلے ده، زهٔ وایم سات ارب خساره به وی په دے بجټ کښے، په دے ډاکومنټ کښے د سات ارب روپو خساره به وی جی۔ دا جی مونږه Criminal negligence کوؤ لګیا یو۔ مونږه پرے ګناهګاریږو، مونږه ځان سره دهوکه کوؤ او مونږه خپلو خلقو سره دهوکه کوؤ۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، اپوزیشن ته زهٔ خبره کول غواړمه چه غنی داد خان باندے د کله کله روټئ خوروی، دوئ خپل د بیرسټرئ، د خپل Advocacy کمالات نن مونږ ته اوښودل، زما مشر دے، زهٔ د دوئ Argument نه ډیر ادب سره Disagreement کوم۔ خبره داسے ده، دا حالات داسے دی، زمونږه دا صوبه حالت جنګ کښے ده، چه حالت جنګ کښے شی، دلته نه کوشش کوی هر یو سړے چه او تختی۔ پکار دا ده چه مونږه ټیکسونه خالی نور نوی لګولے هم نه وے او دوئ ته ئے معافی ورکړے وے چه دے صوبه کښں د اوس ایمرجنسی Declare شی۔ پکار دی چه مونږه کاروبار له او زمونږه دے Agriculturists له، هر یو سړے چه آمدن ئے کیږی چه Incentive ورکړو چه دلته راشی۔ مونږه چه پرے نور ټیکسز اچوؤ نو هغه به څه کوی؟ هغوی به پنجاب ته

ځی، هغوی ته خو اوس هم پنجاب کښے بجلی ارزانه ده، مونږ ته ګرانه ده،
Incentives هلته زيات دی۔ اوس په دے حال کښے چه دلته زمونږ د مرګ او
ژوند خبرے دی، هغوی نور هم لګيا دی او مونږه بحيثيت Policy maker هيڅ
ورته نه ورکوؤ چه هغوی ته ورشي۔ داسے خبره سر، د Expenditures هم ده۔
دے ټائم زۀ منم چه لاء اينډ آرډر ته پکار دی چه مونږه زيات شيئر ورکوؤ ځکه
چه زمونږه ژوند په خطره کښے وی۔ مونږه چه خپله يو نه يو، مونږه به نور څه
اوکړو؟ خو لاء اينډ آرډر باندے زما دا ريکويسټ دے دے ټولے اسمبلئ ته چه
مونږه يو ډيمانډ اوکړو پاکستان فيډرل ګورنمنټ نه، زمونږه پوليس چه کار
کوی، هغه هم دPolicing کار نه کوی، هغه د پاکستان د سلامتيا جنګ د پاره
جنګ کوی لګيا دے۔ په جنګ کښے او Policing کښے فرق دے او هغے د پاره
پکار دی چه دا مونږه چه نن لګيا يو، دا د پاکستان سالميت د پاره کار کوؤ، نو
فيډرل ګورنمنټ د سپيشل ګرانټ راکړی او زمونږه چه څومره د لاء اينډ آرډر
Expenditures دی چه هغه عام Expenditures نه زيات دی چه هغه فيډرل
ګورنمنټ ورکړی، دا ډيمانډ زمونږه پکار دے چه مونږه ورله ورکړو۔ زمونږه
پوليس خالی د Policing کار نه کوی، هغه عام امن و امان نه قائموی، هغه د
پاکستان سالميت جنګ د پاره قربانئ ورکوی او هغے جنګ کښے کار کوی۔ نو
دا په وخت چه څومره Nine point some thing مونږه چه کوم ورکړے ، Law
expenditure دے چه دا خو ټول مونږ ته فيډرل ګورنمنټ راکړی او مونږه وايو
چه دا مطالبه مونږه فيډرل ګورنمنټ نه اوکړو چه دا د عام Policing کار نه دے،
دا د لاء اينډ آرډر او د پاکستان د سالميت د جنګ حصه ده او هغه د ورسره
اوکړی۔ هسے سر، زۀ به يو لطيفه اوکړمه۔ لياقت شباب صاحب نشته دے،
هغوی مخکښے ما ته اووئيل چه دا د ټائپنګ پرابلم وو، خو زۀ به يوه لطيفه تاسو
ته اوکړمه جی۔ نه او به ئے کړمه بابک صاحب، پريږده يار۔ دا د بجټ Vol. IV
کښې ئے ليکلی دی، Total Provincial Excise Budget Estimate 2008-09,
54.980 million, او Revised estimates ئے ليکلی دی 25 ملين او ورسره ئے
ليکلی دی 'Revised estimates based on actual recovery' ، بيا Budget
Estimate 2009-10 کښے ئے ليکلی دی 33 ملين او دے سره ئے ليکلی دی

'Budget Estimates 2009-10 based on Actual Recovery'، دا واخلئ جی۔ (قہقہے) دا خو زبردست زمونږه ډیپارټمنټس دی، کال لا راغلے نه دے او ریکوری دوئ کړے ده، نو هغه زړه کښې به مو دومره Efficiency ښودلے وه کنه۔ دا جی زمونږه بجټ ډاکومنټ دے، دا زمونږه د صوبے د ټولو نه اهم ډاکومنټ دے او دا حال ئے دے۔ (تالیاں) بیا به راشو سر، خبرے ورکښې ډیرے شوی دی، ما ته پته ده چه پینځه منټه مے ټائم دے جی۔ زهٔ به سر، ډیویلپمنټل بجټ ته راشمه۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریه، ثاقب خان۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: ډیره مهربانی، سر۔ ډیویلپمنټل بجټ ته به راشمه۔

جناب سپیکر: Wind up کړئ جی، Wind up کړئ چه دے نورو ملګرو ته ټائم ملاؤ شی۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: ډیویلپمنټل بجټ ته به راشو، سر۔ مخکښے ځل مونږه جی ریکویسټ کړے وو، تجویزونه مو ورکړی وو، څنګه چه غنی داد خان اووئیل په خپل سپیچ کښے چه تجویز پکار دے چه د کچکول نه آزاد شو، مونږه تجویزونه ورکړی وو او ډیر په ایمانداری باندے مو ورکړی وو لکه چه څنګه اوس په ایمانداری دے صوبے له لګیا یو، هغه وخت هم مو ورکړی وو، په هغے باندے یو کار هم او نه شو جی۔ هغه وخت سر، زما مشر ناست دے، سینیئر منسټر صاحب، بشیر بلور صاحب، مونږ ته ئے وئیلی وو چه امبریله بجټ څکه وو چه ټائم کم وو او بل ځل به امبریله بجټ نه وی۔ زهٔ به ترینه اوس تپوس اوکړم چه دے ځل Annual Developmental Budget ته زهٔ شتر مرغ اووایم، څه ورته اووایمه؟ دا خو نه چرګه ده او نه بانګی دے (تالیاں) دا خو امبریله هم نه ده او دا خو مونږ نه چا تپوس هم نه دے کړے۔ سکولونه Block allocations دی، ټهیک شو خو زهٔ خو به خپل مثال ورکړمه۔ زما د پیښور ملګری دلته ناست دی، زما حلقه د پیښور ډسټرکټ تینتیس فیصد ده او ټوله رورل ده۔ زما خو به د سکولونو، زما د روډونو به بیل دغه وی۔ زما شا ته عالمګیر خان ناست دے، زما مشر دے، په پی ایف 6 کښې یو هائی سکول د جینکو دے، نور نشته دے نو د دوئ به بل څه

دغه وی؟ هغه وخت خو دوه میاشتے وے اوس څه چل وو چه تاسو زمونږ نه تپوس اونکړو؟ او بیا دومره زیاتے، دومره زیاتے، زهٔ د ټولو نه بخښنه غواړمه خو دا د کابینے بجټ دے، اے ډی پی ده چه چرته Block allocation نه دے شوے، هلته کابینه ده یا بعضے مخصوص ملګری دی (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، ستاسو رورل پاپولیشن 83.12% دے او اربن پاپولیشن چه دے 16.82% او زهٔ تاسو ته دا Annual Developmental Programme ښایمه۔ په دیکښے د اربن د پاره لوئے هیڅ دے او یو یو له شوی دی، ما ته رورل کښ اوښایئ؟ زهٔ د ډیرے ګلے نه او ډیر افسوس سره دا خبره کومه چه په دغه کښے پی ایف ون، ټو، تهری، فور نومونه خو شته چه ټول تقریباً 90% اربن دی او نور چه دا ګیاره والا دی چه زمکے هم زمونږه دی، ضرورت هم زمونږه دے، د هغے هډو یو سکیم نشته دے۔ دا څنګه انصاف دے رورل د پاره؟ ښه بیا Provincial receipts، تاسو ته دا هم ښایمه، دا یو بل دغه مو اوکړو، Provincial receipts هغه دی چه کوم پراونس خپله Produce کوی که هغه ډائریکټ دغه کښ وی، په دیکښے زهٔ تاسو ته ښایمه چه بعضے د Foreign Funded Projects چه هغه Foreign دغه کوی، هغه هم Provincial receipts کښ دی۔ جناب سپیکر صاحب، فائده څه شوله د دے بجټ؟ ټهیک شوه چه Current expenditure اوشو، هغه خو ټهیک ده، زهٔ منمه د دے حد پورے چه ډیپارټمنټس د خپله کوی خو ډیویلپمنټ کښے خو پکار ده چه ایم پی اے ګانو نه سرے تپوس اوکړی چه ستاسو په کلی کښ، ستاسو په حلقه کښ څه مو پکار دی؟ جناب سپیکر صاحب، دا د چا بجټ دے چه تاسو ما ته دا وایئ چه پاس ئے کړئ، په دیکښے خو زما هیڅ Contribution نشته دے۔ په دیکښے خو زما مخکښنی تجویزونه او اوسنی تجویزونه هیڅ نشته۔ دیکښے خو زما رورل ډیویلپمنټ نشته دے۔ دا خو نه امبریله دے ځکه چه Block allocation کښ خو به دوه درے څیزونه وی، هغه به راکړی او نه زما نوره څه حصه ده۔ دا خو د شتر مرغ بجټ دے او څه جوړیږی هم ترینه نه، سر۔ ما خو په دے پوهه کړئ چه په دے تیس باندے به هم دغه پاس کوؤ که نه؟ مونږه دا څومره خبرے چه اوکړے، د هغے نه پس به کیږی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، ثاقب اللہ خان۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: او دا بنه ده چه سینیئر منسټر صاحب، بشیر بلور صاحب پوهه کړمه۔ ډیره مهربانی، سر۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: ایک بات میں ذرا واضح کروں۔ عبدالاکبر خان، آپ اور ثاقب اللہ خان جو کہ Legal experts بھی ہیں اور آپ لوگ ایک پوائنٹ پر کہ بجٹ میں ہم کچھ نہیں کر سکتے، یہ میرے خیال میں غلط ہے۔ اس ایوان کے ممبران تبدیلی لانا چاہیں تو آرٹیکل 122 کی شق 2 پڑھیں ذرا۔ آپ کے پاس اختیار ہے، منظور کرتے ہیں یا جو بھی آپ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ساروں کے نوٹس Concerned Minister Sahib لے رہے ہیں، اتنا اس کو معمولی ڈاکومنٹ نہ کہیں۔ ابھی محمد ظاہر شاہ صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: محمد ظاہر شاہ صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب، ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا لیکن یہ ایک روایت ہے اور ہر گورنمنٹ میں وہی بجٹ پاس ہوتا ہے جو تیار ہوا ہو، اس کو تبدیل کرنا کافی مشکل ہے اور یہ 1935 سے چلا آ رہا ہے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی ہمت کی بات ہے۔ جی، ظاہر شاہ صاحب۔

(تالیاں)

جناب محمد ظاہر شاہ خان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر صاحب، بخښنه غواړمه، دوئ خو د حکومت حصه دی، دوئ به حکومت ته مسئلے څه له جوړوی؟

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ، میاں صاحب۔ ظاہر شاہ صاحب، محمد ظاہر شاہ صاحب۔

جناب محمد ظاہر شاہ خان: بسم الله الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر، ستاسو ډیره زیاته شکریه چه ما له مو موقع راکړله د خپلو خیالاتو د اظهار کولو۔ کله چه وزیر خزانه صاحب بجټ پیش کولو نو زهٔ خو دوئ ته مبارکی ورکومه چه دوئ ته دے بجټ پیش کولو موقع ملاؤ شوله۔ دوئ چه په کومه طریقه باندے بجټ پیش کړلو نو د دوئ هغه مجبورئ ته چه مونږه اوګورو نو هم ډیر زیات، لکه کله به ئے راپورے کتل نو 'صوبه سرحد' به ئے وئیل چه شا ته به ئے کتل۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لوگ ذرا Serious ہو جائیں، یہ شاہ صاحب کچھ کہہ رہے ہیں۔

جناب ظاہر شاہ خان: چه شاته به ئے کتل نو 'پختونخوا' به ئے وئیلو۔ څه په عجیبه کشمکش کښ مبتلا وو او پکار ده چه د پختونخوا سره د دوئ دومره شوق دے نو په دے کتاب کښے به ئے هم پختونخوا لیکلے وه نو دا مسئله به ئے حل شوے وه خو زهٔ دے باره کښے دے خپل د اے این پی ورونړو ته دا یوه مشوره ورکومه، زما د خپل ناقص خیال مطابق د پختونخوا ما ته نه څه معنیٰ معلومیږی او نه د دے څه په مطلب باندے پوهیږمه۔ په خپل وخت کښ د پختونستان دا خبره خو ما د پخوا نه اوریدله چه زمونږ دے ملګرو به 'پختونستان' غوښتو۔ زهٔ خو وایمه چه راځئ چه ټول په شریکه دا 'پختونستان' نوم ورله کیږدو چه نه پکښے بیا صوبه سرحد وی او نه پکښے بیا دا پختونخوا وی، دا شے چه ختم شی۔ سپیکر صاحب، د بجټ کتاب چه مے اوکتلو نو که څه شے پکښے نشته دے نو هغه د شانګلے نوم دے جی۔ د شانګلے نوم په دے بجټ کښ نشته دے۔ زهٔ په دے خبره باندے حیران یمه چه په دے اے ډی پی کښے آتھ سو انسٹھ سکیمونه دی، پراجیکټے دی خو د شانګلے نوم پکښے یو نشته دے، که هغه زهٔ یمه که هغه زما هغه بل ورور دے، مونږه دواړه ئے دغه شان محرومه پاتے کړی یو جی نو کم از کم جی یو طرف ته دے حالاتو ته اوګورئ، زمونږه په دے صوبه باندے څنګه حالات تیریږی، په دے ملک باندے څه حالات تیروځی او مونږ ته د اتفاق و اتحاد ضرورت دے، دے وخت کښے قوم ته د اتحاد ضرورت دے، د یګانګئ ضرورت دے۔ که په بجټ کښے مونږه ګورو، مردان دے، چارسده ده، پیښور دے، یره دا سے خو نه ده پکار۔ مخکښے درانی صاحب چه په خپله ټول بنوں کښے څه خپل وس ئے کړے دے۔ دغه شان مخکښے په دیر کښے خپل وس شوے دے د هغے ټائم مطابق جی نو زما خو تاسو ته دا سوال دے جی چه کم از کم مونږ سره انصاف پکار دے۔ که دا انصاف ما سره نه شئ کولے نو زهٔ دے ټولو ممبرانو ته ستاسو په وساطت سره دا درخواست کومه چه مهربانی اوکړئ ما هم د یو کال د پاره وزیر اعلیٰ جوړ کړئ چه زه د شانګلے، کم از کم د دے پسمانده علاقو، د دے خپل غریزو پسمانده علاقو هم د بجټ په دے کتاب کښ دا خپل نوم اولیکمه جی۔ یو طرف ته جی تاسو اوکتل ملاکنډ ډویژن کښے چه کوم افسوسناک حالات روان

دی او کوم حالات اوشو جی، تاسو زمونږ د ټولو نه زیات خبر یئ جی۔ زمونږه د ملاکنډ ډویژن د خلقو نه کوم د قربانئ پیسان ئے جوړ کړی دی او په کومه طریقه باندے ئے ذبح کړل جی، خلق د مخے د طرف نه ذبح کیږی او زۀ خو ګوررومه چه زمونږه د سوات خلق او د ملاکنډ خلق د شا طرف نه ئے ذبح کړل۔ ګوره دومره خلق راغلی دی او په دے غرمو کښے پراته دی جی۔ تاسو به دے کیمپونو ته هم تلی یئ او په دے غرمو کښے د هغوی حالات مو لیدلی دی جی۔ بچی چه په کومه طریقه باندے، په بچو باندے څه تیریږی او په ځناورو باندے څه کیږی او د سوات د حسین وادئ حسین نازک خلقو باندے چه کوم تکلیفونه تیریږی جی، د هغے اظهار خو زۀ د بجټ په دے اجلاس کښ نه شم کولے خو کم از کم په دے بجټ کښ د هغوی هغه صحیح مداوا نه ده شوے جی۔ د بهر خلق خو مونږ له، زۀ هم په دے خبره باندے حیران یمه چه دا معاهده اوشوله جی، دوه پیرے معاهده اوشوله، اول نه خو دا معاهدے نه وے کول پکار، چه اولنئ معاهده شوے وه، دا دویمه معاهده بالکل غلطه شوے وه ځکه چه دا Upper hand شوے وے جی۔ دا بالکل نه وے کول پکار او چه کله اوشوله او په هغے باندے امن و امان راغے نو بیا پته نشته دے چه د امریکے په وینا باندے، د چا په وینا باندے دا معاهده ماته شوله چه په هغے باندے څلویښت لکهه خلق نن بے کوره شو جی۔ په سوؤنو، په زرګاؤ خلق پکښے مړ شول جی او اوس مونږه، زمونږه خلق ــــــ

<u>جناب سپیکر:</u> لږ بجټ ته راشه۔ بجټ پوائنټس، لږ ښه دلائل۔

<u>جناب محمد ظاہر شاہ خان:</u> په دے بجټ کښے د دے خلقو خیال اوساتئ جی۔ زمونږه د ټولو نه غټه مطالبه دا ده جی چه د دے ملاکنډ ډویژن د خلقو او دا نوے دغه پکار دے چه کوم زمونږ په وینو باندے پیسے راغلی دی، هغه جی زمونږه دے خلقو ته مختص کړئ جی۔ دویمه خبره دا ده جی، د تعلیم خبره به زۀ اوکړمه جی، یو یو سکول پکښ شوے دے چه یو یو سکول به ملاویږی، هغه هم د امبریله تحت، نو کم از کم جی، دوه خبرے دی په پښتنو کښے، دوه خبرے دی، د پښتون بچی له به یا په لاس کښے قلم ورکوے او که قلم نه وی نو بیا هغه په لاس کښ ټوپک اخلی، نو زۀ تجویز کومه جی چه په ملاکنډ ډویژن کښ خو سکولونه ټول په سوات کښ تباه شوی دی او په شانګله کښ هم ډیر سکولونه خراب شوی دی نو

کم از کم زما د شانګلے دپاره خو جی لس د هلکانو او لس د جینکو د سکولونو زهٔ تجویز ورکومه او تاسو ته درخواست کومه چه زما سفارش اوکړئ چه زما دا سکولونه په دے بجټ کښې راولی جی۔ سرکونه خراب دی، د سرکونو حالت انتهائی ناګفته بهه دے جی۔ دغه شان د هسپتالونو حالات دی، هیڅ هم نشته دے جی، نو کم از کم مونږ سره انصاف پکار دے۔ دا بے انصافی نه ده پکار جی۔ پرون وزیر اعظم صاحب پېښور ته راغلو، دا وزیر اعظم خو زمونږه د ټولو دے، د ټول پاکستان وزیراعظم دے جی، دا صدر ټهیک ده، دا د پیپلز پارټئ صدر دے، دا د پیپلز پارټئ وزیر اعظم دے، د هغوی دی خو بهر خو دوئ د پیپلز پارټئ خبره نه کوی، د نیشنل پارټئ خبره نه کوی، دوئ خو د پاکستان وزیر اعظم دی، د پاکستان صدر دی نو کم از کم مونږ به ئے هم پرون په دے پروګرام کښے پکار ده چه غوښتے وے، په میټنګ کښے ئے شریک کړے وے نو هغه څه مهربانئ چه وے نو سپیکر صاحب، تاسو سره ئے کړی دی نو په هغے کښے به مونږه شریکوئ، مونږه ستاسو ورونړه یو، مونږه ستاسو ورونړه یو او ستاسو د دے صوبے او ستاسو د دے علاقے یو، مونږه به په دیکښے شریکوئ جی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب محمد ظاہر شاہ خان: بل زهٔ یو خبره کومه جی۔

جناب سپیکر: په بجټ کښے څه خبره کول غواړے که نه؟

جناب محمد ظاہر شاہ خان: هں؟

جناب سپیکر: په بجټ کښې څه خبره کول غواړے ؟

جناب محمد ظاہر شاہ خان: او جی، او جی، بل زمونږ د دے دا معاون قاضیان وو، هغه پکښې زمونږه وزیر صاحب وائی چه صوفی محمد وئیلی وو چه دا معاون قاضیان لرے کړئ جی۔ اکاسی پوسټونه وو جی، په هغے کښې سرسته پاتے شوی دی او هغه خلق ئے بے کاره کړی دی، بے روزګاره کړی ئے دی۔ دا خلق د حکومت د مرستے خلق دی، دے خلقو همیشه په دے هنګامو کښے د حکومت ملګرتیا کړے ده، زمونږه ملګرتیا ګانے ئے کړے دی نو هغوی د بحال کړے شی او د هغوی هغه مراعات هغوی ته د بیا ورکړے شی څکه چه دا جوډیشری سسټم په هغے

کبنے فعال شی جی۔ بل زمونږه دا کیډټ کالج دے جی، په اکتوبر 2005 کښې زلزله راغلے وه او آرمی تلے وه، هلته کښې ناسته وه په دے کالج کښے او د زلزلے هغه بحران لا ختم شوے نه وو چه دا دویم بحران راغلو نو اوس هغه باقاعده چه څه کمرے دی، هغه د آرمی په قبضه کښے دی۔ د 2005 نه واخله تر 2009 پورے جی بالکل پړهائی بنده ده۔ ډگری کالج دے، انتهائی ضروری دے جی، که دغلته فوج ته د دے کالج ضرورت وی نو کم از کم کالج د پاره د نوی ځائے بندوبست اوشی ځکه۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> حاجی صاحب! ظاہر شاہ صاحب کی بات نوٹ کریں ذرا جی۔ باقی به ورته خبرے اسرار خان اوکړی۔

<u>جناب محمد ظاہر شاہ خان:</u> ډیره مهربانی، ستاسو ډیره شکریه ادا کومه جی۔ ډیره مهربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔ اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب، صرف بجٹ تک محدود رکھیں، بہت معزز اراکین رہتے ہیں۔ جی بسم اللہ۔

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور:</u> شکریہ، سر۔ جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اس بجٹ پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ میری یہ پوری کوشش ہوگی کہ مختصر وقت میں اپنا مدعا بیان کر سکوں لیکن سر، آپ سے بھی یہ گزارش ہوگی کہ عبدالاکبر خان جو یہاں پر تحریک لے کر آئے تھے، وہ صرف چھٹی کا دن جو تھا، اس کے متعلق تھی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے کٹ موشنز بھی اسی دن پر رکھی ہوئی ہیں تو اگر Kindly، یا تو آپ ایجنڈہ Suspend کراتے تو ہاؤس سے اجازت لیتے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں نہیں، آپ بجٹ پر Views اپنے دے دیں، سارے وزیر صاحبان۔۔۔۔

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور:</u> سر، اسی وجہ سے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر پانچ منٹ بعد آپ ہمیں کہیں کہ آپ بیٹھ جائیں تو اس طریقے سے ممبران کی جو آواز ہے، وہ دب کے رہ جائے گی تو میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ جو شیڈول آیا ہے، اگر ہم اس کے مطابق چلیں تو ہر ایک ممبر۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> میں اپنی لسٹ پر چلتا ہوں جو میرے ساتھ ہے، وہ ختم ہو جائے گی تو دوسرے ایجنڈے پر جائیں گے۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: شکریہ، سر۔ سر، حکومت کی طرف سے اس بجٹ کو جب پیش کیا گیا اور جن حالات کا ذکر کیا گیا تو سر، یقیناً ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اس میں اس ایوان کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے اور ممبران اسمبلی کی جو تجاویز ہیں، ان کو بھی حکومت کو غور سے اس وجہ سے سننا چاہیئے کہ ایک ممبر ایک لاکھ ساٹھ ہزار، دو لاکھ کی آبادی پر مشتمل علاقے سے منتخب ہو کر آتا ہے تو وہ ان کا نمائندہ ہوتا ہے اور جو وہ تجاویز دیتا ہے، اس کے پیچھے Street wisdom ہوتی ہے جو کہ آپ بیوروکریسی یا ٹیکنوکریٹس یا دیگر سیٹوں سے لیکر نہیں آسکتے اور سر، یہ جمہوریت کی خوبصورتی ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ مہنگی طرز حکومت ہے، اس میں جو Stakeholders ہوتے ہیں، اگر ان سے مشورہ کیا جاتا ہے تو جمہوریت کی گاڑی رواں دواں ہوتی ہے لیکن سر، دکھ ہمیں اس وقت ہوتا ہے کہ جب ممبران اسمبلی کو پندرہ جون سے تیس جون تک ربڑ سٹیمپ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو نہ صرف یہ عوامی نمائندوں کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ عوام کی اس مینڈیٹ کی بھی توہین ہے کہ جس کو لیکر ہم اس ایوان میں پہنچتے ہیں۔ میرا اشارہ سر، ثاقب خان نے تو اپنا غصہ کیبنٹ پر نکالا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کیبنٹ بھی نہیں ہے بلکہ وائٹ پیپر کے صفحہ 115 کو اگر آپ دیکھیں سر، تو اس میں وہ لکھتے ہیں: "The ADP 2009-10 has been formulated after an intensive consultative process. The process included in series of meeting with the development department, Minister for Finance, Senior Minister and the Chief Minister." یعنی تین اشخاص کا سر، یہ بجٹ ہے اور کیبنٹ بھی شاید اس میں بائی پاس کی گئی ہے۔ تو سر، اگر ہمارا مقصد اور ہمیں استعمال کرنے کا مقصد صرف پندرہ جون سے تیس جون تک ہے تو یہ Exercise، عبدالاکبر خان نے بہتر سالوں کا حوالہ دیا، اگر یہ وائسرائے کے ٹائم پر 1935 کے ایکٹ کے نیچے ہوئی تھی تو وہ جمہوریت اس وقت باہر کے جو ہمارے غیر ملکی حکمران تھے، ان کے مرہون منت تھی۔ جب Self government کی بات ہوتی ہے اور وہاں پر بھی وائسرائے سے بات آکے صرف تین اشخاص تک محدود ہو جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں سر، کہ یہ ہم سب کے ساتھ ایک زیادتی ہے۔ ہم سر، سمجھ سکتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی مصروفیات تھیں ملاکنڈ کے حوالے سے، سات اضلاع کا ایک مسئلہ تھا لیکن سر، اگر ان کو احساس تھا بھی سہی اور ٹائم نہیں ملا تو یہ جو باقی دو اشخاص کا ذکر ہوا ہے، کیا یہ بھی اتنے مصروف تھے، کیا ان کو بھی یہ ٹائم نہیں ملا کہ اپنے ممبران اسمبلی کے ساتھ اس پر بات کر سکیں، ان سے مشورہ لے سکیں؟ ایم ایم اے حکومت کے ساتھ سر، ہمارے اختلافات تھے لیکن اس کے باوجود برائے نام

وہ بھی ایک Consultative process رکھتے تھے، اس میں دو تین ہوتے تھے، کم از کم بلا لیتے تھے، ان سے پوچھ لیتے تھے لیکن اس بار تو سر، ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ، ہم پچھلے بجٹ کا ذکر نہیں کر رہے ہیں وہ تو اپریل میں انہوں نے حلف لیا اور بجٹ جو تھا، آل ریڈی وہ ڈاکومنٹ سر کو لیٹ ہوا تھا لیکن اس سال تو ٹائم بھی تھا تو اگر وزیر اعلیٰ صاحب مصروف تھے تو یہ باقی جو دو اشخاص ہیں، کیا ان کو یہ نہیں چاہیئے تھا کہ یہ اس سارے ایوان کو اعتماد میں لیتے؟ میں تو سر، آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ آپ ہمیں رولز ریلیکس کر کے تحریک استحقاق لانے کی اجازت دیں (تالیاں) اور وہ اس وجہ سے کہ حکومت Bound ہو گی کہ وہ وجوہات بیان کرے گی کہ وہ کیا وجوہات تھے کہ ہم نے آپ کے ساتھ رابطہ نہیں کیا، آپ کے ساتھ مشورہ نہیں کیا؟ کیونکہ اگر Wind up speech پر ہم چھوڑتے ہیں تو اس میں تو وزیر صاحب کی Discretion ہو گی، بعض نکات وہ لے لیں گے بعض پر نہیں بولیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں سر، کہ اس ہاؤس کا جو پریویلج ہے، اس پر Breach of privilege آنا چاہیئے۔ فنانس منسٹر، پی اینڈ ڈی منسٹر جن کے متعلق وائٹ پیپر کے 115 پر ہے کہ وہ اس Consultative process میں شریک تھے، اس طریقے سے سر، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بیوروکریسی کا بھی اس میں اپنا Input ہے، یقیناً اس کی کاوشیں ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو سیکرٹری صاحب آئے تھے اور جتنا مختصر ٹائم ان کو ملا تھا اور جس طریقے سے انہوں نے اس مشکل حالات میں بجٹ بنایا تو یقیناً ان کی اس میں کاوش ہے اور صوبے کی محبت میں اور اپنی فرض کی ادائیگی میں انہوں نے بھرپور اپنا Input ڈالا ہے لیکن سر، جب ہم اے ڈی پی کے اوراق سے گزرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کو ایک نظر بد لگ گئی ہے کیونکہ اس کا حجم بڑھ رہا ہے لیکن اس میں ایسے سیکٹرز جس کی نشاندہی مخدوم مرید کاظم صاحب نے، عبدالاکبر خان صاحب نے اور باقی حضرات نے کی ہو گی، روڈز، واٹر سپلائی جیسے اہم منصوبے اگر ہیں سر، تو ان کیلئے کوئی بھی نیا منصوبہ نہیں ہے اور غالباً علامہ اقبال کے اس شعر کے موافق، ہماری ترجمانی انہوں نے کی ہے کہ "مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"، ہمیں انہوں نے وہ مومن بنا دیا ہے کہ ہم بے تیغ ان کے ساتھ لڑیں گے اور ہمارے حلقوں میں کوئی کچھ بھی نہیں چاہے گا۔ لوگ پانی کی سکیمیں مانگیں گے، لوگ روڈز کے ڈیمانڈز کریں گے لیکن ہم وہ بے تیغ سپاہی ہوں گے کہ جنہیں کہا جائے گا کہ آپ علامہ اقبال کے شعر پر عمل کریں۔ جناب سپیکر، ہمیں اور یہ جو باقی ممبران اسمبلی ہیں، ان کی شکایات بھی ہو گی، وہ امبریلہ اے ڈی پی جس میں دو سو پچاس کلو میٹر روڈ تھی، ایک سو واٹر سپلائی سکیمز ابھی تک On going میں ہیں لیکن ان منصوبوں پر کام کی رفتار

Slow ہے اور وہ اس وجہ سے Slow ہے کہ ہم بھی اپنے حلقوں میں یہ کہتے کہتے تھک گئے ہیں کہ صوبے کے حالات مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں، اے ڈی پی کا جو حجم ہے، اس پر کٹ لگا ہے اور جب اکتالیس ارب سے اے ڈی پی انتالیس ارب پہ آ جاتی ہے تو پہلی نظر میں یقیناً یہ لگتا ہے سر، کہ اے ڈی پی پہ کٹ لگا ہے لیکن سر، وائٹ پیپر کے صحفہ 97 اور 98 پر آپ دیکھیں، Original and revised size of ADP، اس میں آپ کا جو Local Component جو کہ آپ کی صوبائی مدات سے چلتا ہے، اکیس ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ ان اکیس ڈیپارٹمنٹس میں تیرہ نے اپنا فنڈ استعمال نہیں کیا لیکن وہ ڈیپارٹمنٹس کہ جن میں بعض وزراء Interested تھے، ان کو Over and above دیا گیا ہے اور جو Local component آپ کا ہے سر، اس میں آپ کے صوبے کی طرف سے اس میں ستائیس ارب کا Input تھا لیکن انتیس ارب، اٹھائیس کروڑ روپے انہوں نے خرچ کئے ہیں۔ تو سر پہلی نظر میں تو ہمیں یہ لگتا ہے کہ اکتالیس سے ہم انتالیس پر آ گئے ہیں کہ دو ارب کا ہمارا Short fall ہے جو کہ شاید امن وامان کی طرف یہ فنڈز Divert ہوئے ہیں لیکن جب آپ صوبائی مد سے پیسے نکالتے ہیں اور اس ستائیس کی اس ایوان نے منظوری دی تھی، آپ نے اس پر انتیس خرچ کئے ہیں تو دو ارب تو آپ Excess میں چلے گئے اور یہ جو آپ کی Utilization ہے، یہ 106% بنتی ہے یعنی جو آپ کو اختیار دیا گیا تھا، اس سے بھی آپ Over and above چلے گئے ہیں تو پھر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ ہمارے منصوبے کیوں لٹکے ہوئے ہیں، ہمارے منصوبے کیوں اختتام کو نہیں پہنچتے؟ اور دو، دو سالوں میں ہم صرف ایک واٹر سپلائی سکیم اور دو کلو میٹر روڈ لیکر اگر اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو اگلے برسوں میں جب ہم ووٹ لینے جائیں گے تو کیا ہم دو دو سالوں میں ایک ایک منصوبہ مکمل کریں گے؟ جناب سپیکر، ساری بجٹ تقریر میں وزیر صاحب نے پوری کوشش کی کہ اس ایوان کو مغموم رکھے اور حالت جنگ کا ذکر انہوں نے بار بار کیا اور انہی حالات میں وہ وزیر اعلیٰ صاحب کی جو ایک سال کی تنخواہ ہے، وہ بھی ساتھ لے گئے، ممبران اسمبلی کی، وزراء صاحبان کی بھی Contribution ہے لیکن سر، ہمیں اس وقت حیرانی ہوتی ہے کہ صفحہ 63 پر پی ایف سی ایوارڈ، جیسے این ایف سی ہوتا ہے، مرکز سے صوبوں کو فنڈ آتا ہے اور پی ایف سی کے تحت پراونشل فنانس کمیشن ہوتا ہے، اس میں آپ کے جو فنڈز ہوتے ہیں، وہ صوبے سے ضلعوں کو منتقل ہوتے ہیں۔ صفحہ 63 پر جب پی۔ایف۔سی کا ذکر ہوتا ہے، "Development share has been increased by 10%" یہ ڈسٹرکٹس کے متعلق ہے، "10% of development fund will continue to be reserved for Chief Minister's directive as usual; the share of

Finance Minister in development fund has been increased from 5 to 10%." تو سر، میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ Amendment کا اختیار وزیر صاحب کو کس نے دیا؟ پراونشل فنانس کمیشن کی کاپی میرے پاس ہے، جب گورنر صاحب اس کو Constitute کرتے ہیں تو وہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی شق کا حوالہ دیتے ہیں اور وہ 120(a) اور 120(b) اور 120(e) کا حوالہ دے کے ایک Composite report ہمارے پاس آتی ہے لیکن سر، جیسے کہ درانی صاحب نے بھی کل اس طرف نشاندہی کی اور میں تفصیل میں یہ ذکر کرنا چاہونگا کہ پراونشل فنانس کمیشن میں، جس کو گورنر Constitute کرتے ہیں، Notify کرتے ہیں اور اس کی Recommendations سے آتی ہے اور اس کو Adopt کیا جاتا ہے، اگر آپ صرف وائٹ پیپر، رپورٹ میں اس کا حوالہ دے کے اپنی جان چھڑانا چاہیں کہ پچھلے سال تو وزیر موصوف نے اس مد میں چھ کروڑ لئے تھے اور اس سال یہ ایوان اس کو تیرہ کروڑ کی ڈائریکٹیو کی منظوری دیتا ہے تو سر، یہ پیسے پھر کہاں سے آئے؟ کیا ہم جو بے تیغ سپاہی ہیں، ہماری جو سکیمیں ہیں، وہ لٹکی رہیں گی؟ اور اگر وزیر صاحب جن منصوبوں میں Interested ہوں، ان کیلئے چھ کروڑ سے رقوم بڑھ کر تیرہ کروڑ اور صرف وائٹ پیپر میں ان کا حوالہ دے کے، پہلے جیسے درانی صاحب نے بھی کہا کہ چیف منسٹر کی ڈائریکٹیوز ہوتی تھیں، آج فنانس منسٹر کی ڈائریکٹیو 5% سے 10%، Without amendment اور صرف وائٹ پیپر میں، تو میں وزیر صاحب کی توجہ چاہونگا کہ یہ اختیار ان کے پاس کیسے آیا؟ یہ اختیار کیسے آیا؟ اور یہ تیرہ کروڑ، اگر یہ ایوان اجازت دیتا ہے، میں تو سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی ہمیں آواز اٹھانی چاہیئے کہ اگر پیسے نہیں ہوتے، ہمارے پاس فنڈ نہیں ہوتا تو ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ بالکل یہ برابر کا غم ہے اور ہمیں اس میں شریک ہونا چاہیئے لیکن اگر وزیر موصوف کی جو سکیمیں ہیں، ان کیلئے تو چھ کروڑ سے تیرہ کروڑ پر چلے جاتے ہیں اور نام یہ دیا جاتا ہے کہ ضلعی جو بجٹ کو ہم نے دس پرسنٹ بڑھا دیا ہے لیکن یہ جو Money ہے، یہ جا رہی ہے وزیر صاحب کے منصوبوں کیلئے، میں سمجھتا ہوں سر، کہ یہ اس ایوان کے ساتھ ایک زیادتی ہے۔ تین سال کیلئے ایوارڈ تھا اور اگر اس میں Amendment آ رہی ہے، کس پاور کے تحت؟ تو اگر وزیر صاحب اس کے Notes لے لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سر، ہمیں اس وقت بھی بہت دکھ ہوتا ہے کہ جب 'نان اے ڈی پی' سکیموں کا ذکر آتا ہے اور اس سلسلے میں سر، میں آپ کی توجہ چاہونگا، یہ Budget estimate ہے سپلمنٹری کی پیج 247 سے لیکر 274 تک 'نان اے ڈی پی' سکیموں کی بھرمار ہے۔ درانی صاحب کے ٹائم پر بھی ہم یہ رونا روتے تھے کہ اگر آپ 'نان اے ڈی پی' سکیمیں اس میں ڈال دیتے ہیں تو ایک تو اس کی جو Throw forward liability ہے، اس کے

متعلق اس ایوان کو کچھ پتہ نہیں ہے کیونکہ وہ سمری پر Approve ہوتی ہیں اور ابھی اگر آپ 'نان اے ڈی پی' سکیمیں ڈال رہے ہیں اور دو سو سینتالیس، آپ Pages گن لیں کہ 247 سے 274 تک، اگر میں ایک ایک سکیم کا ذکر کروں تو وہ کتنی سکیمیں ہونگی اور اس میں جو فنڈز Divert ہو جاتے ہیں تو ہمارے ڈیویلپمنٹ بجٹ پر کٹ لگے گا اور یہ جو اے ڈی پی پاس ہو جاتی ہے، یہ برائے نام رہتی ہے، ان کو By name allocation نہیں ہوتی کیونکہ اس میں Discretion آ جاتی ہے سیکرٹری کی، جو Executing agency ہوتی ہے، فنانس والے تو اس پر جان چھڑا لیتے ہیں کہ جو ہیڈ ہے، دو سو پچاس کلومیٹر ہم نے سیکرٹری ورکس کو اس میں پیسے دے دیئے ہیں۔ سیکرٹری ورکس کی Discretion ہے بعض اضلاع کو زیادہ دیتے ہیں، بعض کو کم دیتے ہیں لیکن یہ 'نان اے ڈی پی' سکیم ہے سر، یہ تو By name آتی ہے، اس میں جب ریلیز ہوتی ہے، وہ بھی By name ہوتی ہے اور اس سے پھر ادھر ادھر نہیں کی جا سکتی، تو اس کی جو Reflection ہوتی ہے اور اس کی جو Throw forward liability ہوتی ہے، ہمیں پتہ نہیں چلتا ہے۔ ایک صرف ادارے کا میں ذکر کروں گا، اگر وزیر اعلیٰ صاحب کی ذات ہوتی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ صوبے کے چیف ایگزیکٹیو ہیں اور یقیناً جن حالات میں وہ حکومت چلا رہے ہیں، کمشنر مردان کے ہاؤس کیلئے دو کروڑ اور یہ بھی ہمیں پتہ نہیں ہے کہ اس کی Throw forward liability کتنی ہوگی؟ اگر یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے Security measures میں آتا تو ہم پھر بھی کہتے کہ چلو ان کو خطرہ ہے اور جن حالات میں حکومت، اگر ہماری بیوروکریسی پر اور اس قسم کی اور یہ پتہ نہیں ہے کہ ابھی کام مکمل ہے کہ آگے جاری ہے، تو سر اگر اس قسم کی یہ فنڈنگ ہو رہی ہے تو اس کا خمیازہ سارے عوام کو بھگتنا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس جانب بھرپور توجہ دینی چاہیئے کیونکہ سر، اگر یہ حال رہا تو وہ جیسے شاعر نے کہا کہ:

؎ عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

ہمارے جو یہ دو دن کی حکومت ہوگی اور دو سالوں میں جو ایک ایک منصوبہ مکمل ہوگا تو پھر تو سر، ہمیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ جب ہم احتجاج کریں گے یا اپنا حصہ مانگیں گے تو کس سے مانگیں گے؟ اس کے ساتھ سر، عبدالاکبر خان نے بھی ذکر کیا کہ وفاقی حکومت سے جو ہمیں ملا ہے اور وزیر صاحب نے غالباً چار پانچ مرتبہ، اس کو بارہا بیان کیا ہے کہ ایک ارب جو ہمیں وفاق نے بڑی مہربانی کر کے پیسے دیئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ایک ارب کیا چیز ہے؟ یہ تو امریکہ کے وہ دس کروڑ ڈالر تھے، دس کروڑ ڈالر کو اگر آپ اسی کے ساتھ

ضرب دیں تو آپ کے آٹھ ارب بنتے تھے، وہ آٹھ ارب میں اگر آپ کو ایک ارب ملتے ہیں اور اس کو بار ہا ہم بیان کرتے ہیں کہ وفاقی حکومت کی بڑی مہربانی ہے اور انہوں نے آئی ڈی پیز کیلئے ہمیں ایک ارب دیئے لیکن سر، ہمیں اس وقت دکھ ہوتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ جب ہم نیٹ ہائیڈل پرافٹ کی طرف دیکھتے ہیں۔ عبدالاکبر خان نے بھی ذکر کیا اور میں بھی سر، یہ کہوں گا اس کی بات کو بڑھاتے ہوئے کہ یا تو آپ کی بجٹ تقریر غلط ہے اور یا پھر جو یہ آپ نے وائٹ پیپر ہمیں دیا ہے، یہ غلط ہے۔ وہاں پر آپ ساڑھے تین کا کہہ رہے ہیں، پریس کانفرنس میں آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ رقم اگلے ماہ ملے گی۔ تیس جون تک آپ نے اس بجٹ کو Complete بھی کرنا ہے، اس میں جو یہ چھ ارب آپ نے Reflect کئے ہیں یا اگر اسی طریقے سے اس ایوان کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے تو پھر تو اس کی کوئی کلاسیفائڈ حیثیت ہی نہیں ہے۔ ہم ایک آئین کے تحت اس کو پاس کرتے ہیں اور ہم ان فگرز پر یقین کرکے اس کو پاس کرتے ہیں لیکن جب بجٹ تقریر میں اور وائٹ پیپر میں فرق آئے تو سر، پھر ہم تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جو رائلٹی کے متعلق آپ نے کہا ہے، شاید وہ بھی غلط بیانی ہو۔ پھر تو جو Federal Tax Assignment ہے، ہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ بھی غلط بیانی ہو۔ پھر آپ کے Provincial receipts ہیں، شاید وہ بھی غلط بیانی ہو کیونکہ جب شک پیدا ہو جاتا ہے تو وہ تو سر، پھر ہر چیز میں ہے۔ اسی طریقے سے وائٹ پیپر کے پیج 3 پہ سر، لکھا گیا ہے، 'Federal Tax Assignment' میں وہ لکھتے ہیں کہ اگلے سال ہمیں کوئی سڑسٹھ ارب ملیں گے لیکن سر، ہمیں حیرانی آگے چل کر ہوتی ہے کہ جب Medium term، آپ کے Budgetary Frame Work میں Federal Tax Assignment ہے جو کہ آپ کے 2013 تک Reflect کئے گئے ہیں پیج 75 پر، اس میں کوئی چھیاسٹھ ارب ہے۔ اچھا One-sixth of sale tax، پہلے پیج پر ہے کوئی سات، غالباً سات ارب، چھیاسی کروڑ بنتے ہیں، یہاں پر سات ارب، اناسی کروڑ بنتے ہیں۔ اسی طریقے سے ڈی ایس پی سروسز، پراونشل ریونیو اور مختلف مدات کا ذکر ہے تو یہاں اگر میں اس کو سمجھا نہیں ہوں، وزیر صاحب کی میں توجہ چاہوں گا، پیج 75 پر جو جدول دیا گیا ہے، اگر وہ اس کو دیکھ لیں، یہ فگرز ٹھیک ہیں یا پیج ون 1 کے ٹھیک ہیں؟ کیونکہ ایک ہی وائٹ پیپر ہے، دو مختلف طریقوں سے اس کو بیان کیا گیا ہے۔ Page 1 پر ذکر کیا گیا ہے کہ ہم dependent % 92 ہیں فیڈرل گورنمنٹ پر اور Page 75 پر آپ جاتے ہیں تو % 93 ہم ان پر Dependent ہیں۔ اگر یہ Clerical mistake ہے، پھر بھی تصحیح ہونی چاہیئے کیونکہ جب آپ نیٹ ہائیڈل کا کیس لڑتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اور آپ

کے یہی فگرز ہیں اور یہ کسی طریقے سے آپ تیاری کر کے آتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں سر، کہ جب ممبران اسمبلی جو کہ ایک عام فہم رکھتے ہیں، اگر وہ اس چیز کو دیکھ سکتے ہیں تو وہاں پر جو بیوروکریسی ہوتی ہے تو وہ-----

<u>جناب سپیکر</u>: فنانس ڈیپارٹمنٹ کو اس پوائنٹ کا جواب دینا ہو گا، یہ نوٹ کر لیں۔

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور</u>: شکریہ سر، آپ کی رولنگ کا میں شکر گزار ہوں، تو یہاں پر اگر Words اور Clerical mistake میں اتنا فرق آئے تو پھر تو آپ جب 595ارب کی بات کریں گے، شاید فیڈرل گورنمنٹ یہ کہے کہ آپ کے فگرز صحیح نہیں ہیں تو ان کی بات میں ہو سکتا ہے کہ حقیقت ہو کیونکہ یہاں پر اتنی غلطیاں آ رہی ہیں سر۔ اسی طریقے سے سر، جیسے میں نے کہا کہ وفاق سے بار ہا بڑی امیدیں رکھی گئی ہیں اور کل ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی مجبوریوں کا بڑے خوبصورت انداز میں ذکر بھی کیا لیکن وہاں سے ممبران اسمبلی کو جو ایک ایک کروڑ کی بات کی گئی، باقی جو بجٹ خسارہ تھا، اس پر مجھے مکمل خاموشی نظر آئی ہے اور یہ کافی ہی دکھ کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں سر، کہ Page 15 جو کہ آپ کے رواں مالی سال کا یا 2008-09 کا ہے کیونکہ وہ وائٹ پیپر بھی میں ساتھ لایا ہوں، اس میں جو آپ کا Divisible pool ہوتا ہے این ایف سی کا اور اس میں جو این ایف سی ایوارڈ آتا ہے، اس میں 1/6 آپ کا سیل ٹیکس بھی آجاتا ہے، گرانٹ ان ایڈ بھی آجاتی ہے اور آپ کا Divisible pool جو آپ کا شیئر ہوتا ہے پاپولیشن کے حساب سے، تو سارا مل ملا کر این ایف سی ایوارڈ آتا ہے۔ اس میں % 14.89 کے حساب سے، یہ Percentage اگر وزیر صاحب سے لے لیں، % 14.89 کے حساب سے ہمیں جو رقوم ملنی تھیں، وہ تقریباً یہاں تو ملین میں ہیں، میرے حساب سے کوئی اکاسی ارب، چوالیس کروڑ روپے ملنے تھے یہ جو سال رواں ہے 2008-09 تک۔ اچھا سر، 14.89 کے حساب سے آپ کو اکاسی ارب، چوالیس کروڑ ملنے تھے لیکن جو ہمیں وصول ہوئے ہیں، وہ چھہتر ارب، اڑتیس کروڑ یعنی پانچ ارب آپ کا Short fall ہے۔ وہ جیسے عبدالاکبر خان نے کہا کہ پی ایس ڈی پی میں ہم اپنا حصہ مانگتے ہیں، این ایف سی میں بھی ہم صرف اپنا حصہ مانگتے ہیں، ہم ان کو یہ حوالے نہیں دیتے کہ حالت جنگ میں ہیں، ہم آئی ڈی پیز کا نہیں کہتے، ہم دیگر محرومیوں کا ذکر نہیں کرتے لیکن یہ جو ہمارا حق ہے اور یہ Classified documents ہیں اور Page 15 پر ہے کہ 14.89 کے حساب سے آپ کو اکاسی ارب، چوالیس کروڑ ملنے تھے، آپ کو چھہتر ارب، اڑتیس کروڑ ملے، پانچ ارب آپ کا Short fall ہے، آپ کا بجٹ خسارہ ہے۔ آپ کا بجٹ

خسارہ جو ہے، وہ نو ارب سے اوپر ہے یعنی اگر یہ بھی آپ کو مل جاتے تو آپ کا بجٹ خسارہ چار ارب پر آ جاتا، آپ کو وہ جو آپ کا حق ہے، نہیں ملا۔ مزے کی بات سر، یہ ہے کہ اگلے سال کیلئے آپ ان سے یہ امید رکھے ہوئے ہیں کہ پھر Federal Tax Assignment میں انسٹھ ملین ملنے تھے، وہ نہیں ملے، ابھی اگلے سڑسٹھ ارب ملیں گے۔ سپیشل گرانٹ ان ایڈ میں چودہ ارب سے کچھ اوپر ملنے تھے، وہ انہوں نے نہیں دیئے۔ 1/6 آپ کا سیل ٹیکس جو ہے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو جاتا ہے، وہاں پر بھی آپ کا کئی کروڑوں کا Short fall آ رہا ہے، آپ نے اپنا شیئر ابھی بڑھا کر نوے ارب، انچاس کروڑ کر دیا۔ اکاسی ارب آپ کو ملے نہیں، چھہتر ارب ملے، ابھی آپ نے جمپ لگایا نوے ارب تک، تو آپ جب کہتے ہیں کہ بجٹ خسارہ جو ہمارے اگلے سال کا ہے، وہ کوئی ساڑھے تین ارب ہو گا، میرے حساب سے اگر گیارہ ارب یہ ڈال دیں بلکہ گیارہ سے بھی اوپر کیونکہ اگر چھہتر کو آپ Bench mark لیتے ہیں تو تیرہ ارب، تو تیرہ پلس تین تو سولہ ارب کی Calculation تو یہ ہے کہ جو ہم Facts and figure کے ساتھ جا رہے ہیں اور ساتھ سر، مزے کی بات یہ ہو گی کہ یہ جو این ایف سی ایوارڈ آپ کی پروجیکشن ہے اگلے سال کیلئے، پہلے جو آپ کو ملے، وہ % 14.89 کے حساب سے ملے تھے، اب اگر جو آپ کو ملنے ہیں، اس میں جو آپ کی پروجیکشن کی گئی ہے، وہ ابھی کم ہو رہی ہے۔ وہ Page 47 پر Fund to be transferred to the provinces during 2009-10، آپ کا شیئر 14.89 تھا این ایف سی میں، اس وقت آپ کو جو ملے، وہ کم ملے۔ ابھی آپ کا جو Percentage ہے، وہ 14.78 ہے، یعنی % 0.12، انہوں نے پہلے سے آپ کو بتا دیا ہے کہ اسی حساب سے ہم آپ کو دیں گے۔ 14.89 کے حساب سے پانچ ارب آپ کا Short fall تھا، 14.78 کے حساب سے آپ کا Short fall تو اس سے زیادہ ہو گا اور آپ جمپ لگا رہے ہیں کہ نہیں، نوے ارب ہمیں ملیں گے۔ تو مجھے تو سر، یہ چیز سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیسے ہو گا؟ اگر پنجاب کی حکومت یہ آس لگائے بیٹھی ہے کہ ہمیں جو پچھلے سال رواں میں پیسے زیادہ ملنے تھے، اس سے زیادہ ملیں گے، ان کا شیئر Increase ہو رہا ہے، ان کا شیئر جو ہے سر، increase % 0.33 ہو رہا ہے اور یہ فگرز جو ہیں پیج 47 پر، تو اگر پنجاب کا شیئر Increase ہو، وہ اگر اپنے ممبران کو سبز باغات دکھائیں، کوئی تک تو بنتی ہے، ہمارا تو شیئر بھی Decrease ہوا ہے تو ہمارے پیسے ابھی کیسے زیادہ ہوں گے؟ حق ہمیں مل نہیں رہا، ہم امید لگائے ہوئے ہیں کہ ہمیں زیادہ ملیں گے تو اس میں بھی میں یہ سمجھتا ہوں سر، کہ فنانس منسٹر صاحب جب اپنی بجٹ سپیچ کریں تو اس چیز کا ہمیں جواب ضرور دیں۔ سر، اس میں میری آگے چل کر

صرف ایک دو گزارشات ہیں اور وہ یہ ہیں سر، کہ اگر اسمبلی کا اجلاس بلایا جاتا تو اس میں، اگر بلوچستان کی حکومت ممبران اسمبلی کا پریشر ڈال کر اپنی 19 ارب کی Over drafting جو ہے، وہ فیڈرل گورنمنٹ سے Write off کرا سکتی ہے تو کیا ہمارے 9 ارب کی Over drafting ہم معاف نہیں کروا سکتے تھے؟ (تالیاں) اور وفاق میں ہماری حکومت ہے اور یہ ہمارا حق ہے اور میں سمجھ سکتا ہوں کہ وفاق بھی یہ جانتا ہے کہ شاید یہ وہ صوبہ ہے کہ یہاں پر ممبران اسمبلی بے تیغ سپاہی ہیں، یہاں کے عوام پاکستان کے وفادار ہیں، مملکت خداداد پاکستان کی وہ وحدت پر انشاء اللہ یقین رکھتے ہیں اور جب ٹی وی پر ایک اشتہار آتا ہے تو اسی سے یہ خوش ہو جاتے ہیں کہ آندھی آئے یا بارش آئے، دیا جلائے رکھنا۔ میرے خیال میں ہمیں بھی دیا جلائے رکھنا ہو گا۔ شکریہ، بہت بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ شکریہ، گنڈا پور صاحب۔ شاہ حسین صاحب۔ شاہ حسین صاحب! صرف بجٹ پر اور No repetition۔ جو پوائنٹس، جو انہوں نے مشورے دیئے ہیں، ان کے علاوہ شاہ حسین صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: ډیره مهربانی، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: کافی معزز اراکین رہتے ہیں۔

جناب شاہ حسین خان: بسم الله الرحمان الرحیم۔ زۀ ستاسو انتهائی مشکور یم جناب سپیکر صاحب، چه تاسو ما له په دے اهم موقع باندے د خبرو کولو موقع را کړه۔ زۀ به جناب سپیکر صاحب، یو متل اوکړمه او هغه دا چه په دے پنجاب کښے به چه کله مړے اوشو نو هلته کښے به هغه خلقو د هغه مړی د پاره په کرائے باندے زنانه راوستلے چه هغه دے مړی ته اوژاړی او دا غم خائسته شی او د روند شی۔ قصه دا اوشوله چه هلته کښے یو سړے اوسوزیدو چه اوسوزیدو نو هغه سټکورے شو۔ زنانه د کور خاوندانو، مالکانانو راوستلے چه تاسو راشئ، دے مړی ته اوژاړئ چه دا غم زمونږ د روند شی، هغه خائسته شی۔ کله چه هغه زنانے راغلے څه د کټ یو طرف ته کښیناستے، څه بل طرف ته، څه سر ته، څه پښو طرف ته او چه کله ئے ترے دا څادر اوچت کړو نو هغه خو سټکورے پروت وو نو دوئ ورته اووئیل چه زۀ ستا کوم کوم ځائے اوژاړم، مونږه به خو ستائیلے چه ستا سترګے خائسته دی، ستا خله خائسته ده، ستا شونډے خائسته دی، ستا غوږونه خائسته وو، اوس ته خو سټکورے یئے نو مونږ ستا کوم کوم ځائے اوژاړو؟ نو مونږ د دے بجټ جی کوم کوم ځائے اوژاړو؟ د دے مونږ ایجوکیشن اوژاړو؟

(تالیاں) د دے بجټ مونږه صحت اوڅاړو، که د دے بجټ مونږ زراعت اوڅاړو؟ ما ته خو پته نشته جی چه مونږ د دے کوم کوم ځائے اوڅاړو؟ بهرحال کله چه بجټ پیش شی، اپوزیشن د هغے مخالفت کوی، وائی دا عوام دشمن بجټ دے، دا غریب دشمن بجټ دے او حکومت دا کوشش کوی، هغوی وائی چه دا عوام دوست دے، دا غریب دوست دے وغیره وغیره۔ جناب سپیکر، دا رواجی خبرے دی او زهٔ به انتهائی ایمانداریٔ سره خبرے کوم چه کوم حقیقت دے، په هغه حقیقت باندے به خبرے کوم۔ جناب سپیکر صاحب، تاسو ته پته ده، دا ټول دویٔ چه فګرز، چا وائټ پیپر نه اووئیل، چا د بجټ تقریر نه اووئیل، چا د بجټ بک نه اووئیل خو زهٔ بس ایغے نیغے خبرے کوم چه هغے کښے به د دے څیزونو حواله نه وی۔ جناب سپیکر صاحب، تاسو ته معلومه ده، تاسو ته پته ده چه صحت او تعلیم، دا دواړه داسے اهم شعبے دی چه که په بازار کښے یو لیونے اوګورے نو هغه د دے د اهمیت نه انکار نه شی کولے او بیا چه داسے حکومت، څوک چه وائی چه مونږ به د ماشومانو په لاس کښے قلم ورکړو جناب سپیکر، او هغه د صحت او د تعلیم دواړو مد کښے صرف شپږ اربه روپیٔ ایږدی! زهٔ نه پوهیږم چه بیا دا قلم که مونږ مات کړو او د صحت په باره کښے زهٔ وروستو خبره کوم چه علم، د قلم نه مراد زما علم دے او علم یو داسے شے دے چه د هرے معاشرے د پاره، هر ملک د پاره ضروری دے او جناب سپیکر، مونږ بیا دا هم وایو په بجټ کښے چه مونږ به پسمانده علاقو ته ترقی ورکوؤ او چه په کوم ځائے کښے سکولونه کالجونه نه وی، هلته کښے مونږ سکولونه کالجونه ورکوؤ او جناب سپیکر، مونږ چه کله بجټ اوګورو نو هغه شے ټول بلاک دے۔ په هغے کښے نه کالج شته او نه پکښے، سکولونه خو یو، یوشو خو کالج پکښے نشته او جناب سپیکر، بټګرام انتهائی پسمانده ضلع ده او زما حلقه پی ایف 60 په ټول تحصیل کښے جناب سپیکر، کالج نشته۔ ما مخکښے وئیلے وو، ما په سپیچ کښے وئیلے وو، دا ځل بیا وایم، زما حکومت ته دا ګزارش دے چه زما ماشومه به شپیته کلومیټره لار وهی هغے بټګرام ته، بیا څه پچهتر کلومیټر چه زیاته فاصله اوکړی نو مانسهرے ایبټ آباد ته به ځی۔ جناب سپیکر صاحب، مونږ د پاره، الائی د پاره کالج انتهائی ضروری دے۔ که دا حکومت او دا کابینه او دا

اراکین په دیکښے مخلص وی چه تعلیم د عام شی جناب سپیکر صاحب، په هغے کښے یو د جینکو کالج نشته، په هغے کښے د جینکو مډل سکول نشته، یو سکول پرائمری ما اپ ګریډ کړے دے، نور هلته کښے مډل سکولونه نشته نو څنګه تعلیم عام کوؤ؟ چه په هغے کښے د جینکو هائی یا مډل سکول نشته نو مونږ څنګه تعلیم عام کړو؟ او په صحت کښے به جناب، ذکر زۀ دا اوکړم چه تاسو د دے پیښور دا غټ غټ اوګورئ هسپتالونه، د هغے د ایمرجنسی حالت تاسو اوګورئ چه د هغے ایمرجنسی وارډ کښے څه حالات دی؟ نو د صحت خو دا معامله ده۔ دوه انتهائی ضروری څیزونه دی جناب سپیکر صاحب، او پیسے ورله انتهائی کمے ایښودلے شوے دی۔ دا بجټ چه وو، دا صرف د صوبے د عوامو سره یو مذاق او داسے بجټ خو به لوکل کونسل والا هم او یونین کونسل هم پیش کړی او چه دوئ وائی، کله چه تاسو وایئ یا مونږه وایو چه حالات خراب دی نو جناب سپیکر صاحب، دے حالات د پاره خو مونږ له پیسے هم راغلے دی د بهر نه نو دا حالات او دا پیسے خو د یو بل سره برابر شولے۔ زمونږ د خپلے صوبے چه کوم بجټ وو، هغه څه شولو؟ هغه چرته لاړو؟ بیا جناب سپیکر صاحب، یو خائسته خبره پکښ دا شوے ده چه دا Unattractive areas چه دی، د هغے د پاره الاؤنس زیات شوے دے، چترال او کوهستان، خائسته خبره ده جی خو بټګرام هم په دے زون کښے راځی او بټګرام او کوهستان یو بل سره ګاونډی ضلعے دی، نو چه د کوهستان والا الاؤنس په کومے شرح سره زیات شوے دے، په هغه شرح سره د بټګرام د ضلعے ملازمینو دپاره _ ، جناب سپیکر صاحب! ستاسو توجه غواړم، سپیکر صاحب، ستاسو توجه غواړم، بټګرام او کوهستان ګاونډی ضلعے دی، په کوهستان کښ Unattractive areas الاؤنس زیاتیږی نو په بټګرام کښے د ولے زیات نه شی؟ ځکه چه هغه هم پسمانده ده، زلزلے وهلے ده او دے سره ګاونډی ضلع ده۔ د هغے ملازمین به هم د دے خواهش لری او شانګلے والا هم د دے خواهش لری چه دا ملازمین چه د کومو دا Unattractive areas دی، د هغے الاؤنسز د په دغه شرح سره زیات شی په کوم چه کوهستان او چترال کښ زیات شوے دی او جناب سپیکر صاحب، تاسو سره هم وخت کم دے، دا مقررین زیات دی نو زۀ به دا اووایم جناب سپیکر صاحب، چه دا د خسارے

بجٹ وو۔ دوئ ښودلے درے کروړه روپئ دی او اصل کښے درے ارب روپئ دی او دا دی اووه اربه روپئ او په راتلونکی کال کښے به که تاسو او مونږ دلته کښ اسمبلئ کښے ناست وو نو دا به پنځلس اربه ته رسی۔ نور هغه خبرے اترے چه کومے وے ، هغه هغوی خپله په تفصیل سره کړے دی۔ میاں افتخار صاحب! ما به هم چیف منسٹر صاحب ته یو شعر وئیل، هغوی نشته، بیا به ما بشیر بلور صاحب ته وئیل، هغوی هم نشته خو تاسو ته ئے وایمه، هغه دا دے چه:

ے ځه مے قصور چه راکوے په مخ سپیړے پړے اوس
ځه مے قصور چه راکوے په مخ سپیړے پړے اوس
تا خو په دے لاسونو ما له راکول ګلونه

او بیا وائی:

ے ځه که اوس زړه د رانه یوړو د ځوانئ په نظر
ځه که اوس زړهٔ د رانه یوړو د ځوانئ په نظر
ته لا ماشوم وے تا به ما له راکول ګلونه

ډیره مهربانی۔ سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محمد علی خان صاحب۔ محمد علی خان صاحب۔ جاوید ترکئ صاحب۔ ملک قاسم صاحب۔

ملک قاسم خان خٹک: بسم الله الرحمن الرحیم۔ شکریه، جناب سپیکر۔ جناب والا ، د دے صوبے یو روایات دی، مونږ پښتانه یو او د پښتون قوم قیادت کوؤ۔ دلته کښے مونږ چه ټول جمع یو دا جرګه، دا د پښتنو جرګه ده۔ زمونږه دا یوه خبره پاتے وه چه په خپلو کښے چا سره به بد اوشول، غمرازی به مو کوله۔ جناب والا! په اوله ورځ باندے زهٔ تاسو ته جګ شوم چه میاں نثارګل، خدائے پاک د روبصحت کړی او د جناب ډاکټر شمشیر خان ورونړه چه په کوم انداز کښ قتل شوی دی جناب والا ، دا سے یعنی په دے باندے کم ازکم تعزیت اونشو۔ پریشان خټک چه هغه د صوبے مشهور سکالر وو نو مونږ خو دا ریکویسٹ کوؤ چه تاسو به چه کوم دے خو زهٔ تاسو هغے ته نه بوځم، د پښتنو چه تعزیتنونه به په خپلو کښے کوؤ نو نثار ګل د دے قوم یو اثاثه ده او پکار دا وه چه مونږ هغوی ته ډیره دعا کړے وے او چه دا کوم ورونړه زمونږه مړه دی، د ډاکټر شمشیر صاحب، هغه خو

زمونږ د معزز هاؤس ممبر دے جی، هغوی ته مونږ تعزیت اونکړو۔ پریشان خټک صاحب چه هغه داسے، نو دا چه مونږ په دے صوبے کښے پریښودل نو نور به مونږه د بجټ باره کښے څه خبره کوؤ جی؟ خبرے خو په هغه بجټ باندے کیږی چه هغه بجټ وی۔ چه تاسره پیسے وی نو تهٔ به هغے باندے بجټ پیش کوے خو چه دا کوم کتاب او دا کوم تقریر مو کتلے دے سر، په دیکښے موجود هیڅ څه شے نشته، ټول په مفروضو، لکه څه رنګ ثاقب خان چمکنی اووئیل، شترمرغ بجټ دے، زهٔ خو دا خبره کوم جی چه رحیم داد خان پاڅیدو، سیکرټری صاحب فنانس ئے اوغوښتو، ما وئیل چه واپس راځی، دا به اعلان کوی چه چونکه ثاقب خان او عبدالاکبر خان هغوی ته کومے خبرے چه اوکړے، ډیرے To the point ئے اوکړے، زهٔ دا خپل بجټ واپس اخلم خو هغه بیا کښیناستلو۔ زهٔ نه پوهیږم چه په دے باندے خو مونږ ته افسوس راځی ډیر خو زهٔ هغے د پاره دا یو شعر وایم چه:

؎ ما خو وئیل زهٔ به درته ژاړم　　　تا د بازاره سترګے سرے راوړے دی

دوئ مونږ نه زیات ژاړی لګیا دی جی۔ سر، د دے بجټ په سلسله کښے دا خبره کیږی چه افراط زر زیات شو، روپئ کمه شوه او ټیکس فری بجټ دے۔ د اوبو بحران، د بجلئ بحران، کوم کوم خبره ده چه هغه به تهٔ اوکړے په دیکښے او د دوئ څه منصوبه بندی په دیکښے بالکل هډو شته نه، نو مونږ چه دے قوم دے ځائے ته راستولے یو، دے بجټ ته ټول کال د غریب آسره وی چه بجټ راځی، ما ته به خیر راځی جی۔ سر، په بجټ کښے دوئ د غریب د پاره څه کړی دی جی؟ بے وجے، بلا وجه غریب نور په دیکښے بالکل تباه دے نو تهٔ غریب دغه ته رسوے چه دا ټول معزز اراکین اسمبلی به زما د حقوقو تحفظ کوی، ما د پاره به د خیر ښیګړے فیصلے کوی۔ مونږ به څه کوؤ؟ 30 % ممبران اسمبلی خپل حلقو ته نه شی تلے، شرمیږی جی۔ د دے اسمبلئ معزز اراکین یو او وینو او جناب والا، اوس چه په دیکښے ګیس او تیل رائلټی او بنیادی ضروریات چه کور کور ته به مونږ وئیل چه ګیس به رسوؤ، پولیس د پاره تیر کال 4421 بهرتی شوے وه، 780 ملین خرچه په دیکښے شوے وه، کارکردګی ئے څه شوے ده جی؟ تهٔ اوکسه زمونږ عالمزیب شهید، زمونږ اختر نواز خان شهید ته یو ایس ایچ او باندے Protection دے، عام عوام ته څه ورکوے؟ نو تهٔ خپله سوچ کوه چه دا خرچے،

لوکل گورنمنټ ته مو پیسے ورکړلے 8.3 بلین، خرچے زیاتے شوے دی ټولے شاه خرچو باندے ، چرته خرچ شوے ؟ هغے نه بعد د لوکل گونمنټ کارکردگئ ته به راشو چه څه کارکردگی ده؟ صفر ده که نه ده؟ او بیا Disasters Management نه د آفاتو یوه محکمه ئے ترے جوړه کړه چه تا ته کله اهم مسئلے راغلے دی نو دا ستا فوج مخکښے مخکښے وی۔ Earthquack، زلزله کښے فوج راغلو۔ دا اوس آئی ډی پیز چه راغلی دی، فوج ورمخ ته دے۔ بیا داسے د محکمے جوړولو ضرورت څه دے چه دومره پیسه 48.89 ملین یا بلین تهٔ پرے خرچ کوے او هغے نه بعد په پشاور کښے په سیلاب کښے خو105 ملین روپئ ئے تا ته در کړے دی جی۔ سیلاب خو د ضلعے په نورو حلقو کښ هم راغلے دے۔ څومره ضلعو کښے سیلاب راغلے دے او هغه زمونږ کرک کښے بالکل ریکارډ دے چه څومره مړی شوی دی او څومره علاقه تباه شوے ده۔ دا نورے ضلعے نه وے چه سیلاب ته هغے د پاره پیسے اغستے شوے دی؟ جناب والا دا بجټ د مخصوصو حلقو بجټ دے ، دا د اضلاع بجټ نه دے۔ ظاهرشاه خان اووئیل چه دا د اضلاع د پاره دے ، دا د اضلاع نه دے ، دا یو مخصوص حلقے دی لکه څه رنګ چه ثاقب خان اووئیل، هغے د پاره جوړ شوے ، تیار شوے بجټ دے او دا نور مونږ ممبران چه یو، دا هسے وروستو یو۔ ایک کروړ روپئ تعمیر سرحد ، ستا چه دا کوم بجټ، دا اوس شیډول ریټ چه دے جی، تهٔ خپله سوچ ورته اوکړه او دے معزز اراکین اسمبلی ته یو کروړ، دا خو مذاق دے جی۔ دا دو کروړ پکار وے چه بالکل دا شوے وے۔ هغے نه بعد سر، د نوی کال بجټ کښے پکار دا ده چه تهٔ د ټیکس خبره کوے ، چھ هزار روپئ ګریډ ون ملازم تا په ټیکس کښے راوستلو چه چھ هزار روپئ فیډرل گورنمنټ د بے نظیر انکم سپورټ پروګرام، هغه چه کوم سړے د چھ هزار آمدنی والا مستحق قرار کړے دے ، دا بجټ ټیکس فری شو جی؟ دا څه رنګ ترقی ده چه مونږه قوم ته ترقی ورکوؤ جی؟ صوبه پنجاب ته ټریکټر باندے سبسډی ورکوی، په ټریکټر باندے ایک هزار، دا چا او نه وئیل، ایک هزار روپئ سالانه ټیکس ئے اولګوؤ۔ د هغے بعد د فوډ د پاره غنم نن په مارکیټ کښے څه ریټ دی جی؟ غنم پخپله 2100 نه 2400 پورے ، تا دو بلین روپئ د غنمو د پاره ایښودے دی سبسډی، اوس په موقع په مارکیټ

کبنں غنم په 2100 بورئ نه اونیسه تر د 2400 پورے ملاویږی نو دا پیسے چرته ځی؟ او په پنجاب کبنے 'سستی روٹی' سکیم دے، دلته کبنے صوبه سرحد څه اوکړل جی؟ عام طور به دا کیدل چه پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان، نن مونږ د بلوچستان نه پاتے یو۔ دا معزز اراکین اسمبلی ته لمحه فکریه ده او بلوچستان ورځی د قوم په حقوقو استعفیٰ ورکوی، زمونږ وزیر څه کوی؟ ته خپل وزیر اوکسه چه یو په خپل دفتر کبنں وی جی نو په دے باندے چه کومه د سیکیورټی خرچه کیږی، تهٔ خپل ځائے نه د دوئ مراعات، دے قوم ته مونږه څه ورکړل؟ جناب والا، آئی ډی پیز "*اندرون ملک نقل مکانی کرنے والے لوگ*"، دا بجټ چه ټول جوړ دے دا لکه چه د یو بابو جوړ وی۔ زهٔ د خپل خزانه او د پی اینډ ډی چه کومے محکمے دی، آفرین ورکوم د هغے اهلکارو ته، نه دا چه دا عوامی بجټ دے، دا جمهوری بجټ نه دے ځکه چه څومره چه کسے ټول د غلطو نه ډک بجټ دے۔ جناب والا، آئی ډی پیز صوابی، مردان خبره کیږی جی، زهٔ قسم خورم چه راشه تهٔ زمونږ ضلعے ته، د وزیرستان آئی ډی پیز، د ایف آر بنوں آئی ډی پیز، عدنان خان حلقه، کور کور کبنے آئی ډی پیز دیره دی۔ آیا یو وزیر، یو د سرکاری حکومت اهلکار هلته لاړو، هلته ئے د چا پوښتنه اوکړه، یو کلو اوړه ئے هلته اوړی دی؟ جناب،

ایک آواز: اردو میں۔۔۔۔۔

ملک قاسم خان خٹک: سر، اردو، خیر دے دا د پختونخوا اسمبلئ ممبران دی، دلته مونږه پښتو وایو (*قہقہہ*) د پختونخوا خبرے کیږی۔

جناب سپیکر: گوره وخت د مه ضائع کوه، وخت د ختم شو۔ بس ملک صاحب، مه آوره د هغوی، ماسره خبرے کوه۔

ملک قاسم خان خٹک: جناب والا، مونږ خبره جی دا کوله چه زمونږ په کرک ضلع کبنں آئی ډی پیز د پچاس هزار نه تجاوز اوکړو او ډی سی او باقاعده رپورټونه لیږی خو اوسه پورے چا څه شے ورنکړو، نو دا ظلم نه دے؟ د سوتیلی ماں سلوک دے جناب والا۔ د دے نه بعد۔۔۔۔۔

جناب غلام محمد: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: غلام محمد صاحب، آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب غلام محمد: جی ہاں، سر۔

جناب سپیکر: غلام محمد۔

ملک قاسم خان خٹک: دا سے فوډ آئټمز کښې کیپټل اخراجات د پاره 79.7 بلین روپئ ایښې دی، زهٔ د معزز ایوان په وساطت سره د وزیر خزانه نه دا تپوس کوم چه د دې څه فائده شته؟ Budget Memorandum Vol-V، صفحه نمبر101، که چرې جې تاسو دا اوګورئ، هغه Actual point چه دې، 79.7 دې، دا فرق دې۔ د دې پته اولګی چه دا ولې؟ او جی مخکښې وو M & R Provincial Building Maintenance Cell، اوس هغې د پاره یو بله اداره چه Works and Services ده، دا سې ادارې ولې جوړوی چه هغه بیا زر ختمیږی لګیا وی، د دې څه افادیت وو؟ امن و امان د پاره جی 2009-10، مونږه 9677 ملین روپئ ایښې دی جناب والا، چه 47 فیصد د مخکښې کال نه زیاتې دی۔ آیا چه یو حکومت خپل منسټر ته تحفظ نه شی ورکولې، هغه دومره پیسې امن و امان د پاره د کیښودلو ضرورت شته؟ تاسو پخپله ورته سوچ اوکړئ چه د یو ایس پی په Protection باندې څومره، پچاس پچاس خلق ورته په روډونو کښې ولاړ وی، یو ایس ایچ او څومره؟ امن و امان باندې دا پیسې، زمونږ د پیښور څه حال دې؟ هو عالم دې، د پیښور روډونه سنسان شول، هغه ښکلې د ګلونو پیښور څه شو؟ بیا ته د امن و امان دعوې کوې چه امن و امان ته دومره پیسې ورکوې او جناب والا، آئې دن زمونږه ممبران قتل کیږی، د هغوی پښتنه شته؟ بل طرف ته جناب والا، نرسری د پاره خبره پکښې شوې ده چه مونږه 26 کروړ روپئ د نرسری د پاره ایښې دی خو دلته چه یو ګل راځی نو هغه مونږه د لاهور او د پتوکی نه راغواړو، بیا تاسو په نرسری باندې چه کوم دې، زمونږه نرسریز چرته کامیاب دی؟ سر، پولیس ایلیټ فورس1762 نوې ویکنسئ، دوئ وائی چه مونږه بندې کړې دی، دا پولیس فورس کښې دغسې ورځ په ورځ امن و امان سره بدامنی ورنه جوړیږی او امن و امان نشته۔ بیا د دې ویکنسو ضرورت څه دې؟ او بجټ چه آبی وسائل د پاره هیڅ څه څیز نشته ځکه چه په دیکښې د کرم تنګی ډیم د سره هډو ذکر نشته او د ګومل زام ډیم ذکر نشته جناب والا، او ټیوب ویلو ته

پیسے ایښودے کیږی۔ زۀ یقین درکوم جناب والا، ټیوب ویلونه د مسئلے حل نه دے چرته هم، زما په حلقه کښے پچاس ټیوب ویلونه جی خراب دی او اوسه پورے، بالکل مونږه بار بار د اپریل نه ژاړو، اوسه پورے د هغے Repair دپاره څه شے نشته۔ جناب والا، د هغے د پاره مونږه باقاعده، او بل اړخ ته جی ستاسو پړوسی صوبه پنجاب کښے، انصاف چه په کومه صوبه کښے نه وی، انصاف چه په کومه علاقه کښے نه وی، هغه وطن ختمیږی جی۔ ستا د جج څومره تنخواه ده؟ ستا د جج تیس پینتیس هزار تنخواه ده او د پنجاب صوبے د جج نوے هزار تنخواه ده نو چه چرته انصاف نه وی نو ته به څه رنګ دا شے جوړ شے؟ جناب والا، دغه نمونه-------

<u>جناب سپیکر</u>: *قاضی اسد صاحب! آپ کو ملک صاحب کی باتیں اچھی نہیں لگ رہی؟-----*

<u>قاضی محمد اسد خان</u>: جناب سپیکر-----

(شور)

<u>جناب سپیکر</u>: ملک صاحب! بس مختصر کړئ، Wind up کړه۔

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: بس جی زۀ به دا اووایم، زۀ به جی دا اووایم چه افسوس دا دے کنه چه دومره دا مونږه چه په څه لګیا یو او مونږه، چه کله دا اسمبلی جوړه شوله، په کوم انداز باندے اپوزیشن او حکومتی بینچونو د اتفاق او اتحاد خبرے کولے، "*عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم*"، تاسو پخپله جی سوچ اوکړئ-----

<u>جناب سپیکر</u>: *جی شکریہ۔*

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: زۀ چه کومے خبرے کوم په عمل، آخری زۀ په دے اشعارو ئے ختمومه جناب والا، چه:

ے تش په نامه د جمهوریت خوشے نظام به څه وی
د حرام خورو، زیاتی خورو انتظام به څه وی

اوګوره جی،

د هرے ښانګے په ښاخونو کارغان ناست دی
د دے وطن د مملکت غریب انجام به څه وی

په آخری کښے زۀ جی دا خبره درته کوم د خپلو غریبو خلقو د پاره:

ته چه زما جونګړه سوزوے کور د خپل اوسوزه
زما شړئ ستا د بخملو نه څه کمه نه ده

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ غلام محمد صاحب۔ غلام محمد صاحب! بجٹ تک محدود رکھیں اور جلدی جلدی، چائے کا مطالبہ ہو رہا ہے جی، جلدی جلدی کریں۔

جناب غلام محمد: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر، میں مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے بجٹ جیسے موضوع پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، سب سے پہلے میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک بات ذرا آپ بھی غور سے سنیں، جو لسٹ آئی ہے جس میں جو سیکرٹری صاحبان، ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈز نہیں آئے ہیں، ان کو یہ Last warning دی جاتی ہے کہ آئندہ کیلئے، یہ بجٹ سیشن ہے، اس میں اگر غیر حاضری ہوئی تو یہ اچھی نہیں تصور ہو گی۔ جی غلام محمد صاحب۔

جناب غلام محمد: جناب سپیکر، سب سے پہلے میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکومت نے۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: سر، ایک اجلاس تو ویسے ہی چل رہا ہے، [میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات) اور جناب عبدالاکبر خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے] اس اجلاس کو بھی ختم کروائیں۔

جناب سپیکر: اس کا سپیکر عبدالاکبر خان ہے۔

جناب غلام محمد: جناب سپیکر، سب سے پہلے میں حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اسی حکومت نے چترال جیسے پسماندہ، دور افتادہ علاقے کے ملازمین اور کوہستان کیلئے موجودہ مشکل حالات کے باوجود ان کی تنخواہوں کی مد میں خاطر خواہ اضافہ کیا جس کیلئے میں بہت انتہائی، نہایت ہی مشکور ہوں۔ (تالیاں) اس کے علاوہ تمام معزز ممبران کو معلوم ہے کہ موجودہ حالات میں یہ صوبہ پاکستان کی بقاء اور سلامتی کی جنگ لڑ رہا ہے جو کہ صوبے کے قلیل وسائل پر مزید بار گراں ثابت ہو رہی ہے، اس کے باوجود ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ صوبہ اس مشکل کی دلدل سے نکل آئے گا۔ (تالیاں) جناب سپیکر! میں اس صوبے کے سب سے دور افتادہ علاقے ضلع چترال کے، چترال 2 کی نمائندگی کر رہا ہوں اور اس کا رقبہ کوئی 8600 کلومیٹر ہے اور انسانوں کے دستیاب وسائل سے ابھی تک محروم چلا آ رہا ہے جی، اسلئے موجودہ بجٹ کی تجاویز کا مطالعہ میرے لئے خصوصی دلچسپی کا حامل ہے۔ جناب سپیکر، اس بجٹ کی ترتیب اور ترجیحات کے تعین پر موجودہ حالات کے برے اثرات کا ہونا قدرتی امر ہے اور اس صورتحال

سے نمٹنے کیلئے حکومت کو نئے ترقیاتی کام کرنے پڑے۔ بہر حال جو بھی ترقیاتی پروگرام سامنے آیا ہے، اس میں شامل مختلف سیکٹرز میں سکیمز کی تقسیم کو مد نظر رکھتے ہوئے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے اور خصوصی طور پر اس ایوان سے پرزور گزارش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میری گزارشات پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔ میں ارشد عبداللہ سے یہ درخواست کروں گا کہ مجھے ٹوکیں نہیں، میں اپنے علاقے کے مسائل پیش کر رہا ہوں۔ ایجوکیشن سیکٹر، بنیادی وثانوی تعلیم۔۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> وہ تو آپ شندور میلہ منعقد کر رہے ہیں، اس میں یہ مطالبات پھر پیش کریں نا۔ بجٹ پر خالی بات کریں۔

<u>جناب غلام محمد:</u> جی، جی۔ بنیادی وثانوی تعلیم کی مد میں اے ڈی پی نمبر 15، 16، 45، 46، 48، 50 کے تحت مختلف سکیموں کیلئے Block allocation میں رقم مختص کی ہے۔ اسی طرح اعلیٰ تعلیم کی مد میں اے ڈی پی نمبر 75، 78، 81 کے تحت مختلف سکیموں کیلئے Block allocation کے تحت رقم مختص کی۔ جناب سپیکر، چونکہ ماضی میں بھی اس طرح کے Block allocation ہوتے رہے ہیں، تاہم چترال کی نمائندگی اس سے محروم رہتی آئی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ چترال کی پسماندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے اوپر خصوصی توجہ دی جائے۔ ہیلتھ سیکٹر، صحت کی مد میں اے ڈی پی نمبر 131، 165، 166، 167، 198 میں بھی Block allocation کی سکیمز ہیں۔ جناب سپیکر، چونکہ چترال میں صحت کی بنیادی سہولت کا فقدان چلا آ رہا تھا، خصوصاً موجودہ آپریشن کے نتیجے میں مریضوں کو پشاور لانے اور لے جانے میں خصوصی دشواری کا سامنا ہوا اور لوگوں کو شدید پریشانیاں لاحق ہوئیں، لہذا میری گزارش یہ ہے کہ صحت کی درجہ بالا سکیم کے تحت 2009-10 میں چترال بالا PF-09 کو خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا جائے۔ Drinking Water، جناب سپیکر، یہ بات حقیقت ہے کہ خدا نے چترال کو پانی کی نعمت سے مالا مال کیا ہے، اس کے باوجود متعدد ایسے علاقے ہیں جہاں پانی کی سطح نیچے ہونے کی وجہ سے آبادی پانی کے وسائل سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر رہی ہے۔ اس طرح اکثر علاقوں میں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب محمود عالم:</u> کیا جناب سپیکر، اس طرح یہ پڑھ سکتے ہیں؟

<u>جناب غلام محمد:</u> نہیں، اس طرح نہیں، یہ پوائنٹس ہیں جی۔

<u>جناب سپیکر:</u> خیر ہے۔

جناب غلام محمد: لہذا گزارش ہے کہ چترال کے متعلقہ علاقوں میں Drinking Water Supply کو لانے کی منظوری دی جائے۔ کمیونیکیشن سیکٹر، سڑکوں اور پلوں کی بحالی اور تعمیر کی مد میں اے ڈی پی نمبر 387، 388، 329 کے تحت Block allocation ہوا ہے۔ گوکہ مشکل حالات میں اس سیکٹر میں پیسے نہیں رکھے گئے ہیں تاہم میری درخواست ہے کہ چترال میں پلوں کو تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

جناب غلام محمد: یہ ایک اور ہے، سر۔ ایک رہتا ہے، سر۔

جناب سپیکر: یہ باقی شندور میلے میں سنا دیں نا۔

جناب غلام محمد: شندور میلے میں ہم نے بہت کچھ بتایا ہے، کسی نے کچھ نہیں کہا جی۔

جناب سپیکر: اچھا، بولیں جلدی۔ لکھے ہوئے سے نہیں بولنا۔ بجٹ اجلاس ہے، دیکھو ساری میڈیا آپ کو دیکھ رہی ہے۔

جناب غلام محمد: یہ لکھا ہوا نہیں ہے سر، یہ پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں۔ پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں، سر۔

(قطع کلامی)

جناب عتیق الرحمان: ماحول کښے لږ خه۔۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: میاں صاحب! دا لږ واورئ د دے ممبر صاحب۔ جی۔

جناب غلام محمد خان: فراء زبان جو کہ ضلع چترال میں تیسری بڑی زبان ہے، میری تجویز ہے کہ اس کو کم از کم سرکاری سطح پر آٹھویں تک نصاب میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔ جاوید عباسی صاحب۔

جناب غلام محمد خان: جناب سپیکر، یہ نرسری کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر: باقی پھر کل۔ چترال میں کونسی نرسری آپ لگائیں گے، ادھر بند ہو رہی ہے؟ جی، جاوید عباسی صاحب، آپ لیٹ بھی آتے ہیں اور پھر۔۔۔۔۔

جناب غلام محمد خان: جناب، یہ ایک تجویز۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، آپ کی فرمائشیں بہت زیادہ ہو گئیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر، میں بڑا مشکور ہوں اور میں خواہش بھی رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ دوران تقریر غصہ نہیں کریں گے اور کبھی بھی ہم دیر سے نہیں پہنچے۔ یہ اسمبلی ہمیشہ دیر سے شروع ہوتی تھی اور آج ہم نے اسلام آباد سے آنا تھا اور ہمیں اسلام آباد میں داخل ہونے میں کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ لگا۔ جو میاں صاحب کی مہربانی سے پشاور میں داخل ہونے کیلئے اعلیٰ انتظامات تھے، میں اس کیلئے بھی شکر گزار ہوں۔ جناب سپیکر، یقیناً آپ کی رولنگ کا ہمیشہ ہم نے احترام کیا ہے اور آج بھی وہ احترام کرتے ہوئے انشاء اللہ میں وہ باتیں کوشش کروں گا کہ Repeat نہ کروں جو میرے آنریبل ممبران صاحبان مجھ سے پہلے کہہ چکے ہیں۔ جناب سپیکر، اللہ کا بڑا کرم ہے کہ ہر سال میں جون کا مہینہ آتا ہے اور شکر الحمد للہ Constitution میں کوئی Mandatory provision یہ رکھی گئی تھی کہ جون کے مہینے میں اجلاس ضرور بلایا جائے گا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو شاید ہمیں آپ کے دیدار کرنے میں تین چار مہینے اور لگتے اور یہ ہمیں اپنے ان دوستوں سے بات کرنے کیلئے بھی شاید تین چار اور مہینے انتظار کرنا پڑتا لیکن میں مشکور ہوں کہ یہ مہینہ آتا ہے اور یہ اجلاس ہو گیا تاکہ ہمیں اس فورم پر بات کرنے کا موقع مل سکے۔ جناب سپیکر، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بجٹ مشکل حالات میں بنایا گیا ہے، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں صوبہ سرحد کی حکومت کو کہ انہوں نے مشکل حالات میں یہاں اپنے نہ صرف حکومتی کاروبار کو Continue رکھا اور اس پر توجہ دی ہے بلکہ نامساعد اور مشکل حالات میں ہمارے اس صوبے کا جو حکومتی نظام ہے، اس کو انہوں نے برقرار رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان! جاوید صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو بڑے غور سے سنا اور آپ نہیں سن رہے ہیں ہمیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: میں ان کی توجہ خود لے لوں گا الحمد للہ تھوڑی دیر چل کے۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ یہ دوست ہم سے بچھڑے ہوئے ابھی کچھ ہفتے ہوئے تو ان کی گھٹن کا یہ اندازہ ہے۔ اگر میں ظاہر شاہ صاحب کا اور میاں افتخار صاحب کا دل چیر کر دیکھوں تو شاید وہاں کتنی زیادہ گھٹن ہو گی۔ میں صرف عبدالاکبر خان کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ:

ے   بس یہی بات ہے اچھی میرے ہرجائی کی   وہ جہاں بھی گیا لوٹا تو میرے پاس آیا

(نعرہ ہائے تحسین/تالیاں)

جناب سپیکر، اس سے خوبصورت بجٹ اور کیا ہو سکتا ہے اس اسمبلی کے اندر کہ جس جماعت نے یہ بجٹ تیار کیا ہے اور پیش کیا ہے، اس کے پارلیمانی لیڈر نے آج جس انداز کے ساتھ اس بجٹ پہ اعتماد کا اظہار کیا ہے، میں اس کیلئے بھی خراج تحسین اس کو پیش کرتا ہوں (تالیاں) کہ کس خوبصورتی سے اس نے اپنی حکومت کے بنائے ہوئے بجٹ کی ایک ایک بات اس سارے ایوان کے سامنے رکھی ہے اور یقیناً وہ بات سچ تھی اور حق کی تھی۔ میں اس وقت بھی اس دوست سے کہتا تھا کہ تمہارا گزارا زیادہ دیر ان کرسیوں میں نہیں ہو گا، یہاں ہی تمہارا گزارا ہے اور ہم تمہارا انتظار کرتے ہیں۔ میں انشاء اللہ آج تقریر کے بعد امید رکھتا ہوں کہ یہ واپس ہمارے درمیان آنے والا ہے انشاء اللہ۔۔۔۔(تالیاں)

جناب سپیکر: جاوید صاحب! جمہوریت کی اصل روح یہی ہے، ابھی ذرا بجٹ پر آ جائیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: میں آج اس سے بھی زیادہ خراج تحسین جناب سپیکر، آپ کو بھی پیش کرتا ہوں اس ایوان کے توسط سے کہ آپ نے بھی آج ہمیں اپنے کردار کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا کہ صرف آپ ربڑ سٹمپ بن کر اس اسمبلی کے اندر مت بیٹھیں، اگر یہ بجٹ آپ کی نظر میں ٹھیک نہیں ہے، جس طرح عبدالاکبر خان اور چمکنی صاحب نے پیش کیا ہے تو آپ نے آئین کے اس آرٹیکل کی طرف اس پورے ہاؤس کی توجہ دلائی ہے کہ ہم اس کی طرف بھی انشاء اللہ آ جائیں اور مجھے یقین ہے کہ آج ہمیں کوئی اس طرح سے نہیں دیکھے گا کہ حکومت سے اس کا تعلق ہے یا اپوزیشن سے۔ آج آپ نے جس طرف توجہ دلائی ہے جناب سپیکر، انشاء اللہ اس طرف بھی مجھے یقین ہے کہ میرے دوست ضرور غور فرمائیں گے۔ جناب سپیکر، میرے دوستوں نے بجٹ پر بات کی ہے، جب آج میں دیکھ رہا ہوں بجٹ میں جو سب سے بڑی شاید مشکلات اسلئے بھی رہ گئی ہیں کہ یہ بجٹ جس وزیر خزانہ صاحب کو تیار کرنا تھا، شاید وہ بیمار ہو گئے ہیں اور جس صاحب کے حوالے کیا گیا ہے، میرا خیال ہے کہ ان کو شاید اتنا موقع نہیں مل سکا۔ جناب سپیکر، جس دن، پہلے دن یہ کتاب میں نے بجٹ کی دیکھی، اس دن چونکہ پوائنٹ آف آرڈر Allow نہیں تھا اور میں نے آپ کو تکلیف نہیں دی، اسلئے اس کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں چلا کہ کب نوٹیفیکیشن ہو گیا تھا وزیر خزانہ صاحب کا؟ ہمیں چونکہ اسمبلی میں یہ بتایا گیا تھا کہ ہمایون خان، وزیر خزانہ کی بیماری کی وجہ سے شاید اسمبلی میں جناب رحیم داد خان صاحب نے بجٹ پیش کرنا تھا لیکن جب یہ کتاب دیکھی تو پتہ چلا کہ ہمایون خان صاحب کو شاید وزارت سے فارغ کر دیا گیا اور نوٹیفیکیشن رحیم داد خان صاحب کا ہو گیا، اسلئے شاید ان کا پورا نام لکھا گیا ہے۔ اگر میں ٹھیک ہوں یا نہیں ہوں تو وزیر صاحب بتائیں گے۔ جناب سپیکر، میں فگرز سے

ثابت کر سکتا ہوں کہ یہاں کہا گیا ہے کہ یہ صرف تین ارب اور کچھ کروڑ روپے کا خسارہ ہے۔ جناب سپیکر، ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے یا جس ٹیم نے یہ بجٹ تیار کیا ہے، انہوں نے بجٹ تیار کرتے وقت سب سے زیادہ جو امید لگائی رکھی ہے، وہ جناب وفاقی حکومت سے ہے۔ وفاقی حکومت سے انہوں نے کہا کہ ہمیں مرکزی ٹیکسوں کی مد میں 67 بلین روپیہ ملے گا، تیل اور گیس کی رائلٹی میں انہوں نے 76 بلین کی امید لگائی رکھی ہے، بجلی کے خالص منافع میں انہوں نے 6 بلین کا ذکر کیا ہے جناب سپیکر، اور ایک سپیشل گرانٹ انہوں نے کہا کہ ہمیں صوبے سے ملے گی 14.8 بلین روپے آمدن کی۔ جناب سپیکر، جتنے بھی پچھلے بجٹ، اسی سال کا اور پچھلے سال کا بھی اگر دیکھ لیں تو ہمیشہ فیڈرل گورنمنٹ سے جتنی ہم نے امید لگائی ہوتی ہے، اتنے کبھی بھی پیسے ہمیں وصول نہیں ہوئے اور اس دفعہ بھی ہمارا خیال ہے کہ ایسا شاید ممکن نہیں ہوگا اور یہ آج ان سے جو امید ہے ہماری، کیونکہ اس وقت پہلی دفعہ فیڈرل گورنمنٹ نے بھی اپنا جو بجٹ تیار کیا ہے جناب سپیکر، انہوں نے بھی صرف اپنے وسائل پر، جو ان کی آمدنی ہے، اس پہ نہیں، انہوں نے پوری دنیا سے جو پیسہ ان کو آنا ہے، جو ایڈ آنی ہے اور فرینڈز آف پاکستان سے جو پیسہ آنا ہے، جو امریکہ نے پیسہ دینا ہے، جو آئی ایم ایف نے، جو ورلڈ بینک نے کہا ہوا ہے، اس کو مدنظر رکھ کر اپنا بجٹ بنایا ہے، نہ تو یہ پیسہ ان کو بروقت ملے گا اور نہ ہی جو ہم نے امید لگائی ہے، تو مجھے خدشہ ہے جناب سپیکر، کہ یہ خسارے کا بجٹ 19 ارب روپے سے شاید زیادہ ہوگا۔ ایک بہت دلچسپ بات ہے ہمارے بجٹ کی، وزیر خزانہ صاحب جو آج یہاں بیٹھے ہوئے ہیں خوش قسمتی سے، انہوں نے بار بار تعلیم کا ذکر کیا اپنی تقریر کے اندر، سات یا چھ دفعہ انہوں نے اپنی بجٹ سپیچ میں، اور یہ یقیناً یہ بہت Important بات تھی لیکن مجھے دکھ ہوا ہے جب ہم نے دیکھا ہے کہ تعلیم اور صحت، دونوں کیلئے جناب سپیکر، انہوں نے صرف 6 ارب روپیہ رکھا ہے اور پھر جب آگے جا کر ہم نے وائٹ پیپر میں دیکھا تو ایجوکیشن کیلئے شاید جو پیسہ آیا ہے، وہ تین ارب روپے سے بھی کم پیسہ رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر، ہمارے دوستوں نے بات کی ہے، کتنا بڑا صوبہ ہے یہ ہمارا، اتنے بڑے ڈیپارٹمنٹس ہیں، اس حکومت کا یہ نعرہ تھا کہ ہم نے ہاتھوں سے کلاشنکوفیں لے لی ہیں اور ہم نے ہاتھوں میں قلم دے دیئے ہیں، آج امتحان آیا ہے اس حکومت کا، جب بجٹ کا وقت آیا ہے کہ اب اپنے سکولوں کیلئے، اپنے پرائمری اور مڈل، ہائی سکول اور کالجز کیلئے کتنا پیسہ دے رہے ہیں؟ جب بجٹ دیکھا ہے جناب، آج اپ گریڈیشن جب سکولوں کی دیکھ رہے ہیں، پوری پوری یونین کونسلیں ہیں جناب، اس ہمارے صوبے کی کئی، میں بیس سے پچیس یونین کونسلوں کے نام گنوا سکتا ہوں جن میں لڑکیوں کا ایک مڈل اور

ہائی سکول نہیں ہے، وہاں ہم کس طرح کی ایجوکیشن لائیں گے؟ میری آج ریکویسٹ ہو گی جناب، جناب وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، کہ پولیس کیلئے انہوں نے 9.7 بلین روپیہ رکھا ہے، یقیناً ضرورت ہو گی، یہ حالات ایسے ہیں لیکن پولیس کی کارکردگی کو بھی میں بعد میں زیر بحث لاؤں گا کہ کیا اتنا بڑا پیسہ، اور کل جب یہاں وزیراعظم پاکستان تشریف لائے، انہوں نے 26 بلین روپے کو اناؤنس کیا ہے پولیس اور ایجنسیوں کیلئے تو میری مؤدبانہ ریکویسٹ ہو گی جناب، آپ کے توسط سے اس ہاؤس کو کہ یہ جو 9 بلین روپیہ آپ نے پولیس کیلئے رکھا ہے، چونکہ اب فیڈرل گورنمنٹ سے ایک بہت بڑی اماؤنٹ آپ کو آ گئی ہے، تو یہاں سے 10 ملین روپیہ ٹرانسفر کر کے ایجوکیشن میں رکھا جائے تاکہ ہمیں کسی ایک ایریا میں کوئی ایک مڈل سکول، کوئی دو ہائی سکول، کوئی لڑکیوں کے تین پرائمری سکولوں کیلئے جناب سپیکر، پیسہ مل سکے ورنہ تو پھر عبدالاکبر خان کی یہ بھی مہربانی ہے کہ کاش اس کا تعلق مردان سے نہ ہوتا تو آج یہ اور باتیں بھی کرتا لیکن مردان سے تعلق ہونے کی وجہ سے انہوں نے اور سچی باتیں کیں لیکن اس ایریا پہ انہوں نے بات نہیں کی ہے۔ یہ میں ان کیلئے دوبارہ چھوڑتا ہوں، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! ایک اور بڑا خرچہ جو بجٹ میں انہوں نے رکھا ہوا ہے، انہوں نے 11 بلین روپیہ متفرق اخراجات کیلئے رکھا ہے۔ اب یہ وقت آ گیا ہے کہ کھڑا ہو جائے یہ سارا ہاؤس، یہ اخراجات ان کے ہمیشہ بڑھتے رہے، پچھلے سالوں سے ان ڈیپارٹمنٹ نے جتنے پیسے ہم سے لئے تھے، اب ان کی جو ہم نے کٹ موشنز دی ہیں، اس پر بات کریں گے۔ ہمیشہ انہوں نے پیسہ بڑھایا ہے اور انہوں نے اپنا پیسہ اس سے زیادہ، اور کئی ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں جناب سپیکر، جو بالکل خرچ ہی کوئی پیسہ نہیں کر سکے۔ اس 11 بلین روپے کو اٹھا کر اس سے 9 بلین، جناب وزیر خزانہ صاحب، آپ کی توجہ چاہوں گا کہ 9 بلین یہاں سے اٹھا کر، واٹر سپلائی سکیموں کیلئے پورے صوبے میں ایک پیسہ نہیں رکھا گیا، ہماری مائیں، بہنیں، بہت دور دراز پہاڑی علاقے ہیں جناب سپیکر، وہاں چھ چھ، چار چار کلومیٹر سے آج بھی_، میں چاہوں گا جناب، کہ یہ جو منی اسمبلی قائم کی ہوئی ہے انہوں نے، یہ قاضی صاحب کئی دفعہ، اور قاضی صاحب کا یہ Conduct ہے کہ As a minister یہ آپ کی بات بھی نہیں سنتے اور کوئی بات Serious نہیں لے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اور آپ کے 'گرائیں' بھی ہیں، یہ کیوں نہیں سن رہے؟

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> اگر یہ باتیں ہم نے اپنے گھر میں سنانی ہوتیں تو ہم اپنے گھر میں بیٹھ کر کرتے۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ جب کوئی آنریبل ممبر بات کر رہا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر</u>:قاضی صاحب کیوں؟

<u>قاضی محمد اسد خان(وزیر برائے اعلیٰ تعلیم)</u>: میں ان کے ہی متعلق بات کر رہا ہوں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>:آپ بات نہ کریں،آپ ہماری بات توجہ سے سنیں،اپنے وقت پر بات کریں۔

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: سر، میں ان سے Related بات کر رہا ہوں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: نہیں جی،آپ اپنے وقت پہ بات کریں۔ہم چاہتے ہیں کہ منسٹرز صاحبان ہماری باتیں سنیں،اس کا ہمیں جواب۔۔۔۔

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: جی، میں ان کو سمجھا رہا ہوں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: نہیں جی، نہیں ہمیں نہ سمجھائیں،آپ ہاؤس کو سمجھائیں گے جب وقت آئے گا۔ میں بھی سمجھوں گا انشاء اللہ آپ کی بات قاضی صاحب، لیکن ہاؤس کا ڈیکورم جناب، یہ ہے کہ جو بھی بات ممبر کر رہا ہو،اس کی بات کو توجہ سے سنا جائے۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ واٹر سپلائی کی جو اہم بات ہو رہی ہے، یہ بھی سنائیں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: میں کہہ رہا ہوں کہ پورے صوبے میں جناب، واٹر سپلائی سکیم کیلئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا اور دکھ کی بات ہے کہ سب سے زیادہ مشکلات ہیں ہمارے صوبے میں اور خود منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کہا ہے۔یہ جو متفرق اخراجات انہوں نے یہاں Show کئے ہیں 11 بلین روپیہ،یہاں سے 10 بلین اٹھانا چاہیئے جناب سپیکر، کہ جن علاقوں میں Need basis پر پانی کی سخت ضرورت ہے جناب، ان علاقوں میں واٹر سپلائی سکیمیں دی جائیں کیونکہ لوگ پانی کے بوند بوند کیلئے ترس رہے ہیں (تالیاں) تاکہ اس صوبے کے لوگوں کو یہ احساس ہو کہ جو اس اسمبلی کے ممبران جس ہاؤس میں جاتے ہیں، وہاں انصاف پہ بات سنی جاتی ہے اور جو مشکلات ہیں ہماری، وہاں پیش کرتے ہیں اور یہ بجٹ کا ڈاکومنٹ جس طرح ہی پیش ہوتا ہے، اس طرح نہیں بلکہ انشاء اللہ یہ روایت، آج مجھے یقین ہے جناب سپیکر، کہ اس دفعہ یہ Change ہو گی۔جناب سپیکر، میں چند تجاویز دوں گا۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ میں ان مشکل حالات میں صرف اسلئے نہیں کہ میں Criticize کروں، مجھے بہت خوشی ہوئی جب وزیر صاحب بجٹ پیش کر رہے تھے اور انہوں نے دو باتوں کا بہت ذکر کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ بجلی کا بہت بحران ہے اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور ڈیم ہونے چاہئیں۔ میں نے پچھلی اپنی

سپیچ میں کہا تھا جناب سپیکر، کہ بڑا بحران ہے ہمارے پورے ملک میں ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے اور سب سے زیادہ مشکلات ہیں ہمارے اپنے صوبے میں۔ جناب سپیکر، پچھلی تین دہائیوں سے کوئی ڈیم نہیں بن رہا، ہمارے ہاں جب ڈیم کا معاملہ ہوتا ہے تو سیاست شروع ہو جاتی ہے۔ ہم قربانی دینے کیلئے ابھی بھی تیار نہیں ہیں، ہمارے اندر وہ جذبہ نہیں ہے جو جذبہ پاکستان کا ہونا چاہیئے کہ As a Pakistani ہم سوچیں۔ اس وقت ہم اپنے آپ کو مختلف چھوٹے چھوٹے ایشوز میں پھنسا لیتے ہیں اور آج دیکھیں کہ پورے پاکستان میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کتنی طویل ہے اور کتنے سارے علاقوں کو اس نے اپنی نذر کر رکھی ہے؟ وہ جو چھوٹے موٹے کارخانے جناب سپیکر، اس ملک میں کہیں ترقی کا پہیہ چل رہا تھا، وہ بھی اپنی جگہ رک گیا ہے۔ گھروں میں لوگوں کی کیا زندگی ہے، آپ سے بہتر اور میرے ان دوستوں سے بہتر اور کون جانتا ہے؟ جناب سپیکر، مجھے اس دن خوشی نہیں ہوئی تھی جس دن مرکزی وزیر صاحب نے کھڑے ہو کر کہہ دیا تھا، ایک ڈیم کا نام لے کر انہوں نے کہا کہ اس کو ہم نے ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا ہے۔ ہاں مجھے As a Pakistani خوشی تب ہوتی کہ وہ کہتے کہ یہ ڈیم ہم اگر نہیں بنا رہے تو اس کی جگہ دوسرا ڈیم بنا رہے ہیں اور ہم آج سے ہی اس پر کام شروع کر رہے ہیں لیکن بڑے دکھ کی بات ہے کہ وہ نہ وہ ڈیم، بھاشا ڈیم ابھی خوابوں میں ہے، میں۔۔۔۔۔

<u>میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات)</u>: جناب۔۔۔۔۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: میاں صاحب! مجھے نہ چھیڑیں نا، اس پوری بات پہ نہیں آنا چاہ رہا تھا ورنہ میں اس کے سارے بیک گراؤنڈ میں آؤں گا کہ ان ڈیموں کو روکنے کیلئے، اس سارے معاملے کو سبوتاژ کرنے کیلئے اور آج کس کو فائدہ ہوا ہے، آج کون اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے؟ آج اگر نقصان ہے تو اس پوری قوم کا نقصان ہے۔ آج پختونوں کا نقصان ہے۔ آج صوبہ سرحد کے رہنے والے لوگوں کا نقصان ہے۔ ہم سب کا نقصان ہے، اگر آج ڈیمز نہ بن سکے۔ میری جناب سپیکر، ان سے ریکویسٹ ہے اور آج ہی ریکویسٹ ہے، پنجاب گورنمنٹ، مختلف حکومتیں چھوٹے چھوٹے ڈیمز بنا رہی ہیں، ان کے پاس پیسہ بھی موجود ہے، کم از کم ہمارے اس صوبے میں الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایسی اس کی جغرافیائی پوزیشن رکھی ہے، ایسے پانی کے ذخیرے موجود ہیں کہ اگر یہ چھوٹے ڈیمز بنائیں، تین چار سو ڈیم اور سب سے اچھا علاقہ، میں نے ان کو بتایا تھا جناب، کہ آپ نے کئی دفعہ، یہاں جب ایبٹ آباد سے نتھیا گلی کی طرف جاتے ہیں، ہرنو پر، ایک رجوعیہ کے مقام پر Feasibility تیار ہے، یہاں پڑی ہوئی ہے ڈیپارٹمنٹ کے پاس جناب سپیکر، پانی موجود ہے،

پانی کا ضیاع ہو رہا ہے، ہم نے ریکویسٹ کی تھی کہ جناب، جن علاقوں میں ابھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہیں ہے، جن علاقوں میں آپ کو کوئی اور پریشانی نہیں ہے، خدا کے واسطے ان علاقوں میں ڈیمز بنائیں۔ آگے پانی کا بہت بڑا بحران ہو گا، بہت بڑے پانی کے مسائل ہوں گے۔ آج جناب سپیکر، پانی نہ ہونے کی وجہ سے ہماری زمینیں بنجر پڑی ہوئی ہیں۔ اگر صرف آج آپ کے اس بجٹ ڈاکومنٹ میں جناب سپیکر، دس ارب روپیہ آپ نے گندم کیلئے رکھا ہوا ہے جو آپ یا فیڈرل گورنمنٹ کو دیں گے یا پھر پنجاب گورنمنٹ کو دے کر خریدیں گے، اس سے بھی آپ کا کام نہیں چلے گا، آپ نے دس ارب روپیہ ان سے بھی لینا ہو گا۔ جناب سپیکر، اگر یہ معاملہ، اگر پانی کا مسئلہ حل ہو جاتا، اگر ہم اپنی زمینیں زرخیز کر لیتے تو آج ہمیں یہ دن دیکھنا نہ پڑتا، آج ہمیں گندم کیلئے بھی، ہمیں آٹے کیلئے بھی لائنوں میں کھڑا نہ ہونا پڑتا۔ ہاں، آج بھی وقت ہے کہ اگر ہم بڑے ڈیمز پر بھی توجہ دیں، وہ بھی پروجیکٹ کریں، As a Pakistani سوچنا ہو گا اب ہمیں اور چھوٹے ڈیمز جن جن جگھوں پر بن سکتے ہیں، ان پر فوری طور کام شروع ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، آج الحمدللہ صوبے میں ان لوگوں کی حکومت ہے جو مرکز میں بھی حکومت میں اپنا حصہ رکھتے ہیں۔ آج اے این پی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اگر صوبہ سرحد کے اندر ہے تو آج مرکز میں بھی یہی حکمرانی پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج اہم منصب ان کے پاس ہے۔ آج جب بجلی کے 110 بلین روپے اس صوبے کے وہاں پڑے ہوئے ہیں، یہ بھی کم تھے، ہمارا حصہ اس سے کہیں زیادہ بنتا ہے اور آج انہوں نے خود بھی کہا ہے کہ ایک سال کا چھ ارب روپے کے قریب ہے۔ جناب سپیکر، اگر سندھ حکومت کے جو کوئلے کے ذخائر تھے تھر میں، انہوں نے اس میں اپنا حصہ مانگ کر اپنا حق جتا دیا ہے اور آج انہوں نے کہا ہے کہ اس سے ہم خود کوئلہ نکالیں گے اور جو رائلٹی ہو گی، ہم خود رکھیں گے۔ اگر ہم اپنا حصہ، شاید ہماری وہ پوزیشن نہیں ہے کہ وہ ہمارے حوالے کر دیں، آج صرف اتنا ہی کافی تھا کہ ایک دفعہ چیف منسٹر صاحب کیبنٹ کو لیکر تین مہینے یا چھ مہینے پہلے گئے ہوتے، ان سے بات کرتے، انہوں نے کوئی پیسہ نہیں دیا، یہ کیس تھا جو فیڈرل گورنمنٹ کے پاس آپ نے لینا تھا۔ یہاں لاء اینڈ آرڈر کا کوئی مسئلہ نہیں تھا، یہاں جب بھی پرائم منسٹر اور صدر پاکستان سے بات کرتے وقت آپ کیلئے کوئی مشکل نہیں تھی، وہاں کسی نے بم نہیں رکھے ہوئے تھے کہ ہم اس معاملے کو بھی کہدیں کہ لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ تھا، لہذا ہم بات نہیں کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہو رہی ہے یا ہوئی ہے، لہذا جو ہمارے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے ہماری درخواست ہے کہ اگر آپ مہربانی کر کے جا کر بات نہیں کر سکتے، یہاں تو اتنا ہو گیا ہے کہ اس ملک

کے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ اگر یہاں تشریف لاتے ہیں تو صرف ان ایم پی ایز کو بلایا جاتا ہے جو ان کی پارٹیز کے ہیں، خدا کے واسطے ان کو پورے پاکستان کا پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر رہنے دیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ کل جب اس ملک کا پرائم منسٹر آیا تو آپ کو پوری صوبائی اسمبلی کے ممبران کو وہاں بلانا چاہیئے تھا، ہمیں بھی بٹھاتے وہاں، ہم بھی ان سے بات کرتے، وہ ہمارے اس ملک کے پرائم منسٹر ہیں لیکن آپ دو گٹ کی اور دو اینٹ کی اپنی مسجد ہمیشہ بنا رکھتے ہیں اور جب بھی کوئی آتا ہے، صرف اپنے مخصوص لوگوں کو بلاتے ہیں۔ اس طرح مخصوص جرگوں سے بھی یہ معاملہ آپ کا حل نہیں ہوگا۔ آپ ہمیں لے کر چلیں فیڈرل گورنمنٹ کے پاس، چلیں صدر پاکستان اور پرائم منسٹر کے پاس، ہم ان سے آپ کے حق کی بات کریں گے، ہم آپ کی وکالت کریں گے اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے، آپ آگے ہوں۔ آپ کو اگر ایک ارب روپیہ ملا، اس کو بیس دفعہ آپ نے Mention کیا ہے۔ وہ ایک ارب روپیہ کیا چیز تھی آئی ڈی پیز کیلئے؟ یہ کوئی بڑی اماؤنٹ تھی؟ آپ نے جو پیسہ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: اس پر میں ابھی آتا ہوں، سر۔ میں نے میاں صاحب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ایک بات کی ہے، ابھی میں اس پر انشاء اللہ میاں صاحب، آتا ہوں۔ جناب سپیکر، یہاں جب ایم ایم اے کی حکومت بھی تھی، جب یہاں مشکل حالات تھے، جب این جی اوز کیلئے یہاں سخت زبان بھی استعمال کی جاتی تھی، پھر بھی پوری دنیا کی این جی اوز اور ڈونرز ایجنسیز اس صوبے میں آتی تھیں، اس صوبے میں آکر ترقی کے عمل میں اپنا ہاتھ بٹاتی تھیں، بڑا پیسہ لاتی تھیں۔ بڑے منصوبے اور جو تین چار بڑی این جی اوز، جو ڈونرز یہاں تھے، وہ بھی پچھلے ڈیڑھ سالوں سے ہمیشہ کیلئے یا تو وہاں سے چلے گئے یا انہوں نے دفاتر بند کر دیئے ہیں۔ جناب سپیکر، میری یہ بھی درخواست ہو گی کہ اس صوبے میں ساری دنیا کے لوگ پیسہ Invest کرنے کیلئے آنا چاہتے ہیں، یہاں کے حالات میں، مہربانی کریں کیونکہ اپنے بجٹ سے ساری ترقی ہمارے لئے ممکن نہیں، کوئی اگر ہمارا ہاتھ بٹانے کیلئے دنیا سے آنا چاہتا ہے، یہاں کوئی ایک ایسا، حکومت کو میں یہ کہہ نہیں سکتا کہ کوئی ایسی وزارت بنائیں لیکن میں ان سے ریکویسٹ کرونگا کہ یہاں ایسے حالات بنائیں کہ پوری دنیا کو اس وقت دکھائیں کہ ہمارے کیا حالات ہیں؟ پوری دنیا سے یہاں ماشاء اللہ ٹورسٹ لوگ آنا چاہتے ہیں، جو پیسہ لائیں تاکہ ہمارے ہاں جو ترقی کا پہیہ ہے، وہ ہمیشہ کیلئے جو رک گیا ہے، وہ نہ رکے۔ جناب سپیکر، سب سے Important معاملہ جو میری نظر میں ہے اور جو بجٹ میں بھی کہا گیا ہے، وہ آئی ڈی پیز کا معاملہ

ہے۔ میں سلام پیش کرتا ہوں، اس غیر تمند صوبے کے غیر تمند لوگوں نے، دنیا میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی، صرف تیس ہزار مہاجرین جب چلے گئے تھے یورپ میں تو پورا یورپ کانپ اٹھا تھا، ان غیر تمندوں نے تیس لاکھ سے زیادہ اپنے بھائیوں کو اپنے گھروں، اپنے حجروں میں اپنی جگھوں میں رکھا ہوا ہے، میں ان کو اسلئے سلام پیش کرتا ہوں۔ وہ مردان کے ہوں، وہ چارسدہ کے ہوں، وہ جہاں جہاں کے بھی ہیں، ہمارے صوبے کے لوگ ہیں، الحمد للہ انہوں نے غیرت اور عزت کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے وہ مثال قائم کی جو مدینے میں الحمد للہ قائم ہوئی تھی جناب۔ یہ بات ٹھیک ہے، جناب، کہ جو لوگ کیمپوں میں آئے ہیں، حکومت نے بھی پوری کوشش کی ہے ان کی Look after کرنے کیلئے، وزراء صاحبان نے بھی کوشش کی ہے، ہمارے چیف منسٹر صاحب نے کی ہے، ہمارے سیکرٹری صاحبان نے بھی پوری کوشش کی ہے لیکن جناب سپیکر، یہ معاملہ ان کیلئے کافی نہیں ہے۔ آئی ڈی پیز کا بہت بڑا مسئلہ ہے، اللہ کرے، Focus کرنا چاہیئے ساری حکومت کو کہ یہ آپریشن جلد از جلد ختم ہونا چاہیئے، ان لوگوں کو اپنے گھروں میں واپس بسانا چاہیئے عزت اور احترام کے ساتھ۔ ہاں مجھے یہاں گلہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارا وہ کیس اس طرح نہیں لڑا جس طرح ہم ان سے توقع کرتے تھے۔ یہاں تیس لاکھ لوگوں سے زیادہ جناب سپیکر، ہمارے پاس اس وقت ہیں اور یہ لوگ تیس لاکھ کون ہیں؟ ان کو جناب، میں اس وقت سلام پیش کرتا ہوں کہ ان تیس لاکھ لوگوں نے اپنے باغات کی، اپنی گھر بار کی، اپنی زمینوں کی، اپنی جائیدادوں کی قربانی کے ساتھ اس ملک کے 190 ملین لوگوں کو بچایا ہے۔ جناب، یہ جنگ کسی ایک آدمی کی نہیں تھی، یہ جنگ کسی فرد کی نہیں تھی، ان غیر تمندوں نے اگر قربانی دی، اس ملک کیلئے دی، اس ملک کی Existence پر یہ قربانی دی ہے۔ میں ان کو بھی سلام پیش کرتا ہوں، لہذا اب وقت آں پہنچا کہ ہماری خواہش تھی کہ جو ہماری فوج تھی جو کہ Diplomatic فوج تھی، ہمارے جو وزیر۔۔۔۔۔

آواز: تعلیم۔۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: نہیں جی، تعلیم نہیں، تعلیم والے ادھر ہی بیٹھے ہوئے ہیں، وہ کیا ہوتے ہیں؟ فارن منسٹر صاحب جو تھے، ہمارے صدر پاکستان الحمد للہ دورے کر رہے ہیں لیکن اتنے دورے کافی نہیں ہیں، Delegations بنا کر دنیا میں بھیجے جائیں۔ دنیا کی توجہ اس دفعہ موڑی جائے یہاں کی طرف، دنیا کو بتایا جائے کہ یہ جنگ کسی ایک فرد کی نہیں ہے، یہ جنگ صرف اس صوبے کے لوگوں کی نہیں ہے، یہ جنگ صرف پاکستان کی بھی نہیں ہے، یہ میدان جنگ ہمارا علاقہ بن گیا ہے، قربانی اس صوبے کے غیر تمند دے

رہے ہیں۔ الحمد للہ اس معاملہ کو ٹھیک کرنے کیلئے بھی ہم لگ گئے ہیں لیکن ہم دنیا سے توقع کرتے ہیں، ہم پوری دنیا کی توجہ اس معاملے پر چاہتے ہیں۔ ہم ایک اس طرح جس طرح زلزلہ آیا تھا تو ایک بڑی ڈونر کانفرنس ہوئی تھی، ہماری یہ خواہش ہوگی کہ ان آئی ڈی پیز کو بسانے کیلئے ایک بہت بڑی کانفرنس ہو۔ مجھے بڑا دکھ ہوا اس ڈاکومنٹ سے کہ ہمارے صوبائی بجٹ میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ آپ نے آئی ڈی پیز کیلئے کوئی پیسہ نہیں رکھا، یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک نہیں تھا۔ آج صوبے کے بجٹ میں آئی ڈی پیز کیلئے بھی ایک بڑی رقم ہونا چاہیئے تھی۔ آپ نے صرف فیڈرل گورنمنٹ کا بار بار ذکر کیا ہے ایک ارب روپے کا، ایک ارب روپیہ کیا چیز ہے؟ ان کے نام پر اربوں ڈالر اس وقت ہمارے پاس آرہے ہیں۔ ہمیں اس پر صرف خوش فہمی نہیں ہونی چاہیئے، یہ کیس ان غیر تمندوں کا ہمیں لڑنا چاہیئے اور اربوں روپے ان کے نام پر جو آرہے ہیں، وہ ان کو ملنے چاہئیں اور جلد از جلد انہیں اپنے گھروں کو غیرت اور عزت کے ساتھ بھیجنا چاہیئے اور یہ صرف اسی صورت میں جناب سپیکر، ممکن ہوگا کہ فوج کا جو آپریشن ہوتا ہے، ہاں انہوں نے سول ایڈمنسٹریشن کی رٹ قائم کرنے کیلئے وہاں آپریشن شروع کی ہے، اب رٹ بحال کرنا، سول ایڈمنسٹریشن کے افسروں کو فوری طور پر پیش کرنا، وہاں بجلی بحال کرنا، وہاں پانی لگانا جناب، یہ حکومت کا کام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: یہ ساتھ دیں گے، یہ آگے بڑھیں گے، یہ سب کچھ چھوڑیں گے اور تیس لاکھ اپنے قابل عزت، غیر تمند بھائیوں کو جناب سپیکر، واپس بسائیں گے۔ جناب سپیکر، صرف آخری ایک بڑی تجویز ہے۔ یہ پیسے کی کہتے ہیں کہ کمی ہے، فیڈرل گورنمنٹ بھی کہتی ہے، اربوں روپیہ، 'بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام' ہے، یہ صرف کھانے پینے کے علاوہ جناب سپیکر، اور کوئی پروگرام نہیں ہے؟ یہ پروگرام، اگر میرا بھائی بھی ایم این اے ہے میری پارٹی کا، اگر اس کو ملتا ہے، پچاس پرسنٹ لوگ جو اسی دن اپنے حلقے میں پیسہ خرچ کردیتے ہیں، ان کے پاس بانٹنے کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے سپورٹروں کو، اپنے لوگوں کو یہاں جناب سپیکر، دیتے ہیں یہ پیسہ، یہ اربوں روپیہ جو ہے۔ یہ اس قوم کو ہم بھکاری بنارہے ہیں، ہزار، دو ہزار روپے دینے سے جناب سپیکر، نہ کبھی غربت ختم ہوئی ہے، نہ Good governance آئی ہے، ان چیزوں سے ہمیشہ غربت بڑھی ہے، ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ آپ چونکہ الحمد للہ اس منصب پر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، فیڈرل گورنمنٹ میں بھی آپ کی بڑی چلتی ہے اور آپ کی بات سنی جاتی ہے، یہاں مجھے یقین

ہے کہ جو حکومت میں ہمارے دوست ہیں، وہ بھی ہماری بات، یہ ان کا Related معاملہ ہے، ان کو یہ بات بتائیں کہ یہ جو اس پروگرام سے آپ اربوں اور کھربوں روپے کا پیسہ اس ملک کا ضائع کر رہے ہیں، خدا کے واسطے وہی پیسہ اگر آپ ان سکولوں کیلئے دے دیں، وہ ان واٹر سپلائی سکیموں کیلئے دے دیں، وہ ان آئی ڈی پیز کیلئے دے دیں، وہ اور اس صوبے کے بہتری کیلئے دیدیں لیکن یہ جو آپ نے ایم این ایز کو اور بعد میں ہزاروں روپیہ اگر ایم پی ایز کو، تو یہ لعنت اور برائی میں سمجھتا ہوں اس طرح انسٹی ٹیوشنز نہیں بنتے، اس طرح حکومتیں اور کمزور ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ آئندہ کیلئے اور یہ میری خواہش ہے کہ اگر ہمارے دوست ہمارا ساتھ دیں تو ہم کسی وقت ایک ریزولیوشن پیش کر دیں اور پوری صوبائی اسمبلی فیڈرل گورنمنٹ سے ریکویسٹ کرے کہ ان پیسوں کا ضیاع ہو رہا ہے، ان پیسوں سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہاں، اگر یہ پیسہ آپ اس ملک کی تعلیم کیلئے، اس ملک کی صحت کیلئے، اس ملک کی انسٹی ٹیوشنز کی بہتری کیلئے لگائیں تو تب کام ہو سکتا ہے۔ جناب سپیکر، اس دفعہ لاء اینڈ آرڈر خراب ہونے کی وجہ سے اس بجٹ کا اجلاس اگر نتھیا گلی میں ہوتا تو بجٹ میں کچھ غلطیاں جو ہیں، وہ کبھی نہ ہوتیں۔ وہاں کے موسم کا بڑا عمل دخل ہمیشہ ہوتا ہے۔ وہاں ایک ایسی جگہ ہے جو انسان کو Comfort دیتا ہے، جو اس کے ذہن کے خانے کھولتا ہے، جو اس کو آرام دیتا ہے اور تھکا ماندہ، آدمی کام کر کر کے تھکا ماندہ جب ان ہواؤں میں، جناب سپیکر، آپ کئی دفعہ تشریف لے جا کر جب واپس لاتے ہیں، لندن سے زیادہ آپ کے چہرے پر وہاں رونق ہوتی ہے جناب سپیکر، اتنا اچھا موسم ہوتا ہے کیونکہ وہاں آج۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں، اس حلقے کے عوام نے آپ کے ساتھ کیا زیادتی کی ہے؟ وہ بے چارے آرام سے بیٹھے ہیں، کیوں ان کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں؟ (قہقہے)

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: نہیں جی، نہیں، اگر آج ہم سمجھتے ہیں کہ سوات کے اندر اور ملاکنڈ کے اندر کچھ ہو رہا ہے، تو وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، ان کیلئے بھی ہمارا دل اتنا دکھتا ہے، ان کیلئے بھی ہم اسی طرح لیکن اگر یہ بجٹ اسلام آباد کی بجائے نتھیا گلی میں ہوتا تو جو آج Clerical mistakes تھیں تو شاید وہ نہ ہوتیں لیکن مجھے بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: Thank you ji, thank you.

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: بس جناب سپیکر، ایک آخری بات، مجھے یقین ہے کہ آپ ایک آخری بات سنیں گے۔ چونکہ میں نے یہ اس کے بیک گراونڈ میں بات کی ہے جناب سپیکر، میں نے پچھلی مرتبہ آپ سے یہاں ریکویسٹ کی تھی کہ وہ آپ کی پراونشل گورنمنٹ کا 'سمر ہیڈ کوارٹر' ہے جناب۔ وزیر اعلیٰ صاحب

جاتے ہیں، گورنر صاحب جاتے ہیں، جناب سپیکر، آپ جاتے ہیں، ہمارے سینیئر منسٹرز صاحبان جاتے ہیں۔ پورا سوات کا علاقہ، پورا علاقہ جہاں ٹورسٹ جایا کرتے تھے، وہاں آج آگ کی اور خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے، وہاں پچھلے پانچ سال سے کوئی نہیں جاسکا۔ اس علاقے میں لوگ جاسکتے تھے، اس علاقے میں لوگ جانا چاہتے ہیں، اس پورے بجٹ میں آپ نے اس علاقے کیلئے ایک روپیہ نہیں رکھا جناب۔ جناب، ضلع ایبٹ آباد کا نام صرف دو دفعہ آیا ہے اس بجٹ میں اور دونوں دفعہ وہ یہ آیا ہے کہ On going جو سکیمیں تھیں، ان کو اس سال میں مکمل کر دیں گے۔ جناب سپیکر، آپ کے 'سمر ہیڈ کوارٹر' کے ساتھ وہ علاقہ، جہاں ایک ہسپتال ہے، جناب سپیکر، مجھے دکھ ہو گا، میں اس دن کیا Feel کرونگا جس دن آپ جیسا کوئی بڑا آدمی وہاں جائے، اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے، وہ بیمار ہو جائے اور مجھے کہا جائے اور وہاں ہمارے پاس ایک ڈاکٹر موجود نہ ہو، جناب۔ اس ہسپتال کی وہ حالت ہے، وہ کئی زمانوں سے گرا ہوا ہے۔ جناب سپیکر، میں نے یہاں کہا تھا اور آپ نے کہا بھی تھا کہ وہ نتھیا گلی جو پاکستان کی سب سے خوبصورت ویلی ہے، اس کی بہتری کیلئے ہم کریں گے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ کتنے پیار سے اپنے لئے ایک چیز مانگ رہے ہیں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> آج اس کے ہاسپیٹل کا یہ عالم ہے جناب، اور جناب سپیکر، ہمارا پورا ضلع، پورے ضلع ہزارہ کیلئے آپ نے جو بجٹ میں جناب، دو یا تین دفعہ اس کا نام آیا ہے، ہمارے ساتھ Kindly وہ سلوک، جناب بشیر بلور صاحب، جناب رحیم داد صاحب، ہم توقع نہیں رکھتے کہ ہمارے ساتھ مردان والا جیسا سلوک کیا جائے، ہم توقع نہیں رکھتے کہ ہمارے ساتھ چارسدے والا سلوک کیا جائے اور ہم توقع نہیں رکھتے کہ ہمارے ساتھ پشاور والا سلوک کیا جائے، خدا کے واسطے ہمارے ساتھ صوابی والا سلوک تو ضرور کریں۔ Thank you very much, Janab Speaker۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ ایک دوسری نشست میں وزیر خزانہ صاحب، آپ Winding up speech بھی کریں گے، So the sitting is adjourned for only one hour and we will meet again at 2.30.p.m. پرانے ہال میں چائے تیار پڑی ہے، نماز بھی پڑھیں اور چائے بھی پیئیں۔

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب سپیکر:</u> جی لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: میں سب کی طرف سے جن سے میری بات ہوئی ہے، ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ پیر کو جو اجلاس کا ٹائم ہے، وہ سیکنڈ ٹائم ہو کیونکہ ہم لوگ گھروں کو جائیں گے پھر واپسی پر دیر ہو جاتی ہے، صبح آپ کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے تو پیر کو سیکنڈ ٹائم ہو۔ دوسری ریکویسٹ یہ ہے جی کہ کٹ موشنز ویسے بھی آپ نے پیر کو رکھی ہوئی ہیں اور ہم لوگوں نے تیاری بالکل نہیں کی کٹ موشنز کیلئے، یا تو آپ کہیں تو ہم واپس کر دیں گے لیکن تیاری بالکل نہیں ہے، تو اس وقت اگر بجٹ پر ہی آپ آج کا ڈیبیٹ رکھیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: سیکنڈ ٹائم سر، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی مسٹر زیاد اکرم خان درانی صاحب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: بس سیکنڈ ٹائم کی بات کر رہے ہیں لودھی صاحب۔ سیکنڈ ٹائم کو ہو جائے، پیر کو سیکنڈ ٹائم ہو جائے۔

جناب سپیکر: جاوید عباسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ نہیں، فرسٹ ٹائم میں ہونا چاہیئے (قہقہہ)۔۔۔۔۔

(شور)

آوازیں: نہیں، سیکنڈ ٹائم۔

جناب سپیکر: زیاد اکرم خان درانی۔

جناب زیاد اکرم خان درانی: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ میں آپ کا ممنوں ہوں کہ آپ نے مجھے 10-2009 کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سپیکر صاحب، بجٹ 10-2009 موجودہ اسمبلی کا دوسرا بجٹ ہے، اس سے پہلے بھی بجٹ 09-2008 پیش کیا گیا تھا اور صوبائی حکومت کے پاس انتہائی کم ٹائم تھا، دو تین مہینے مل گئے تھے اور آج یہ دوسرا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اور ایسے حالات میں پیش کیا جا رہا ہے جہاں پر ہمارے صوبے کے مالاکنڈ ڈویژن میں فوجی آپریشن کے نتیجے میں لاکھوں ہمارے پختون بھائی اپنے علاقے سے نقل مکانی کر کے مردان ڈویژن اور ضلع صوابی میں مختلف کیمپوں میں، خیموں میں دن رات گزار رہے ہیں۔ صوبائی حکومت نے اس کیلئے موجودہ بجٹ میں دو ارب روپے رکھے ہیں اور اس سے پہلے مرکزی حکومت نے بھی متاثرین کی امداد کیلئے ایک ارب روپے دیئے تھے لیکن سپیکر صاحب، یہ جو امداد ان پر خرچ کی جا رہی ہے، یہ تو ان کے کھانے کیلئے، ان کے خیموں کیلئے، چینی کیلئے اور دیگر جو بنیادی ضروریات ہیں روزمرہ کی، ان کا بندوبست، انتظام تو نہیں ہے اور اس آپریشن کے نتیجے میں حکومت پاکستان کو بیرونی

امداد کافی مل رہی ہے جو کہ پانچ بلین ڈالر اور ایک سو چوبیس ملین یورو ہے لیکن سپیکر صاحب، صوبائی حکومت کو چاہیئے، ہمارا مطالبہ ہے کہ ہم یہاں ایک قرارداد پیش کریں کہ جو امداد اس آپریشن کے نتیجے میں ہمارے ملک میں آرہی ہے، کل انہی لوگوں کو ہم نے آباد کرنا ہے، وہاں پر سینکڑوں سکول جو تباہ ہو چکے ہیں، ہسپتال تباہ ہو چکے ہیں تو مستقبل میں ان کی آبادکاری کیلئے ہم نے فنڈ کو ابھی سے ڈیمانڈ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ آپریشن تو شروع تھا لیکن تقریباً بیس دن ہو چکے ہیں کہ ہمارے جنوبی اضلاع، ضلع بنوں میں بھی آپریشن شروع ہو چکا ہے، وہاں پر کرفیو ہے۔ جانی خیل اور بکاخیل میں وہاں پر آپریشن ہو رہا ہے اور پھر بھی ہمارے ضلع بنوں میں کرفیو ہے۔ وہاں پر جو بازار ہیں، وہ بند کئے گئے ہیں، وہاں پر لوگ تکلیف میں ہیں۔ وہاں کے متاثرین جو ہیں مالاکنڈ، جانی خیل اور بکاخیل کے، وہ ہزاروں کی تعداد میں بنوں کی طرف آرہے ہیں اور صوبائی انتظامیہ پولیس کی مدد سے علاقے میں لوڈ سپیکرز پر مسجدوں میں دیگر علاقوں کو یہی پیغام دے رہی ہے کہ ان متاثرین کو آپ جگہ نہ دیں۔ ان کیلئے نہ تو ٹینٹوں کا بندوبست ہے، نہ خیموں کا ہے تو جناب سپیکر، میری حکومت سے گزارش ہے، میں مطالبہ کرتا ہوں حکومت سے کہ بنوں میں جاری آپریشن کو جانی خیل، بکاخیل میں جلد از جلد ختم ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ صوبائی بجٹ میں تعلیم اور صحت کیلئے تقریباً چھ ارب روپے رکھے گئے ہیں، میں شکریہ ادا کرتا ہوں حکومت کا کہ انہوں نے 'مفتی محمود پبلک سکول' ڈی آئی خان کیلئے پانچ کروڑ اٹھتر لاکھ روپے رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری اگلے سال 2008-09 میں جو سکیمیں تھیں ایجوکیشن کے حوالے سے، دو، دو پرائمری سکول تھے، ایک مڈل سکول تھا، ایک ہائی سکول تھا ہر ممبر کیلئے، سپیکر صاحب، ان کے ٹینڈرز اپریل میں ہو چکے ہیں تو ان پر جو کام ہوا ہے، جو فنڈز ریلیز ہوئے ہیں، تقریباً ڈی پی سی تک ان پر کام ہوا ہے، اس طرح جو ایک ہزار کمرے دیئے گئے ہیں On going schemes میں، مڈل سکول، پرائمری سکول، ہائی سکول میں، وہ انتہائی کم ہیں اور جو Location دی گئی ہے اس کے لحاظ سے اگر ہم دیکھیں تو ایک ہزار کمرے تقریباً آٹھ نو سال میں بنیں گے۔ صحت کے حوالے سے ہمارے ضلع بنوں کیلئے ایک ہی جو ہمارا ہسپتال ہے 'خلیفہ گل نواز خان میڈیکل کمپلیکس'، اس کیلئے سات کروڑ انچاس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن جو نیو سکیمز ہیں، ان میں ہمارے ڈسٹرکٹ بنوں کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سکولز تو ہم بنا رہے ہیں لیکن ان موجودہ سکولوں میں بھی سٹاف کی کمی ہے اور آج چونکہ ایجوکیشن منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے، ابھی نہیں ہیں، ہمارے۔۔۔۔۔

(شور)

آوازیں: بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب زیاد اکرم خان درانی: تو سپیکر صاحب، ہمارے ڈسٹرکٹ میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب بیٹھے ہیں، آپ جلدی جلدی سنادیں ان کو جو سنانا چاہتے ہیں۔

جناب زیاد اکرم خان درانی: دو مہینے پہلے اس میں بھرتیاں ہوئی ہیں۔ سپیکر صاحب، میں منسٹر صاحب سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ ان کو دیکھیں، اشتہار جو آیا ہوا ہے، اس میں نہ تو پوسٹوں کا ذکر ہے حالانکہ ہائی کورٹ کا Decision ہے کہ جو بھی اشتہار آئے گا، وہ اخبار میں دیا جائے گا کہ اتنی پوسٹیں ہیں، بہر حال اس میں تقریباً 107 پوسٹیں پی ایس ٹی کی ہوئی ہیں جو اشتہار میں تھیں اور اس میں 126 candidates جو ہیں، وہ بھرتی کئے گئے ہیں لیکن سپیکر صاحب، جو ان میں Break of seats ہے، ہمارے ضلع بنوں میں انچاس یونین کونسلز ہیں اور ان میں تیرہ یونین کونسلز کو ایک بھی سیٹ نہیں دی گئی اور صرف بتیس یونین کونسلوں میں یہ بھرتیاں ہوئی ہیں۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر رکن صوبائی اسمبلی، محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی ایوان میں داخل ہوگئیں)

(تالیاں)

جناب زیاد اکرم خان درانی: تو میری ایجوکیشن منسٹر سے یہی ریکویسٹ ہے کہ وہ اس پر انکوائری مقرر کریں۔ اس کے علاوہ ٹورازم میں ہماری ایک On going scheme تھی جنوبی علاقے کیلئے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج آپ کی حاضری نہیں لگی ہے نگہت بی بی، آپ بڑی لیٹ آئی ہیں۔ آج آپ کی حاضری نہیں لگے گی۔ (تالیاں)

ایک آواز: بڑی دیر کر دی مہربان آتے آتے۔

جناب زیاد اکرم خان درانی: تو 'Development of Sheikh Baden and Ali Banda Resort' سپیکر صاحب، یہ ہمارے جنوبی اضلاع کا ایک تفریحی مقام ہے جس کیلئے پچھلی حکومت نے بھی On going schemes میں پندرہ کروڑ، تئیس لاکھ روپے رکھے تھے اور اس میں تقریباً چھ کروڑ، سترہ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس مرتبہ اس کیلئے ایک لاکھ روپے موجودہ بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بجٹ میں ایگریکلچرل سائڈ پر گندم کی سبسڈی کیلئے دو ارب روپے رکھے گئے تھے، پہلے بجٹ میں بھی یہ دو ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن اگر ہم اس سے پہلے سال کو مدنظر رکھیں تو اس وقت بھی

Shortage تھی گندم کی، تو ہماری حکومت سے گزارش ہے کہ اس مرتبہ سمگلنگ کی روک تھام کیلئے اقدامات کرے شکریہ۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: انشاء اللہ، تھینک یو جی۔ عنایت اللہ جدون صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: کیا خاص بات ہوئی، نگہت اورکزئی تو بیٹھ گئی ہیں۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: پوچھیں، کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ (قہقہہ)

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: سر، انہوں نے ابھی بات کی ہے تو اس کے بارے میں، کیونکہ سر، اگر آپ کی طرف سے 'Yes' ہو جائے تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے ہاؤس کے مزاج کو دیکھتے ہوئے میں چلتا ہوں۔ بیٹھیں جی، وہ تو آپ کے موڈ کو دیکھتے ہوئے ہم چلتے ہیں۔ جی جدون صاحب۔ جدون صاحب، لسٹ کافی بڑی ہے، اب تو نگہت بی بی بھی پہنچ گئیں۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: شکریہ جناب سپیکر، میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ اس سے پہلے میرے دوستوں اور ساتھیوں نے تفصیل سے بجٹ کے اوپر بات کی، بالخصوص عبدالاکبر خان نے جو باتیں کیں اور بیرسٹر جاوید عباسی صاحب نے جو باتیں کیں، میں ان کو سیکنڈ کرتا ہوں اور ان کو Repeat نہیں کرتا لیکن میں یہ چاہونگا کہ منسٹر صاحب موصوف یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ جو باتیں انہوں نے کی ہیں، میری بھی بہت سی گزارشات وہی ہیں، کچھ باتیں اس کے علاوہ میں کرونگا اور کم سے کم وقت میں ان کو مکمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ جناب سپیکر، بجٹ، جو تھوڑا سا ہمیں موقع ملا کیونکہ ایک دن کا وقفہ تھا تو پوری تفصیل سے تو ہم دیکھ نہیں سکے لیکن جو کچھ دیکھا ہے، اس میں وہی ہوا ہے کہ جو پچھلے سال ہوا تھا بلکہ اس سے بھی برا سلوک اس سال ہمارے ساتھ ہوا ہے۔ پچھلے سال بھی ہمارا سب سے بڑا جو مطالبہ تھا، وہ یہ تھا کہ اس امبریلا سکیمز کو ہٹایا جائے اور امبریلا بجٹ نہ ہو اور Proper ایک بجٹ ہو تا کہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور ہمارے لئے کیا مختص کیا گیا ہے اور اگلے سال ہم نے کس طرح کام کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے لوگوں نے، ہمارے عوام نے، ہمارے حلقے کے لوگوں نے ہمیں جو منتخب کیا ہے تو اس مقصد کیلئے منتخب نہیں کیا کہ ہم اس عالی شان ایوان میں خالی آکر بیٹھ جائیں اور بڑی بڑی باتیں کریں، بڑی بڑی

تقریریں کریں، لوگوں کا Basic مقصد جو تھا ہمیں Elect کرنے کا، وہ یہ تھا کہ ان کے مسائل کا حل تلاش کیا جائے، ان کے مسائل میں کمی لائی جائے، ان کی زندگی کی مشکلات میں کمی لائی جائے۔ اس مقصد کیلئے لوگوں نے ایک Change لائی اور ہم لوگوں کو Elect کیا اور ہمارے لئے جو ایک ذریعہ ہے اس چیز کو کرنے کیلئے، اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے، لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے کیلئے یہ بجٹ ہوتا ہے۔ یہی سے ہمیں پیسہ ملتا ہے، اس کی Allocation ہوتی ہے اور اس Process میں ہم اپنے حلقے میں کام کرتے ہیں لیکن پچھلی دفعہ بھی امبریلا بجٹ تھا اور اس کیلئے وزیر موصوف نے اس وقت فرمایا، چونکہ دو مہینے ہو چکے تھے کہ حکومت بنی ہوئی تھی تو ہم نے بھی اس پر زیادہ بحث نہیں کی اور زیادہ اصرار نہیں کیا لیکن میں Expect کر رہا تھا کہ اس دفعہ ایک Change آئے گی اور Proper ایک بجٹ دیا جائے گا لیکن افسوس کیساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پھر دوبارہ وہی ہوا جو پہلے ہوا۔ جناب سپیکر، مجھے لگتا ہے کہ اس سال بھی ہم، جس طرح پچھلے سال بار بار چیف منسٹر صاحب کے سامنے حاضریاں دیتے رہے، سیکرٹریز کے سامنے حاضریاں دیتے رہے، منسٹرز کے سامنے حاضریاں دیتے رہے اور چکر کاٹ کاٹ کر، حاضریاں دے دے کر ہمارے جوتے بھی گھس گئے مگر ہماری نہ وہ سکیمیں ہمیں ملیں، نہ ہم کوئی کام کر سکے، نہ کچھ کر سکے اور آج مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نئی سکیموں یا نئے کاموں کے بارے میں تو اس وقت بات کریں کہ جس وقت پچھلے کام ہمارے مکمل ہو چکے ہوں۔ جناب سپیکر، اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے جو سابقہ کام ہیں، 08-2007 کی کچھ سکیمیں تھیں روڈز کی، 09-2008 کی کچھ سکیمیں تھیں روڈوں کی، وہ اسی طرح پڑی ہوئی ہیں، ان کیلئے پیسے ابھی تک Allocate نہیں ہوئے۔ جو ہمارے سکولز وغیرہ تھے، ان کے پیسوں کی کچھ قسطیں ہمیں ملی ہیں، جو سکولز بنے ہوئے ہیں، ان کیلئے بھی فنانس والے پیسے ریلیز نہیں کر رہے کہ وہاں پر استادوں کو بھرتی کیا جائے، وہاں پر سٹاف لایا جائے، ان سکولوں کو دوبارہ چلایا جائے۔ جناب سپیکر، جب آپ سکولز اور ایجوکیشن کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو میں آپ سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں، میں تو عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں، مجھے سمجھ نہیں آ رہی، اگر وزیر موصوف مجھے اس بات پر سمجھانا چاہیں تو بالکل سمجھا سکتے ہیں کہ جو سکولز ہمارے پاس Available ہیں اور میں ایبٹ آباد کے حوالے سے بات کرتا ہوں جہاں پر ایجوکیشن لیول ماشاء اللہ کافی ہائی ہے باقی صوبے کے مقابلے میں، وہاں سے جب بچے ہائی سکول سے فارغ ہو کر کالج کیلئے آتے ہیں تو میرے پاس تو وہاں پر Available دو کالجز ہی ہیں سر، اور وہاں پر اس وقت سیچویشن یہ ہے کہ 2005 کے زلزلے کے بعد جتنے بھی گرد و نواح کے

لوگ تھے، وہ سارے ایبٹ آباد میں شفٹ ہو گئے، وہاں پر ہمارے سکولز اور کالجز کے اوپر بے پناہ بوجھ پڑا، ہمارے انفراسٹرکچر کے اوپر بے پناہ بوجھ پڑا۔ اب سیچویشن یہ ہوئی ہے سر، کہ جب سے سوات کا اور مالاکنڈ کا یہ مسئلہ شروع ہوا ہے تو اٹھائیس، تیس لاکھ لوگ تو بالکل آئی ڈی پیز کی صورت میں اپنے گھروں سے بے گھر ہو چکے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایبٹ آباد میں بہت سے ایسے لوگ آکر Settle ہوئے ہیں جو کہ معاشی طور پر باقی آئی ڈی پیز کے مقابلے میں کچھ بہتر تھے، انہوں نے وہاں پر آکر اپنے لئے گھر خریدے، کرائے کے گھر لئے اور اب ان کے بچے سارے وہی سکولوں میں پڑھ رہے ہیں اور کالجز کی کمی کے باعث آج جب وہ بچے سکولوں سے فارغ ہو کر کالجز میں آتے ہیں تو ہمارے پاس میرٹ جو ہوتا ہے، وہ اتنا ہائی ہوتا ہے کہ عام بچہ وہاں پر کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے قابل نہیں۔ اگر ہم ان کیلئے Extra seats پیدا کرتے ہیں تو وہ کہاں پر لگوائیں؟ میرا جو بچیوں کا کالج ہے، آپ اگر اس میں جا کر دیکھیں تو باتھ رومز تک سیٹوں سے بھرا ہوا ہے سر، کہ ہمارے پاس جگہ کی کمی ہے، کالجز کی کمی ہے تو اسلئے مجھے بڑا افسوس ہے کہ جب ہم۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں، اس میں سیکنڈ شفٹ شروع کریں نا۔

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: سیکنڈ شفٹ بھی بھر چکی ہے، سر۔

<u>جناب سپیکر</u>: شروع ہے؟

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: شروع ہے سر، وہ بھی بھر چکی ہے، بھری ہوئی ہے۔

<u>جناب سپیکر</u>: اچھا!

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: تو پرابلم یہ ہے کہ وہاں پر اس وقت بالخصوص ایبٹ آباد شہر کے اوپر بہت زیادہ بوجھ ہے اور کالجز کا یہ حال ہے۔ ہاسپٹلز کا یہ حال ہے، ہاسپٹلز ہمارے پاس 'ایوب میڈیکل کمپلکس' ہے سر، اور اس کی Budgeting کی حالت یہ ہے کہ یہاں پر خیبر ٹیچنگ ہاسپٹل کے مقابلے میں ہم ڈبل مریض دیکھ رہے ہیں ایبٹ آباد میں_ ، سر، میں آپ کی توجہ چاہونگا، ہم ایبٹ آباد میں 'ایوب ٹیچنگ ہاسپٹل' میں خیبر ٹیچنگ کے مقابلے ڈبل مریض دیکھ رہے ہیں اور ہماری شرح اموات وہاں پر چھ سو کچھ ہے جبکہ یہاں پر دو ہزار کچھ ہے لیکن ہمارا جو بجٹ ہے، وہ آدھا ہے، ہمیں آدھا ملتا ہے خیبر ٹیچنگ کے مقابلے میں 'ایوب میڈیکل کمپلیکس' کو سر، تو اس کے اوپر بھی بہت زیادہ بوجھ پڑا ہوا ہے۔ ہمارا ڈی ایچ کیو ہاسپٹل تھا، اس کو میں نے دوبارہ Revive کیا اور اس کا نام تو رکھا گیا، ڈی ایچ کیو ہسپتال کا نام دوبارہ ہمارے ایک

بین الاقوامی لیڈر کے نام پر رکھا گیا، اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے شہیدہ کو، لیکن افسوس یہ ہے کہ نام رکھنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا، اس ہسپتال کیلئے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے، اس ہسپتال کو Develop کرنے کیلئے کوئی سسٹم نہیں Create کیا گیا۔ وہ ہمارے پاس ایک بہت بڑا اور پرانا ہسپتال ہے تو میں، وزیر موصوف یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، سینیئر منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے ریکویسٹ کرونگا کہ اس ہسپتال کے اوپر اگر اتنے بڑے نام کا بورڈ لگ گیا ہے تو اس بورڈ کے مطابق اس ہسپتال کو بھی دوبارہ چلائیں، اس کا وہ وقار اور وہ درجہ ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، پندرہ پرسنٹ Raise کی بات ہوئی ایمپلائز کی جو تنخواہیں ہیں، اس پر Already میرے دوستوں نے بات کی ہے، میں بھی ان کو سیکنڈ کرتا ہوں کہ Kindly اس کو کوئی Revise کیا جائے اور General جو Condition ہے، اس کو دیکھا جائے کیونکہ یہ پندرہ پرسنٹ جو ہوتا ہے، یہ Basic pay پر ہوتا ہے، اب جن کی Pay already کم ہے، اس کا پندرہ پرسنٹ ان کو تو تھوڑا ملے گا اور جس کی Pay already زیادہ ہے تو اس کی Percentage کے حساب سے تنخواہ اور زیادہ بڑھے گی تو یا تو اس کو Amount میں Change کریں، Fixed amount میں کریں کہ جن کی Already زیادہ تنخواہیں ہیں، جو بڑے افسران ہیں، ان کی تنخواہیں Already زیادہ ہیں تو ان کو کم اضافہ ہو اور جو غریب لوگ ہیں، ان کی تنخواہیں زیادہ بڑھیں۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر، ٹیکسز کے حوالے سے میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے کچھ ایسی چیزوں پر ٹیکسز لگا دیئے جو میری سمجھ سے بالاتر ہیں کہ ان پر کیوں ہوا؟ اس میں آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے صوبے میں اس وقت ٹورازم انڈسٹری تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ یہاں پر پہلے بہت بھرپور طریقے سے سلسلہ چل رہا تھا۔ سوات، ہزارہ اور گردونواح کے علاقوں میں لوگ جاتے تھے لیکن جب سے یہ حالات یہاں پر ایک مخصوص طرف چلے گئے تو ہماری جو ٹورازم انڈسٹری ہے، وہ Already بالکل بیٹھ چکی ہے۔ اس موقع پر Hoteling کے اوپر اور ان چیزوں کے اوپر اگر آپ ٹیکسز بڑھا دیتے ہیں، لگا دیتے ہیں تو وہ تو بالکل ختم ہو جائیں گے۔ Already وہاں پر، جس طرح نتھیا گلی، ایبٹ آباد کے ایریاز میں دو ڈھائی، تین مہینے لوگ کام کرتے ہیں اور اسی دو ڈھائی، تین مہینے کی کمائی سے پورا سال نکالتے ہیں تو Already پچھلے کئی سالوں سے وہ انڈسٹری بالکل بیٹھی ہوئی ہے، اگر آپ اس پر Further ٹیکس لگا دیں گے تو وہ تو اور ختم ہو جائیں گی انڈسٹریز، لوگوں کا Livelihood ختم ہو جائے گا۔

جناب والا، اسی طرح ایک ٹیکس ہمارا سی این جی کے اوپر لگا۔ آپ کو یاد ہوگا جب وفاقی گورنمنٹ نے کچھ دن پہلے بجٹ پیش کیا تو انہوں نے پیٹرولیم مصنوعات کے ساتھ ساتھ سی این جی پر بھی کاربن ٹیکس لگایا تھا لیکن دو دنوں کے اندر اندر انہوں نے اس کو واپس کر لیا۔ سی این جی تو ہے ہی Environmental friendly fuel اور گورنمنٹ اسے پروموٹ کر رہی ہے تو اگر سی این جی کو پیٹرولیم مصنوعات میں رکھتے ہوئے اس پر بھی آپ Further ٹیکس لگا دیتے ہیں تو وہ آپ اس کو پروموٹ تو نہیں کر رہے، آپ اس انڈسٹری کو بٹھا دیں گے اور اس وقت ہمارے صوبے میں سی این جی انڈسٹری جو ہے، وہ ریڑھ کی ہڈی کی ایک قسم حیثیت رکھتی ہے، اس پر لاکھوں لوگ Employed ہیں اور لاکھوں لوگ اس وقت اس کے ساتھ منسلک ہیں۔ بہت بڑی انڈسٹری بن چکی ہے تو اور کوئی تو یہاں پر انڈسٹری ویسے بھی نہیں چل رہی تو یہی ایک چیز ہمارے پاس رہی ہوئی ہے تو یہ بھی بالکل ختم ہو جائے گی۔ جناب سپیکر، ہمارے اس بجٹ میں ہزارہ کیلئے، میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ دو تین جگہ پر ہزارہ کا نام آیا، باقی تو مجھے بجٹ میں کہیں بھی، اگر مجھ سے غلطی ہوتی ہے تو میری تصحیح کر دیں، کوئی بھی اس کیلئے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: وہ آپ کے دوست بول چکے ہیں کافی، جاوید عباسی نے کافی بولا ہے۔

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: تو جاوید عباسی صاحب نے جس طرح بات کی، میں بھی اس کو پھر سیکنڈ کرونگا۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی۔

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: جناب والا، اس کے علاوہ Administrative expenses کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے Administrative expenses پھر اس سال بڑھا دیئے ہیں پچھلے سال کے مقابلے میں، تمام جو Productive expenses بھی آپ کے بڑھ گئے ہیں، تو اگر یہ آج ادھر سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے، ہمارے حالات خراب ہیں، ہمارے لئے مشکلات ہیں تو ساتھ آپ اپنے Non-productive expenses بڑھاتے جا رہے ہیں، تو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ کس طرح سسٹم چلے گا اور دوسرا آپ جتنے بھی، پچھلے سالوں کے بجٹ کو بھی دیکھیں، آپ نے اس میں جتنے بھی ٹارگٹس رکھے Regarding taxes اور باقی چیزوں کی Collection کے، وہ Unrealistic تھے، وہ ثابت ہو گئے۔ آج اگر آپ کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو اس میں آپ کو نظر بھی آ جائے گا کہ وہ سارا کچھ Unrealistic تھا۔ جناب والا، مجھے پھر نظر آ رہا ہے کہ اس بجٹ میں بھی جو آپ ٹارگٹس

رکھ رہے ہیں، وہ سارے Unrealistic ہیں۔ اگر آپ اپنے گھر کا یا اپنی دکان کا یا اپنی کسی کاروبار کا بھی کوئی نظام بناتے ہیں، فیزیبیلٹی بناتے ہیں، بجٹ بناتے ہیں تو اس میں سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی آمدن کیا ہے؟ اور اس کے مطابق آپ اپنے اخراجات دیکھتے ہیں۔ اگر ہم یہ سوچتے رہیں گے کہ مجھے کل آپ سپیکر صاحب، کچھ دیں گے یا کوئی اور صاحب کچھ دے گا یا پرسوں کوئی اور کچھ دے گا، اس سے میں اپنا نظام چلاؤنگا اور وہ پیسے کل مجھے نہیں ملتے تو پھر ہم کس طرح سے وہ نظام چلائیں گے؟ اور یہی پرابلم ہمارے ساتھ پچھلے سال بھی ہوا اور اس سال پھر ہم نے جو اپنے ٹارگٹس رکھے ہیں، وہ بالکل Unrealistic ہیں۔ جو وفاقی گورنمنٹ سے پیسوں کی بات ہے، چاہے وہ پاؤر کے سلسلے میں ہو یا کوئی اور ہو تو اس کیلئے اس سے بہتر موقع کونسا ہے کہ جس وقت وفاق میں بھی آپ کی گورنمنٹ ہے، صوبے میں بھی آپ کی گورنمنٹ ہے، تو میں آپ سے اپیل کرونگا کہ جس طرح جاوید عباسی صاحب نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ صدر عظیم وقار سے کچھ ٹائم لیا جائے جب وہ پاکستان کے دورے پر ہوں، عموماً وہ غیر ملکی دورے پر ہوتے ہیں تو جب وہ پاکستان کے دورے پر ہوں تو ان سے کوئی وقت لیا جائے اور ہم سارے جا کر اپنا کیس ان کے سامنے Plead کریں کہ ہمارے جو مخصوص حالات ہیں، ہم اس میں سے کوئی ایکسٹرا چیز نہیں مانگ رہے لیکن جو ہمارا حق ہے، وہ تو کم از کم ہمیں دیا جائے۔ آئی ڈی پیز کے حوالے سے جناب والا، میں عرض کرنا چاہونگا، آپ کی وساطت سے جناب سپیکر، ایک ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس چیز کا پورا ایک اکاؤنٹ بنائے، بجٹ بنائے کہ آئی ڈی پیز کیلئے کہاں کہاں سے کیا آ رہا ہے؟ کتنی Donations جمع ہو رہی ہیں، چاہے وہ باہر کے لوگ دے رہے ہیں، فرینڈز آف پاکستان دے رہے ہیں یا لوکل ہمیں جو Donations مل رہی ہیں یا باقی صوبے جو ہماری امداد کر رہے ہیں یا وفاقی گورنمنٹ جو کر رہی ہے تو اس میں جو ہماری صوبائی گورنمنٹ کا حصہ ہے، اس کی بھی وہ ساری ڈیٹیل دی جائے اور اس کے بعد یہ بتایا جائے کہ یہ پیسہ کہاں پر اور کس طرح سے خرچ کیا گیا؟ میں اس وجہ سے جناب والا، یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ اس سے پہلے ہم اس طرح کے تجربے سے، Earthquake کے دور سے گزر چکے ہیں جہاں پر اربوں روپے اور اربوں ڈالروں کی بات ہوئی لیکن اب پوزیشن یہ ہے کہ اگر آپ ایبٹ آباد جائیں تو۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اچھی تجویزیں ہیں لیکن چیف سیکرٹری کا پرانا گھر تھا، اس میں اس کی پوری ایک یونٹ بنی ہے تو Kindly آپ لوگ بھی تھوڑا سا جائیں، Elected لوگ ہیں۔۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: اچھا جی، ہمیں اس کے بارے میں علم نہیں تھا، سر۔

جناب سپیکر: اس میں خالی سرکاری افسران کو نہ چھوڑیں، حق بنتا ہے باتوں کا ہمارا، تو ہم۔۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: بالکل جائیں گے، ہمیں اس کے بارے میں علم نہیں تھا۔ آپ نے بتایا تو ہم بالکل جائیں گے، سر۔

جناب سپیکر: اچھی اچھی باتیں کر رہے ہیں لیکن عملی طور پر ہماری طرف سے کچھ وہ چیز نہیں ہو رہی ہے۔ آپ لوگوں نے شاید وہ دفتر ابھی تک دیکھا بھی نہیں ہے تو Kindly جدون صاحب، Thank you very much۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: پانچ منٹ سر، صرف پانچ منٹ سر، آپ کے صرف۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پانچ منٹ تو سارے۔۔۔۔ (قہقہہ)

جناب عنایت اللہ خان جدون: نہیں، ایک منٹ لونگا۔ سر، صرف ایک منٹ۔ یہ فگر میں نے ویسی کہی ہے۔

جناب سپیکر: جی آخری بات۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: جی آخری بات۔ جناب والا، اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری Energy resources میں پرابلم چل رہی ہے، ہمارے پاس بجلی نہیں ہے، اس کیلئے میں نے کچھ کام کیا ہے Solar energy اور Wind power کے اوپر اور میں نے کافی زیادہ کام اس کے اوپر کیا ہے۔ کچھ ایسے ادارے ہیں جو اس کے اوپر ہمارے ساتھ کام کرنا چاہ رہے ہیں، یہاں پر ہمیں وہ سروسز Provide کرنا چاہ رہے ہیں تو آج چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں تو آپ کی وساطت سے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس سلسلے میں آپ مجھ سے ملیں، ادھر میں کام کر چکا ہوں، ترکی گیا تو ادھر بات ہوئی ہے۔ آپ مجھ سے بات کریں۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: آخر میں میں آپ کا انتہائی مشکور و ممنوں ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بات کرنے کا۔

جناب سپیکر: .Thank you very much جی شازیہ اورنگزیب بی بی۔ ادھر آپ کا مائیک آن نہیں ہوگا، آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔ (قہقہہ) ادھر خیر ہے، اب آن کریں۔

Mrs. Shazia Aurangzeb Khan: Thank you Mr. Speaker, thank you very much for your generosity. I was given a chance yesterday but I

was not prepared for my speech yesterday. In fact I can <u>rapt</u> this budget speech in a minute, because this is like an old wine into a new bottle Mr. Speaker. Like the Kerry-Lugar bill which is coming into the package of the peanut, this budget is coming into a package of a chicken feet. جناب سپیکر، د چیف منسټر صاحب هغه سپیچ چه په کومه ورخ باندے هغوی اوته اغستے وو، هغه تر اوسه زما په مغزو کښے ګډیږی په کوم کښے چه ئے ډیرے غټے خبرے کړے وے چه 'خپله خاوره خپل اختیار'، او ووټ ئے اغستے وو په خپله خاوره خپل اختیار باندے او نن ئے دا حال دے چه دا اختیار د هغوی په خپل بجټ باندے هم نه دے۔ جناب سپیکر، نن خبرے کیږی د این ایف سی ایوارډ، افسوس دے چه زمونږ د دے ځائے حکومتی پارټیانے چه کومے دی، پیپلز پارټی او عوامی نیشنل پارټی، د این ایف سی ایوارډ په مطلب نه پوهیږی۔ په سندھ کښے تاسو اوګورئ چه کوم رائلټیز هغوی ته ملاویدل شروع شول، جناب په پنجاب کښ اوګورئ په ګیس او په آئل باندے هغوی ته رائلټی ملاویږی، د دے ځائے هغه شور کولو والا هغه خپله خاوره خپل اختیار په دے رائلټیز باندے نه پوهیږی۔ تر کومه پورے به مونږ خپله Dependency ښایو جناب سپیکر؟ دا Dependency که مونږ د لسو کالو نه په نورو ملکونو باندے اچولے ده او مونږ ترے قرضونه غواړو خو آیا په هغه قرضونو باندے اوسه پورے مونږه په دے ملک کښے National assets جوړ کړے شو چه مونږ اوس هم Dependency prove کوؤ لګیا یو چه 'د پاکستان فرینډز'، چه کوم فرینډشپ جوړ کړے دے، زما خیال دے چه د هغوی نه به هیڅ قرض نه ملاویږی او دا مونږ خواب و خیال کښ یو۔ جناب سپیکر، دا بجټ د غریب عوامو بجټ نه دے۔ د غریب عوامو بجټ به دا هغه وخت وو چه د لسو روپو روټئ نن دوه روپو ته راغلے وے۔ سرپلس غنمو نه باوجود زمونږ په نصیب کښے په دوه روپئ روټئ دلته په صوبه سرحد کښے نشته۔ جناب، زۀ به زیات ټائم نه اخلم جناب سپیکر، چه کومه خبره ما کول غوښتل، هغه ما اورسوله۔ I am very grateful to you for being so generous چه دوباره تاسو ما ته ټائم راکړو۔ I am being honoured by you Mr. Speaker.

<u>جناب سپیکر</u>: شکریه بی بی، Thank you very much۔ نور سحر بی بی۔

محترمہ نور سحر: شکریہ، جناب سپیکر۔ سب سے پہلے میں شروع کرتی ہوں، اپنی اپوزیشن بہن بھائیوں کیلئے ایک شعر ہے:

ے لکھ سکتے کسی کی تقدیر اگر ہم آپ کی تقدیر میں ہر خوشی لکھ دیتے
جو موڑ آپ کو کامیابی دلائے آپ کی ہر لکیر کو اس طرف موڑ دیتے

(نعرہ ہائے تحسین)

اس شعر کے ساتھ میں اپنی تقریر شروع کرتی ہوں۔ یہ میں نے شازیہ بہن کیلئے بھی کہا ہے اور سب کیلئے کہا ہے۔ سب سے پہلے میں ان مشکل حالات میں جب پاکستان اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہا ہے، ایک 'پیپلز فرینڈلی بجٹ' کیلئے میں مبارکباد پیش کرتی ہے اس فلور سے سارے ہاؤس کو اپنے عوام کیلئے، اپنے پاکستان کیلئے، خاص کر اپنے صوبے کیلئے جس میں یہ جنگ لڑی جا رہی ہے۔ کل درانی صاحب بھی کہہ رہے تھے، آج ہمارے سارے بھائی اس پر بولے ہیں کہ یہ ہوا ہے، وہ ہوا ہے۔ آخر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ پانچ سال جب آپ رہے ہیں اور اوپر سے آپ کا جو کشتی بان بیٹھا ہوا تھا اور آپ کے جو حالات تھے، کیا ہمارے حالات اس طرح ہیں، کیا ہمیں اسی طرح بجٹ پیش کرنا چاہیئے تھا، آپ کس طرح آنکھیں بند کر کے اس بجٹ کو برا کہہ رہے ہیں؟ کس طرح آپ اس بجٹ کو کہتے ہیں، ایک دو سال سے جو جنگ ہم لڑ رہے ہیں، جن کی خون کی ہولی ہم کھیل رہے ہیں، ان سے پوچھیں کہ جن کے گھر ختم ہو گئے، ان سے پوچھیں جن کی ماؤں کی گودیں خالی ہو گئی ہیں، ان سے پوچھیں کہ جو بہنیں اپنے بھائیوں کی میتوں پر رو رہی ہیں، ان سے پوچھیں کہ آج کیا ہو رہا ہے اس صوبے میں؟ صوبے میں وعدے ہم نے اس وقت کئے تھے جو ان وعدوں کا وقت تھا۔ آج ہم کوئی وعدہ نہیں کر رہے ہیں، آج ہم امن مانگ رہے ہیں، آج ہم تعلیم مانگ رہے ہیں، ہم آج ان بندوں کو واپس اپنے گھر بھیجنا چاہتے ہیں، ان بندوں کو جو ٹینٹوں میں تپتی دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج آپ کو ان کی فکر نہیں ہے، آپ کو بجٹ کی فکر ہے؟ بجٹ تب اچھا آتا جب اچھے حالات ہوتے۔ حالات ہمارے ساتھ نہیں دے رہے ہیں۔ یہ ہمیں کس سے ورثے میں ملے ہیں؟ یہ ہمیں آپ کی حکومت سے ورثے میں ملے ہیں، ہم اپنے گھروں سے یہ حالات نہیں لائے ہیں۔ دو سال میں ہمیں کیا ملا ہے؟ یہ آپ کو خوب پتہ ہے کہ ایک سال سے ہم اس کو کنٹرول کرنے کی حد تک تو کوشش کر رہے ہیں لیکن اب اس پر قابو پانا، جو کینسر پھیل جاتا ہے، اس کا علاج کرنا اتنا اسان نہیں ہوتا جس طرح آپ کہہ رہے ہیں۔ لفظوں کی ہیر پھیر تو ہو جاتی ہے، اصلیت میں کیا ہے، ہماری حکومت پر کیا گزر رہی ہے،

ہماری گورنمنٹ پر کیا گزر رہی ہے ؟ایک ایک دن،ایک ایک پل ہمارے لئے موت اور زندگی کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ہم ان بہن بھائیوں کو دیکھ رہے ہیں، ہم ان کیلئے کچھ کر نہیں سکتے۔ بجٹ کی پڑی ہے آپ کو، بجٹ ان حالات میں آ سکتا تھا؟ جو بھی آتا ہے، اس پر گورنمنٹ سے شکوہ کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے، خدانخواستہ، خدانخواستہ اگلے سال اس سے بھی زیادہ خراب بجٹ آئے تو اس کیلئے پھر آپ کیا کریں گے ؟ جس طرح حالات ہوتے ہیں، اسی طرح بات کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہم کانٹوں کے سیج پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ہم سے کھیر اور پلاؤ مانگ رہے ہیں۔ کانٹوں کی سیج پر آپ کو ہم کھیر اور پلاؤ نہیں دے سکتے۔ (تالیاں)

کل درانی صاحب بول رہے تھے، دو گھنٹے وہ لاء اینڈ آرڈر پر بولے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کا دن نہیں تھا، یہ بجٹ کا دن تھا اور جب بجٹ پر بولے تو پھر الٹا بولے، یہ کیا بات ہے ؟ایک طرف تو حالات کی آپ بات کرتے ہیں کہ حالات خراب ہیں، دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ بجٹ اچھا نہیں بنا۔ یہ دونوں کیا ایک کشتی پر سوار ہو سکتے ہیں ؟ یہ دو کشتی کی سواری نہیں ہے، یہ ایک کشتی میں ایک سواری بیٹھ سکتی ہے، دو نہیں بیٹھ سکتیں ایک وقت میں۔ ابھی میں آؤں گی تعلیم پر جو ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اچھی ماں اور اچھی اولاد اور اچھی قوم اس کے پیچھے ہوتی ہے جس قوم کے پاس تعلیم ہوتی ہے، جس کے پاس تعلیم یافتہ شعور ہوتا ہے، تعلیم یافتہ بچے ہوتے ہیں۔ یہ تعلیم ہوتی ہے ؟ یہ تو ہماری تعلیم کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ سکول تباہ ہو گئے ہیں، بچے بے گھر ہو گئے ہیں، بچے جہاں پر سکول پڑھتے تھے، ان کی چھٹیاں اگر پندرہ سے ہونی تھیں تو ان کو یکم سے چھٹیاں مل گئیں، ان کی بھی تعلیم کی بربادی ہو گئی ہے۔ یہ سارا کیا ہو رہا ہے ہمارے صوبے کے ساتھ ؟ کبھی آپ نے اس طرف خیال کیا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے ؟ آپ سوائے تنقید کے اور کچھ دیکھتے نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ہمیں یہ ورثے میں آپ کی طرف سے ملا ہے، ہم نے اپنے گھروں سے نہیں لا کر دیا ہے۔ ابھی میں بجٹ کی طرف جاؤں گی کہ ہمارے ملاکنڈ ڈویژن کے طلباء وطالبات کیلئے جو فیس معاف کیا گیا ہے اور ہاسٹل کے واجبات، میں بہت زیادہ شکر گزار ہوں کیونکہ اچھے گھرانے یا برے گھرانے لیکن یہاں پر بچوں کو جو پرابلم تھا، اس کو حکومت نے مد نظر رکھا ہے، اس کیلئے بھی میں شکر گزار ہوں اور ہمارے پسماندہ علاقوں کیلئے انہوں نے خواتین اساتذہ کیلئے ایک ہزار روپے بطور سپیشل الاؤنس جو مقرر کیا، اس کیلئے بھی میں شکر گزار ہوں اور پک اینڈ ڈراپ کیلئے بھی انہوں نے جو الاؤنس مقرر کیا ہے، اس کیلئے بھی میں شکر گزار ہوں حکومت کی اور خاصکر اپنی پراونشل حکومت کی کہ انہوں نے اس پر توجہ دی ہے۔ پوزیشن ہولڈروں کیلئے، نادار اور ذہین بچوں کیلئے وظائف مقرر کئے ہیں،

فری تعلیم،اس کیلئے بھی میں شکر گزار ہوں۔ آیا اس حکومت میں ان حالات میں سب کچھ ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی گورنمنٹ نے اپنی ہمت دکھائی۔ میں صوبائی حکومت کو داد دیتی ہوں کہ ان حالات میں اس نے ہمیں مدنظر رکھا ہے۔ اس کے بعد جان ہے تو جہان ہے، میں صحت پر آؤں گی۔ Rescue 1122 Emergency Service کے قیام کا فیصلہ ایک اچھا اقدام ہے جو کہ پہلے کسی نے اتنا اچھا اقدام نہیں کیا، آپ اس پر بھی کبھی سوچیں۔ 'بے نظیر چلڈرن کمپلیکس' ایک قابل فخر اقدام ہے جس پر میں بہت خوش ہوں اور اپنی پارٹی اور سب کی شکر گزار ہوں کہ بے نظیر نام کا کمپلیکس ہمارے صوبے میں بن گیا ہے۔ 'مدر اینڈ چائلڈ ہیلتھ کیئر سنٹرز' بن گئے ہیں، 'خیبر میڈیکل یونیورسٹی' کی عمارت کیلئے ایک سو دس ملین روپے کی فراہمی اور خیبر گرلز میڈیکل کالج ہاسٹل کی تعمیر پر میں خوشی کا اظہار کرتی ہوں کہ انہوں نے لڑکیوں کی تعلیم کیلئے بھی مواقع فراہم کئے ہیں۔ ہیپاٹائٹس سی، بی، ایڈز، ٹی بی جیسے مضر امراض کے علاج اور خاتمے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، یہ بھی بہت اچھا اقدام ہے اور ہمارے مانسہرہ ہسپتال اور بٹگرام میں لڑکیوں کے ہاسٹل کی تعمیر بھی اچھا اقدام ہے جس کو ہم Appreciate کرنے کی بجائے تنقید کر رہے ہیں۔ جو اچھے اقدام ہیں، وہ تو کسی نے نہیں یاد کئے اور تنقید یہ صبح سے لیکر ابھی تک میں سن رہی ہوں، تنقید ہی تنقید ہو رہی ہے۔ سماجی بہبود میں عورتوں کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ میں اس کو Appreciate کرتی ہوں کہ انہوں نے نئے منصوبوں، رنگ محلہ ہسپتال میں نشے کے عادی مریضوں کیلئے ماڈل ڈرگ ہیلتھ سنٹر ہسپتال کھول دیئے، پشاور میں غریب بے سہارا بچوں کی حفاظت اور کفالت کیلئے پائلٹ پراجیکٹ بھی شامل ہے۔ خواتین کی بہبود کیلئے مختص شدہ رقم کے تحت چھ سو بے سہارا خواتین کو ہنر کی تعلیم دی جائے گی اور سو کام کرنے والی خواتین کو رہائش کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ نابینا بچوں کا سکول پشاور میں قائم کیا جائے گا، سلائی کڑھائی مراکز چارسدہ، صوابی میں بھی بنائے جائیں گے۔ مصیبت زدہ خواتین کیلئے ہری پور میں دارالامان کا قیام بھی ہمارے بجٹ میں شامل ہے۔ 'چائلڈ ویلفیئر پروٹیکشن بیورو' بھی پشاور میں قائم کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ میں پولیس پر آتی ہوں۔ ان حالات میں ہماری پولیس کے ساتھ جس طرح ہوا ہے، تو میں کہتی ہوں کہ خدا کرے کہ کسی دن بھی ان کے ساتھ یہ نہ ہو جو کچھ ایک سال، دو سال میں ان کے ساتھ ہوا ہے۔ ہماری تقریباً آدھی سے زیادہ پولیس ختم ہو چکی ہے۔ کیا وہ کسی کے بیٹے نہیں تھے، کیا وہ کسی کے بھائی نہیں ہیں، کیا ان کو کسی ماں نے جنم نہیں دیا؟ ان کیلئے جو انہوں نے اقدامات کئے ہیں، اس پر مجھے سب سے زیادہ خوشی ہو رہی ہے کیونکہ سب سے زیادہ ہماری پولیس

Suffer ہوئی ہے ان حالات میں جس جگہ بھی حادثہ ہوتا ہے۔ آپ کو یاد ہے دس بارہ پولیس والے تو شروع میں مارے جاتے ہیں، دھماکہ ہوتا ہے تو پولیس جاتی ہے۔ اٹیک ہوتا ہے تو پولیس جاتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اس سے میں اتنی خوش نہیں ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ پولیس کو ملنا چاہیئے۔ ان کو ایوارڈز ملنے چاہئیں، انکی تنخواہیں بڑھانی چاہئیں اور ان کے ساتھ جتنا بھی کر سکی گورنمنٹ، میں کہتی ہوں کہ میں انکی شکر گزار رہوں گی۔ ہماری پولیس بہت Suffer ہو گئی ہے، آرمی بھی لیکن پولیس ہماری بہت زیادہ Suffer ہو گئی ہے، تو ان کیلئے جو انہوں نے کیا ہے کہ مانسہرہ میں پولیس فورس میں اضافہ کرتے ہوئے 137 آسامیوں کی منظوری دی ہے، پولیس کیلئے ٹرانسپورٹ کی خریداری کیلئے 100 ملین روپے فراہم کئے ہیں، اس کے علاوہ مشینری اور آلات کی خریداری کیلئے چار کروڑ روپے، اسلحہ کی خریداری کیلئے 31 ملین روپے دیئے ہیں، میرے خیال میں یہ اب بھی ان کیلئے کم ہیں، ان کے سپیشل ایوارڈز ہونے چاہئیں، سپیشل الاونسز ہونے چاہئیں اور ہمارے وہ شہید جو چلے گئے، ان کیلئے سپیشل پیکج کا ہونا ان پر کم ہے کیونکہ ان کے ساتھ جو ہو رہا ہے، خدا کسی بچے یا کسی ماں کے ساتھ اس طرح نہ کرے۔ روز جو ٹی وی آپ دیکھتے ہیں، مائیں روتی ہیں، کسی کے پاس دو میتیں پڑی ہوتی ہیں، کسی کے پاس چار میتیں پڑی ہوتی ہیں۔ یہ بھی مائیں ہیں، یہ بھی بہنیں ہیں، آپ ان کا بھی سوچیں۔ ابھی میں آتی ہوں لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتی ہوں کہ War affected ملاکنڈ ڈویژن کیلئے جو انہوں نے کیا ہے تو وہ تو کافی حد تک ہے۔ میں سب سے زیادہ وفاقی حکومت کا، سرحد حکومت کا اور خاص طور پر پنجاب حکومت کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں تہہ دل سے ویلکم کہا اور ہمارے ساتھ بہت کچھ مدد کر رہی ہیں، اس کیلئے میں بہت شکر گزار ہوں کہ سب سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں بڑے بھائی کی شکل میں کافی امداد بھی دی اور کافی سپورٹ بھی دی ہے۔ (تالیاں)

اب بات میں یہ کہتی ہوں کہ انسان اپنی جسم کے ہر حصے پر خفہ ہوتا ہے، ہر حصے کو بڑے آرام سے رکھتا ہے کہ کسی حصے کو تکلیف نہ ملے لیکن جو حصہ زخمی ہوتا ہے تو اسکی تو بڑی حفاظت کرتا ہے کہ اس میں Germs نہ آئے، اس پر باہر سے کوئی Dust نہ پڑے، اس پر کوئی نمک نہ چھڑکے، یہاں پر تو نمک چھڑکے جا رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ سوات کے حالات کو مد نظر رکھ کر، وہ ایک زخمی پارٹ ہو گیا ہے پاکستان کا، ملاکنڈ ڈویژن ہمارے پاکستان کا ایک زخمی حصہ ہو گیا ہے، اس کو آپ بڑی احتیاط سے رکھیں گے، اس کیلئے آپ بہت کچھ کریں گے کیونکہ وہ 100% تباہ ہو چکا ہے اور جب تک وہ 100% اپنی جگہ پر واپس نہیں آئے گا تو ہم چیختے رہیں گے، چلائیں گے کیونکہ ہم بھی ان Affectees میں آتے ہیں، ہم ان

کیلئے فلور پر بھی آواز لگائیں گے اور باہر بھی آواز لگائیں گے۔ ہمیں ان کیلئے سب کچھ چاہیئے، سکول بھی چاہیئے، گھر بھی چاہیئے، Rehabilitation بھی چاہیئے اور ابھی جو بندے ہیں، ان کیلئے سپورٹ بھی بہت چاہیئے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ابھی کافی کم ہے۔ سوات کے نونہال نوجوان آپ سے سکول، کالج اور یونیورسٹی مانگتے ہیں۔ سوات میڈیکل کالج کو واپس شفٹ کیا جائے۔ آپریشن کو تیزی سے کیا جائے تاکہ یہ لوگ گھر واپس چلے جائیں کیونکہ یہاں پر اگر ہم ان کو سونے کا نوالہ بھی دیں گے تو وہ ان کیلئے کم ہوگا۔ ان کو سونے کا نوالہ نہیں چاہیئے، ان کو اپنا گھر بار چاہیئے۔ چاہے وہ غریب ہے یا امیر ہے، وہ اپنے گھر جاکر خوشی سے رہے گا، وہ وہاں پر سکون سے رہے گا، یہاں پر انکو وہ سکون حاصل نہیں ہے، یہاں پر ان کو وہ Facility حاصل نہیں ہے جو وہاں ملتی ہے ان کو۔ وہ کہتے ہیں خدارا آپریشن کو تیز کر لیں، ان جرائم سے، ان درندوں سے ہمیں نجات دلا کر ہمیں اپنے گھروں میں واپس بھیج دیں۔ تو ہماری حکومت سے یہی درخواست ہو گی کہ جلد از جلد ان کو گھروں میں بھیج دیں تاکہ حکومت پر جو پریشر ہے، وہ بھی کم ہو جائیگا، وفاق پر جو پریشر ہے، وہ بھی کم ہو جائیگا اور وہ لوگ بھی آرام سے ہو جائیں گے۔ (تالیاں) میں آپ سے پھر بھی تقاضا اس وقت تک کرتی رہوں گی کہ جب تک میرے ڈویژن میں خواندگی کی شرح 100 % نہ ہو جائے۔ ہمیں گندم کی بجائے تعلیم چاہیئے، ملاکنڈ ڈویژن کیلئے خصوصی پیکج دیا جائے، طلباء اور طالبات کیلئے ہر Facility دی جائے۔ ملاکنڈ ڈویژن کے عوام کا ایک ہی مطالبہ ہے، امن اور تعلیم چاہیئے ہمیں، اس کے علاوہ ہمیں اور کچھ نہیں چاہیئے۔ آخر میں میں ایک شعر کہونگی، ایک پشتو کا شعر کہونگی اور ایک اردو کا:

ے زړه مے په شمار خلور ټوټے شو هره ټوټه مے دفراق ژړا کوی

ابھی ایک اردو کا شعر ہے:

ے
ہمیں ان نفرتوں کی آگ کو مل کر بجھانا ہے
ہمیں پودا ترقی کا یہیں لگانا ہے
وطن کو ٹوٹنے سے ملکر بچانا ہے

شکریہ جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محمود عالم صاحب۔

جناب محمود عالم: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ سپیکر صاحب، کہ آپ نے بجٹ کے حوالے سے بات کرنے کیلئے مجھے وقت دیا۔ الحمد للہ جو ہمارا بجٹ پیش ہوا ہے موجودہ حالات کے اعتبار سے، میں اس بجٹ کو

ایک خوش آئند بجٹ بھی کہہ سکتا ہوں اور اس کو اگر دوسرے الفاظ میں لوں تو ایک ناکام بجٹ بھی کہہ سکتا ہوں۔ (تالیاں) جناب سپیکر، میں بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں، ہمارے پارلیمانی لیڈر عبدالاکبر خان صاحب نے اور ہدایت اللہ چمکنی صاحب۔۔۔۔۔۔

آواز: ثاقب اللہ چمکنی۔

جناب محمود عالم: نے بڑی تفصیلی بات کی ہے صبح سے۔ میں بجٹ کے حوالے سے ان سے اتفاق کرتا ہوں چونکہ یہ ہمارے بڑے بھی ہیں، ہمارے پارلیمانی لیڈر بھی ہیں۔ عبدالاکبر خان صاحب اور ثاقب اللہ چمکنی صاحب تجربہ کار پارلیمنٹیریز بھی ہیں، تو اس حوالے سے میں اس کو ناکام بھی کہوں گا کیونکہ ہمارے صوبے کے حالات جو ہیں، وہ دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی ایک بات ان کو اچھی لگتی ہے اور دوسری بات ان کو اچھی لگ رہی ہے۔ آپ تو سب سے اچھے۔۔۔۔۔

جناب محمود عالم: جناب سپیکر صاحب، ہم تو دس سال سے یہ سن رہے ہیں کہ صوبہ سرحد کے حالات ٹھیک نہیں ہو رہے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہ حالات کب ٹھیک ہوں گے؟ دس سال، بارہ سال ہو گئے یقیناً، میں آپ کو یہ بات بتا رہا ہوں کہ دنیا کے اندر، انٹرنیشنل ورلڈ کے اندر پختونوں کو مارا جا رہا ہے کہیں دہشت گردی کے نام پر، کہیں کسی بہانے پر ان کو قتل کیا جا رہا ہے۔ آپ فاٹا میں دیکھیں، بلوچستان میں دیکھیں، آپ سرحد کے مختلف حصوں میں دیکھیں تو یہ سارے پختون مارے جا رہے ہیں۔ بہر صورت اگر دہشت گردی کے نام پر سپیکر صاحب، یا دہشت گردی ہو رہی ہے تو اس آپریشن میں تیزی آنی چاہیئے اور یہ آپریشن ختم ہونا چاہیئے تاکہ بے گناہ لوگ اس آپریشن میں نہ آ جائیں۔ بات میں بجٹ کے حوالے سے کر رہا تھا، موضوع دوسری طرف جا رہا ہے۔ الحمد للہ اگر بجٹ جو ہے، پچھلے سال میں نے ذکر کیا تھا اپنے ضلع کے حوالے سے اور صوبے کے حوالے سے کہ ہمارے ضلع کے اندر، ہمارے ضلع کوہستان کے اندر الحمد للہ پانچ سال سے حالات بالکل پر امن ہیں۔ آج اگر آپ کوہستان میں انکوائری کریں، ٹیم بھیجیں وہاں پر تو کوہستان میں آج چھٹا سال ہے کہ وہاں پر دہشت گردی کے نام پر کوئی پٹاخہ پھٹا نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمیں ہمارا حق پورا ملنا چاہیئے بجٹ میں۔ چونکہ کوہستان ایک پسماندہ ضلع ہے، کوہستان ایک غریب ضلع ہے، جس طرح ملاکنڈ کے لوگ متاثر ہوئے ہیں آپریشن کی وجہ سے، کوہستان کے لوگ انتہائی غریب لوگ ہیں اور انتہائی پسماندہ ہیں اور وہاں یقین کریں کہ اگر ملاکنڈ اور دیر کے لوگوں کو جو

Facilities مل رہی ہیں یعنی جو متاثر ہوئے ہیں آپریشن کی وجہ سے، یہ Facilities کوہستان والوں کو بھی ملنی چاہئیں کیونکہ کوہستان کے لوگ جو ہیں، وہاں آپ جائیں ان علاقوں کے اندر، وہاں روڈز نہیں ہیں، وہاں صحت کیلئے ہاسپٹلز نہیں ہیں، وہاں کوئی کالج نہیں ہے، وہاں پر کوئی ہیڈکوارٹر ہاسپٹل نہیں ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر کوہستان کو اس دفعہ بھی یعنی ترقیاتی کاموں سے محروم رکھا گیا تو یقیناً وہ لوگ اپنی غربت کی وجہ سے دہشت گرد بن سکتے ہیں، اپنی غریبی کی وجہ سے دہشت گرد بن سکتے ہیں۔ کوہستان کے لوگ ایسے دلیر لوگ ہیں، ایسے جراتمند لوگ ہیں کہ انہوں نے ابھی تک کسی دہشت گرد کو وہاں پہاڑوں پر سونے نہیں دیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، میں بجٹ کے حوالے سے دوسری بات یہ کررہا ہوں، بجٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں، پچھلے سال میں نے منشیات کے حوالے سے بات کی تھی، تو آج بھی کتاب دیکھ رہا تھا رات کو کہ ہمارے صوبہ سرحد کے اندر آپ دیکھیں، رات کو جب ہم جاتے ہیں تو سپین جماعت کے ساتھ جی ٹی روڈ کے اوپر لوگ، منشیات کے عادی لوگ، نوجوان نسل تباہ ہورہی ہے اور نوجوان لوگ ختم ہورہے ہیں، میرے خیال میں سب سے زیادہ، کراچی کے بعد صوبہ سرحد جو ہے، یہاں پر منشیات کا زیادہ استعمال ہو رہا ہے تو اس کیلئے بجٹ میں آپ لوگوں نے کیا رکھا ہے؟ اس کیلئے میں نے پہلے بھی کوسچن کیا تھا، ادھر گورنمنٹ کے وزیر صاحب کے پاس بھی آیا تھا اور وزیر صاحب نے پچھلے سال مجھے کہا کہ میں اس کا جواب دے دونگا۔ دیکھیں ہماری ایک وزارت ہوتی ہے، وفاقی انسداد دہشت گردی ومنشیات کی منسٹری ہوتی ہے، یہاں آپ لوگوں نے اس بجٹ کے اندر منشیات والوں کیلئے کیا رکھا ہے؟ یہ ایک بہت اہم چیز ہے۔ اگر آپریشن کیلئے جو ہم فنڈ رکھتے ہیں، یہ میں کہتا ہوں کہ وزیر اطلاعات صاحب ہمارے یہاں موجود ہیں، یہ حسینت اور یزیدیت سے کم نہیں ہے، اگر منشیات کیلئے آپ ہاسپٹلز بنائیں، منشیات والوں کا آپ لوگوں نے علاج کیا، اس کیلئے اگر آپ بجٹ میں فنڈ رکھتے ہیں تو یہ آپ یزیدیت کو شکست دے رہے ہیں، حسینیت فتح کر رہی ہے۔ تو میرے خیال میں سب سے اہم چیز منشیات ہے جس کیلئے آپ لوگوں نے بجٹ میں، میں نے رات کو دیکھا کہ کوئی چیز نہیں رکھی اور اہم شعبہ ہے تو میں سپیکر صاحب، ٹائم زیادہ نہیں لونگا کیونکہ میں نے پانچ منٹ آپ سے مانگے ہیں، تو آپ کوہستان کے حوالے سے کہ خدارا کوہستان والوں کو نہ بھولیں کیونکہ اس سے پہلے جتنی بھی گورنمنٹس آئیں، ہمارے آفتاب شیرپاؤ صاحب چیف منسٹر تھے، انہوں نے کوہستان کیلئے بہت اچھا پیکج دیا تھا۔ اس کے بعد مسلم لیگ (ن) والے آئے تو انہوں نے بہت اچھا پیکج دیا تھا۔ ایم ایم اے والوں والوں نے بہت اچھا پیکج دیا ہے اور ہم

حکومت میں رہ کر کوہستان والوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے، حکومت کی پنجوں میں رہ کر، تو میرے خیال میں یہ ہمارے لئے سب سے بڑی کمزوری ہوگی اور ہم اپنے حلقے میں جاکر بات نہیں کر سکتے ہیں کہ دو سال ہو گئے ہیں کہ آپ لوگوں کی حکومت نے کوہستان والوں کیلئے کیا پیکج دیا، کونسا سپیشل پیکج دیا ہے اس غریب صوبے کیلئے؟ تو اس کیلئے میں ریکویسٹ کرونگا کہ سپیکر صاحب، میں نے چیف منسٹر صاحب سے اور پوری صوبائی گورنمنٹ سے یہ ریکوسٹ کی تھی کہ کوہستان کیلئے ایک سپیشل پیکج کا اعلان کیا جائے اور وہاں سب سے زیادہ اہم چیز روڈز ہیں، کم از کم ہمارے کوہستان کیلئے آپ لوگ تیس کلو میٹر روڈ کا اعلان کریں بس۔ میں صوبائی گورنمنٹ سے بھی کہونگا کہ یہ ہمارے لئے کافی ہے کہ اگر آپ لوگ ہمیں تیس کلو میٹر روڈ دیتے ہیں تو یہ ہمارے کوہستان کیلئے ایک بہت بڑا پیکج ہوگا کیونکہ اس کے بغیر یقین کریں ہم وہاں لوگوں کے سامنے نہیں جاسکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ سابقہ گورنمنٹ اور سابقہ ایم پی ایز یہ پیکج لیکر لائے وہاں سے، آپ لوگ ویسے بیٹھے ہوئے ہیں اسمبلی کے اندر۔ تو اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں، اکتفا کرتا ہوں کہ میری یہ باتیں ناگوار گزرتی ہیں لیکن وہاں حلقے میں جاکر ہمیں بہت پریشانی ہوتی ہے۔ تو سپیکر صاحب، آخری ریکویسٹ یہ ہے آپ سے، چیف منسٹر صاحب سے، صوبائی گورنمنٹ سے کہ کوہستان کو نظر انداز نہ کیا جائے اور کوہستان کیلئے جس شکل میں بھی ہو، پینتیس کروڑ کے پیکج کا اعلان ہونا چاہیئے۔ والسلام۔

<u>جناب سپیکر</u>: انشاء اللہ۔ شکریہ۔ عبدالستار خان صاحب، وہ جو شکریہ آپ ادا کر رہے تھے اس سے آگے نہیں بڑھنا ہے۔ جی، عبدالستار خان صاحب۔

<u>جناب عبدالستار خان</u>: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں معذرت بھی چاہتا ہوں کہ میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ آپ نے فراخدلی کا مظاہرہ کیا اور مجھے کچھ الفاظ کیلئے اجازت دی۔ ویسے تو میں Full prepared ہوں بجٹ پر، اگر آپ کی اجازت ہو تو کچھ اپنے خیالات کو شیئر کروں۔

<u>جناب سپیکر</u>: اس پر کافی باتیں ہو چکی ہیں، آپ۔۔۔۔

<u>جناب عبدالستار خان</u>: یہ بجٹ اجلاس ہے، اس میں To the point جانا چاہیئے ہر ممبر کو اور میں کوشش کرونگا کہ To the point جاؤں۔ بات یہ ہے کہ یہ بجٹ تیار کرنا، بجٹ بنانا ایک ڈاکومنٹ ہے، اس میں خامیاں بھی ہوتی ہیں اور خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ انسان خطا کار ہے، انسان کمزور ہے، گورنمنٹ کے لحاظ سے ہم ذمہ دار نمائندے ہیں، اس لحاظ سے ہم میں کمی بھی ہوتی ہے اور خوبی بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کہ اس میں خامی بھی نہ ہو اور خوبی بھی نہ ہو۔ بہر حال اس بجٹ کو میں دو کیٹگریز میں تقسیم

کر لیتا ہوں جناب سپیکر، کہ اس میں خامیاں بھی ہیں، Merits بھی ہیں اور Demerits بھی ہیں۔ جس طرح ایک آغاز ہر چیز کا، ایک امید ہر چیز کی ایک احسن طریقے سے ہونی چاہیئے، اس بجٹ کے لحاظ سے جو خوبی نظر آتی ہے، میں اس کا پہلے ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ان جگہوں پر خوبی ہے اور گورنمنٹ کی Achievements ہیں۔ بہر حال میں مبارکباد دونگا کہ جن وسائل میں ایجوکیشن کے لحاظ سے 80% اس بجٹ میں اضافہ ہوا ہے، صحت میں 13.78 جو اضافہ ہوا ہے اور لاء اینڈ آرڈر جو ہمارا ایک مشترکہ مسئلہ اس وقت صوبے میں ہے، جو ہمارے عوام، جو ہماری گورنمنٹ Face کر رہی ہے اور پچھلے سال بھی بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ نامساعد حالات تھے، اس سال بھی بے شک اس بات کو میں مانتا ہوں آن دی فلور کہ حالات نامناسب ہیں لیکن 47% جو پولیس فورس کیلئے اضافہ ہوا ہے اور اسمیں چار ہزار، چار سو اکیس آسامیاں پیدا کی گئی ہیں، یہ ایک بہت خوش آئند بات ہے اور آن ریکارڈ بات ہے کہ پولیس کی تنخواہوں کے بارے میں میں نے اس ہاؤس میں پچھلے سال کو نسچن کی صورت میں کوشش کی تھی اور اس میں میجارٹی سے وہ بات پاس بھی ہوئی تھی اور اس سلسلے میں جو حکومت نے عملدرآمد کیا ہے اور پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے، میں گورنمنٹ کو اس پر مبارکباد دیتا ہوں۔ دوسری بات میں اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے جو Unattractive allowances میں اضافہ ہوا ہے خصوصاً کوہستان کے لحاظ سے، چترال کے لحاظ سے، تو میں پورے ہاؤس کا اور گورنمنٹ کا مشکور ہوں کہ میرے اضلاع، جو دو اضلاع ہیں، چترال اور کوہستان اس ملک کے سب سے پسماندہ اور سب سے Most backward areas declare ہوئے ہیں اور ان کیلئے انہوں نے خصوصی پیکج کا اعلان کیا ہے، اس پر میں گورنمنٹ کا مشکور ہوں۔ (تالیاں) تیسری بات جو اس پسماندہ اضلاع میں ایک ہزار روپے بطور سپیشل الاؤنسز، Pick and drop for female teachers، یہ بھی بہت خوش آئند بات ہے۔ اس سے ہمارے جو Backward اضلاع ہیں، وہ بھی مستفید ہوں گے۔ میرے خیال میں یہ بھی اس بجٹ کی نمایاں کامیابی ہے۔ دوسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتا ہوں کوہستان کے لحاظ سے کہ اس ہاؤس میں ہمارے سینیئر پارلیمنٹیرینز ہر وقت یہ بات کر رہے ہوتے ہیں، کوئی Wind power کی بات کرتا ہے، کوئی تھرمل پاور کی بات کرتا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس ملک کی ضرورت جو اس وقت ہمارا ملک Face کر رہا ہے، جو Short fall ہے انرجی کی، اس میں ہم کیوں نہ پلان کرتے ہیں، ہماری جو پوٹینشل ہے، جو میرے ڈسٹرکٹ میں پوٹینشل ہے، اس سے ہم کیوں استفادہ نہیں کرتے؟ یہ میرا بنیادی سوال ہے۔

پچھلے بجٹ اجلاس میں میں نے اس پر تفصیل سے بات کی تھی اور ہاؤس کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی، بہر حال میں مناسب سمجھونگا کہ جو ہمارے ملکی مسائل ہیں، جو ہمارے صوبے میں مسائل ہیں، جو Disputed cases ہیں، جن ڈیموں پر اختلافات ہیں، کیوں اس چیز کا ہم انتخاب نہیں کرتے ہیں کہ جہاں پر بھاشا ڈیم بن رہا ہے، جہاں پر داسو ڈیم Proposed ہے، جہاں پر سوپڑ ویلی میں پانچ سو میگاواٹ کی سمال ڈیم Proposed ہے، جہاں پر پارس ویلی میں تین سو پچاس میگاواٹ کی ایک ڈیم Proposed ہے اور پٹن کے مقام پر، دوبیر کے مقام پر آگے سومر نالہ میں تو ان چیزوں کو ہم، یہ سستہ ترین جو ہمارے پاس قدرتی وسیلہ ہے، اس ملک کے مفاد میں کیوں استعمال نہ کریں؟ یہ بنیادی سوال ہے۔ لہذا میں یہ گورنمنٹ کو مشورہ دونگا کہ ایک پلان بنائے اس ملک کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے، اس ملک کیلئے قربانی دینے کیلئے اہل کوہستان میرے خیال میں، کچھ اس کیلئے اگر ہم دیتے ہیں تو قربانی دینے کے ایک موڑ پر کھڑے ہیں جس میں کوہستان والے قربانی دیں گے اپنے بھائیوں کیلئے، صوبے کیلئے، اس ملک کیلئے، ہمارے وسائل سے، ہماری پوٹینشل سے آپ استفادہ کریں، ہم Most welcome کہیں گے آپ کو۔ دوسری بات سر، جو میں مناسب سمجھتا ہوں، جو میری کم عقل ہے، جو میری فہم ہے کہ آپ این ایف سی ایوارڈ کی بات کرتے ہیں، نیٹ ہائیڈل پرافٹ کی بات کرتے ہیں، اس میں کیوں ہمیں شامل نہیں کرتے گورنمنٹ والے؟ ہم، جو Delegation جس فورم پر جاتے ہیں، چاہے پرائم منسٹر کا ہو کہ وزیر اعظم کا، اسمیں ہماری پارٹی کو، ہمارے دیگر اپوزیشن کے پارٹی ممبران کو، جو ہمارے پارلیمانی لیڈرز ہیں، دوسرے ممبران ہیں، ہماری صلاحیتوں کو آپ کیوں نظر انداز کر رہے ہیں، کیا ہم اس میں صوبے کے مفاد کے خلاف بات کریں گے، کیا ہم اپنے بنیادی مفادات سے ہٹ جائیں گے؟ سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ یہ صوبہ بھی ہمارا ہے، جتنا درد آپ رکھتے ہیں، انشاء اللہ العزیز ہر بندہ اسی انداز میں درد رکھتا ہے اور وہ بھی اسی انداز میں سوچتا ہے، تو لہذا ہماری چاہتوں کو، ہماری خواہشوں کو، ہمارے اخلاص کو آپ اپنی اس ٹیم میں، اپنی اس چیز میں شامل کیوں نہیں کرتے؟ یہ بنیادی سوال ہے۔ کیوں اختلافات یہ پیدا ہو رہے ہیں؟ صوبے کے جو بنیادی مفادات ہیں، ہم اس میں انشاء اللہ العزیز جان پر کھیل کر Individually اور Party base پر اپنے مفادات کا تحفظ کریں گے اور اس کا جذبہ بھی رکھیں گے۔ آپ ہمیں شامل کریں انشاء اللہ العزیز ہماری Contribution آپ کے ساتھ رہے گی۔

<u>جناب سپیکر</u>: انشاء اللہ۔

جناب عبدالستار خان: دوسری بات سر، میں یہاں پر ایک بہت اہم بات اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے کہ میرے اس ڈسٹرکٹ میں اللہ تعالیٰ نے تین بڑے Recourses دیئے ہیں، ایک ہائیڈل کی جس پر میں نے بات کی، دوسرا فارسٹ کے لحاظ سے، تیسرا وائلڈ لائف کے لحاظ سے، میں جناب سپیکر، آپ کے اس ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، بہت اہم بات ہے کہ صوبہ سرحد میں بلکہ پاکستان میں جو وائلڈ لائف کے لحاظ Bio diversity ہے، اس میں تمام Species صرف ایک کوہستان میں، جو میرا حلقہ ہے، جو کوہستان کے دیگر میرے ساتھیوں کا حلقہ ہے، اس میں تمام Species وائلڈ لائف کے موجود ہیں۔ وائلڈ لائف کا Base کوہستان ہے۔ فارسٹ کے لحاظ سے پورے صوبے کا دارومدار کوہستان پر ہے۔ تو ہمارے ہاں ان دو حوالوں سے میری قوم کو ایک پریشانی ہے کہ جو مال پڑا ہوا ہے وہاں پر گزشتہ کئی سالوں سے، اس کیلئے کوئی پالیسی کو ترتیب دینا تھا جس پر فلور پر میں نے بات کی تھی اور مجھے یقین دلایا گیا تھا کہ یہ پالیسی ہوگی اور اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں گزارش کرونگا اور توجہ چاہونگا تمام سینیئرز، جو ہمارے منسٹرز ہیں، ان کی ایک کمیٹی بنی ہے، اس میں جو ہمارے لوکل لوگ جو اونرز ہیں اس جنگلات کے، ان کے مفاد میں ایک پالیسی بنائیں، ان کی رائے کو شامل کریں، We, the stakeholders، ہم ان کے نمائندے ہیں، ہماری رائے کو ترجیح دیں، ہماری قوم کی رائے کو ترجیح دیں۔ اس بنیاد پر آپ پالیسی بنائیں نہ کہ باہر کے لوگوں کے مفاد میں، ایک گزارش۔ دوسری گزارش وائلڈ کے لحاظ سے کہ اس کا بہت بڑا سکوپ ہے۔ یہ ہمارے صوبے کیلئے ایک مفید ذخیرہ ثابت ہوگا۔ ایک مفید شعبہ ہے جو ہم مستقبل میں اس پر کام کر سکتے ہیں تو کیوں ہمارے وائلڈ لائف کے شعبے میں ہمارے ضلع کو بڑے بڑے پراجیکٹ نہیں مل رہے؟ کہ ان تمام Species جو Bio diversity کے ہیں وائلڈ لائف میں، وہ ہمارے ضلع میں ہیں۔ اس پر میں گزارش کرونگا گورنمنٹ کی بنچز سے کہ اس کیلئے پورا پلان ترتیب دیں اور وائلڈ لائف کے شعبے میں کوہستان میں کام کریں۔ دنیا کے نایاب ترین پرندے جس کو ہم Trig pawn کہتے ہیں جو دنیا میں مشہور ہے، وہ ہمارے ہاں ہے جس کی نسل دنیا سے ختم ہو رہی ہے۔ دنیا کے نایاب ترین جو مارخور جس کا آپ کے بجٹ میں بھی ذکر آیا ہے تو بہت بڑا گورنمنٹ کو ایک انکم کا ذریعہ Topy hunting ہے اور ہمارے مقامی طور پر جو مارخور مارتے ہیں، وہ دو کلو گوشت کیلئے مارتے ہیں تو کیوں نہ ہم اس کو فائدہ مند بنائیں اس صوبے کیلئے، دو لاکھ کے برابر ڈالر ایک مارخور کے بدلے ملے۔ تو لہذا میں گزارش کرونگا کہ بہت بڑا سکوپ ہے میرے ضلع میں۔ اس صوبے کے لحاظ سے، اس ملک کے لحاظ سے پچیس ہزار میگاواٹ

بجلی آپ عوام کو بنا کر دے سکتے ہیں۔کیوں ہمارے پاس نہیں آتے ہو،کیوں یہ پلان نہیں ہو رہا ہے؟تو میں گزارش۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: عبدالستار خان! میں آپ سے گزارش کرونگا کہ بجٹ سیشن کے بعد آپ اور کوہستان کے یہ دو تین جو معزز اراکین ہیں، یہ سب آئیں گے اس پر Practically کچھ کریں گے، ادھر خالی باتوں سے کچھ نہیں بنے گا۔ بہتر ہو گا کہ آپ آجائیں اور اس پر بیٹھ کر بات کریں۔ شکریہ جی۔

<u>جناب عبدالستار خان</u>: ٹھیک ہے، سر۔ ان حالات میں جو بجٹ پیش ہوا ہے، میں اس کو Appreciate کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز کوہستان کے حقوق اور اس کے مفادات کا تحفظ ہو گا۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔ مولوی عبیداللہ صاحب! کچھ اگر دو دو منٹ جی، بس ابھی خیر ہے۔

<u>مولوی عبید اللہ</u>: الحمد للہ الذی ھدانا الا صراۃ مستقیم والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ میں جناب سپیکر، آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ٹائم دے دیا۔ یہ ایک رسم ہے، ایک رواج ہے پوری دنیا میں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ کیسے ٹمپریچر آپ کو معلوم ہوا کہ میں نہ چاہتے ہوئے۔۔۔۔۔

(قہقہے)

<u>مولوی عبید اللہ</u>: چونکہ چائے کے سیشن میں آپ سے بات کرنی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ کل کر لیں گے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ویسی یہ بات بتا رہا ہوں۔ بجٹ کا خسارہ، یہ بجٹ پیش ہو رہا ہے، یہ ایک رسم ہے، ایک رواج ہے۔ کسی گھر میں خاندان کا کوئی بڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر کو سنبھالنے کیلئے آمدن اور خرچ کا کوئی تخمینہ لگا لیتا ہے۔ اسی طرح ہمارے صوبے میں بھی یہ بجٹ خسارہ ہے،، بجٹ خسارہ ہم نے سات ارب روپے کا تخمینہ اپنے بجٹ سیشن میں رکھا ہے۔ اس سلسلے میں میں آپ سے معروض ہوں کہ مسائل کے ہوتے ہوئے بھی معاملات کو اچھی طرح نہ نبھانے کی وجہ سے اگر ہم خسارے کا بجٹ پیش کر لیں گے تو میرے خیال میں گھر کا جو بڑا ہو گا، وہ گھر کو اچھا نہ چلانے والا ہو گا، اس کو ہم بے مراد، بے مقصد کہہ دیتے ہیں۔ ہمارے پاس وسائل موجود ہیں، ہماری اپنی پراپرٹی جائیداد موجود ہے جو کہ ہمارا صوبہ Generate کر لیتا ہے۔ ہمارا صوبہ ان چیزوں کو مہیا کر لیتا ہے پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم بجٹ خسارے میں بناتے ہیں۔ ایک سو دس ارب روپیہ ہمارا مخصوص روپیہ ہے، ایک سو دس ارب بہت بڑی چیز ہے جو مرکز کے پاس ہمارا

ہے، اس کو حاصل نہ کر سکنے اور اس اپنے حق کو نہ چھین سکنے کے بعد ہم اپنے صوبے کے جو غریب لوگ ہیں، ان کو کہتے ہیں کہ ہم خسارے میں ہیں۔ یہ میرے خیال میں بہت بے مرادی کی بات ہے، یہ اچھی بات نہیں ہے اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ اپنے صوبے کی نمائندگی اچھی طرح نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں انتہائی مشکور ہوں، ہمارا بہت دیرینہ مطالبہ تھا کہ ہمارے کوہستان میں جو ملازمین ہیں، یہاں سے پشاور سے چلے جاتے ہیں، پورے صوبے سے چلے جاتے ہیں، بہت غریب علاقہ ہے، جانا آنا مشکل تھا، وہاں رہنے کی مشکلات تھیں، ہم لوگ ہمیشہ کہتے رہے کہ ان کو خصوصی کوئی مراعات دی جائیں۔ یہ بہت میں مشکور ہوں کہ وہاں کے ملازمین کو آپ نے، مناسب میں کہوں گا اگر اس میں اضافہ ہو تو اسی بجٹ میں آپ چار ہزار روپیہ یا تین ہزار روپیہ، پندرہ سو روپے پر وہ گزارہ نہیں کر سکتے ہیں، کم از کم دس ہزار، آٹھ ہزار، سات ہزار ہونا چاہیئے۔ جناب والا، یہ ایک مسلم بات ہے کہ ہر ایک جگہ، ہر ایک ملک میں ملک کی ترقی اور ملک کے باشندگان ملک کو سہولیات پہنچانے کیلئے سب سے اہم چیز ہے رسل و رسائل، آنا جانا، سڑکیں بنانا، گزشتہ ایک سال میں میرے حلقے میں اسی طرح، ہو سکتا ہے کہ میرے اور Colleagues کو بھی ملی ہوں، سنا ہے کہ مردان وغیرہ کو دس اور پندرہ، پندرہ کلومیٹر ملی ہیں، ہمیں چار کلومیٹر ملی ہے اور اس چار کلومیٹر کے پیسے بھی ابھی تک کوہستان کو منتقل نہیں کئے گئے ہیں۔ لوگوں نے کام کئے ہیں لیکن ان کو Salary، وہاں جو مزدوری ہے، ان کو ملی نہیں۔ یہ میں معروض ہوں کہ اسی سیشن میں جتنے پیسے ہیں، ہر ایک ضلع کو سڑکوں کی مد میں جو منظوری ہوئی ہے گزشتہ بجٹ میں، وہ ان کو ٹرانسفر کیا جائے تاکہ جو مزدور ہیں، وہ اپنا کام کر سکیں اور جو باقیماندہ کام ہے، وہ ہو سکے۔ تو میں بجائے ان چار کلومیٹر کے، اس سال تو کچھ بھی نہیں، ایک کلومیٹر بھی نہیں، بجٹ میں ایک کلومیٹر بھی نہیں لکھا ہوا، یہ ایم اینڈ آر جو ہے، یہ صوبائی حکومت کے اثاثے ہیں، تو ان کو اگر ہم نہیں بنا سکتے، ان کو بحال نہیں کر سکتے تو ان کو بناتے کیوں ہیں؟ ان کو بنانا، ان کو بحال کرنا بھی حکومت کا فرض ہے۔ ان کو بحال کرنے کیلئے مزید سڑکیں نہ دینا میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں ہے، یہ اچھی حکومت کا، آپ کی اچھی حکومت کا نمائندہ نہیں ہے۔ میں دوسری بات آپ کو اس کی اچھائی میں کہوں کہ انرجی پاور اس سال ایک محکمہ آپ لوگوں نے، ہماری حکومت انرجی پاور کے نام سے وجود میں لائی ہے، یہ اچھائی کی بات ہے۔ یہ اگر اس سے پہلے بھی ہو جاتا، میں ہمیشہ کہہ دیتا ہوں میرے سینیئر منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، انرجی کے سلسلے میں اگر ہمارا صوبہ وفاق سے اجازت لے لے کہ ہم انرجی میں پندرہ سو، دو ہزار، ڈھائی ہزار میگاواٹ اپنے صوبے

میں خود بنائیں گے، چونکہ وسائل ہمارے پاس ہیں، پانی ہمارے پاس ہے، جگہیں ہمارے پاس ہیں، زمین دینے کیلئے ہم کوہستانی غریب لوگ، جو ہمارے ممبرز ہیں، ہم تیار ہیں تو جب کالا باغ ڈیم کو ہماری صوبائی حکومت نہ بنانے کیلئے وفاقی حکومت سے منواتی ہے تو دوسری طرف یہ بات کیوں نہیں منواتی کہ ہم اپنے صوبے کے پانی سے اپنے صوبے کیلئے پندرہ سو، دوہزار میگاواٹ بجلی بنا سکیں؟ نواز شریف صاحب کے بھائی شہباز شریف صاحب بھی ہمارے جیسے ایک ممبر ہیں، وزیراعلیٰ بنے ہیں، وہ چائنا چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کے چائنا کے ساتھ صوبہ پنجاب کے معاہدات ہو جاتے ہیں زراعت کے سلسلے میں، تو کیوں نہ ہمارا فرنٹیئر، ہمارا صوبہ سرحد جو چائنا کے ساتھ حدود میں لگا ہوا ہے، وہاں جا کے یہ کریں؟ (تالیاں)

ویسے بھی ہمارے جو ابھی پٹن، میرے حلقے میں پٹن ڈیم بن رہا ہے، ایک سو تیس میگاواٹ ہم بنا رہے ہیں، ابھی وہ چائنا والے بنا رہے ہیں تو ہمارے وزیراعلیٰ صاحب، ہمارے گورنر صاحب، ہماری گورنمنٹ چائنا چلی جائے اور ان کے ساتھ معاہدہ کرے کہ ایک سو تیس میگاواٹ کی بجائے دوہزار، ڈھائی ہزار بنائے تاکہ ہماری اپنی بجلی ہوگی، سستی بجلی ہوگی۔ جب سستی بجلی ہوگی تو ہماری پروڈکشن ساری سستی ہوگی، ہمارا صوبہ ایک اچھا صوبہ ہوگا، ایک ایسا صوبہ ہوگا کہ دنیا اس کو دیکھے گی اور ہمارے لوگوں کے جو انتہائی تکلیف دہ حالات ہیں، وہ دور ہو جائیں گے۔ ہمارے چھ اعشاریہ جو زراعت کے سلسلے میں ہیں، لاکھوں ایکڑ ہمارے پاس زمینیں ہیں، جنوبی اضلاع سارے کے سارے میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے زراعت نہیں ہو سکتی، اس طرح ہمارے کوہستان میں بھی ہے۔ تو کیوں نہ ہم اپنی بجلی پیدا کر کے، اپنے دریائے سندھ سے جو ہمارے حصے کا پانی ہے، وہ پنجاب لے جا رہا ہے، وہ سندھ جا رہا ہے، ایک بوند بھی ہم استعمال نہیں کر سکتے اپنے پانی کو، اپنا پانی ہے اور ان کو دے رہے ہیں۔ اپنی بجلی ہو، اپنا پانی ہو اور اپنے ضلع میں، اپنے صوبے میں اگر ہم پیدا کر سکیں گے تو یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ کالا باغ ڈیم کو ہم نہ بنانے کیلئے کامیاب ہو جاتے ہیں تو واپڈا سے، مرکزی حکومت سے یہ مطالبہ کریں، یہ By force لے لیں کہ کیوں ہم پندرہ سو، دوہزار میگاواٹ ڈیم نہ بنائیں؟ ہاں ہمارے پاس اگر پیسے نہ ہوں، میں نے تجویز دی کہ جائیں، روڈ چائنا کے ساتھ لگائیں، وہ ویسے بھی ہماری سڑک بنا رہے ہیں، ہماری جو ابھی بن رہی ہے، ہمارے کوہستان میں، شانگلہ میں، الائی میں وہ چینلز بنا رہے ہیں تو کیوں نہ پٹن میں جو میری جگہ ہے میرا حلقہ ہے، لیو جس کا نام ہے، وہاں پہ سروے بھی متعارف ہو گئی ہے، میرے خیال میں دو تین سال میں اچھے کسی ٹھیکیدار کو بھی دے دیں گے تو وہ بھی بن سکے گا۔ میں ہمیشہ کیلئے کہتا رہا ہوں، بشیر بلور صاحب کو بھی میں نے بتا دیا ہے اور اپنی حکومت کو ہمیشہ

پارلیمانی میٹنگز میں بتاتا رہا ہوں کہ دیکھیں نا جی یہ ایسی بات نہ سوچیں کہ کچھ پانچ سال ہیں، یہ ہم بنائیں گے اور فائدہ اور کوئی لے لے گا۔ اگر ہم بنائیں گے اپنے صوبے کیلئے تو تسلی سے، اچھی نیت سے، اچھے اخلاق سے ہم پیش آئیں گے۔ اپنے صوبے کیلئے بنیادی طور پر وسائل بنائیں گے تو ہمیشہ کیلئے ہم ہوں گے، ہمیشہ کیلئے اسی صوبے کو ہم چلائیں گے اور لوگ ہمیں پسند کریں گے، ہمیں ووٹ دیں گے۔ چونکہ ہم بغیر کسی لالچ کے بے لوث محنت کرنے والے لوگ ہوں گے تو میں یہ آپ سے معروض ہوں صوبائی اسمبلی سے کہ یہ آپ ایک مضبوط قرارداد کے ذریعے اپنے مرکز سے لے لیں تاکہ ہم وہ کر سکیں۔ جناب والا، تعلیم کے سلسلے میں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، ذرا مختصر کریں۔ یہ میڈیا کے دوستوں کی طرف سے بھی چٹیں آنی شروع ہو گئی ہیں کہ انہوں نے جا کے خبریں بنوانی ہیں۔ ہم مختصر کر رہے ہیں جی۔

<u>مولوی عبید اللہ</u>: بس یہ آخری نکتہ ہے جناب۔ تعلیم سب سے اہم چیز ہے۔ تعلیم کے منسٹرز صاحبان دونوں بیٹھے ہیں لیکن میں یہ معروض ہوں، یہ تعلیم کسی آدمی کو پتلا بنانے کیلئے نہیں بنائی گئی ہے۔ یہ تعلیمی ادارہ ہے، تعلیم انسان کے اخلاق کو تبدیل کر لیتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جب سے پاکستان بنا ہے، اب تک ہمارے تعلیم یافتہ لوگ ایک معاون تو بن سکتے ہیں، ایک آلہ تو بن سکتے ہیں اور ایک مستری تو بن سکتے ہیں لیکن اچھے ایک تعلیم کے جو مقاصد ہیں، جو معیار ہے، وہ حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو معیار تعلیم ہے، جو نصاب تعلیم ہے، ہمارے ملک میں ابھی تک وہ معیار نہیں ہے جس طرح ایک تعلیم یافتہ آدمی کی ہونی چاہیئے۔ اٹھارہ اور سولہ سال لگانے کے بعد وہ تعلیم یافتہ نہیں بن سکتا ہے یا تو کوئی مزدور بن سکتا ہے اور یا کھدائی کرنے والا بن سکتا ہے یا کوئی مستری بن سکتا ہے۔ تعلیم یافتہ آدمی اس کو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے نصاب تعلیم میں غلطیاں ہیں۔ نصاب تعلیم پورے پاکستان میں ایک قسم کا ہونا چاہیئے اور اگر وہ مزدور بن سکتا ہے تو اس کو ایک عالم دین بننا چاہیئے۔ ہمارے ملک میں حکومت کی طرف سے عالم دین بننے کیلئے کوئی وسائل نہیں ہیں، کوئی رسائل نہیں ہیں۔ یہ دیکھیں، سارے اسی ادارے میں اگر ہیں تو مفتی کفایت اللہ صاحب ایک عالم دین ہیں اور ایک ممبر بھی میں ان کو کہوں گا، تو ایک قرآن مجید کی آیت اگر ان کے سامنے پیش کروں گا، وہ ترجمہ کریں گے، اس کا مطلب بتائیں گے، تو میں مطلب ہے معروض ہونگا کہ یہ افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی رقم خرچ کر کے ہم ایک آدمی کو عالم دین نہیں بنا سکتے۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ افسوس کی بات ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی یہ تجویز دی تھی کہ ہر ایک ضلع

میں جس طرح ایک کالج بنتا ہے، ہائی سکول بنتا ہے، علم کیلئے، جدید علم کیلئے ایک ادارہ مذہبی بھی بننا چاہیئے تاکہ فقط مستری اور مزدور نہ بنیں بلکہ عالم دین بھی بن سکیں۔

جناب سپیکر: جی مولوی صاحب۔

مولوی عبیداللہ: آخر میں یہ بات ہے جناب والا، کہ یہ بجٹ ملین اور بلین ڈالرز ہم پاس کر لیتے ہیں اور ہم ہاتھ پھیلا پھیلا کر، مانگ کر لوگوں سے سوال کر کے لے آتے ہیں لیکن یہاں لا کر اس پر کوئی احساس ذمہ داری نہیں ہوتی ہے، اس کو کرپشن کے حوالے کیا جاتا ہے۔ یہ تو ایک بعینہ بات ہے کہ جتنا آپ کا بجٹ ہے، اس کا بیس پرسنٹ کرپشن میں چلا جاتا ہے اور اسی پرسنٹ چلا جاتا ہے غیر کرپشن میں یعنی آپ کی مزدوری میں بیس پرسنٹ سے زیادہ کہیں بھی نہیں لگتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کرپشن کو ختم کرنے کیلئے ایک مضبوط ادارہ بنایا جائے۔ ایسا ادارہ جو خود کرپٹ نہ ہو، وہ خدا سے ڈرے اور کرپشن کو ختم کرے۔ شکریہ۔ وآخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب سپیکر: یہ اب چند معزز اراکین کی طرف سے ایک خواہش ظاہر کی گئی ہے، آپ کے ہاؤس کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ پیر کی صبح جب ہم اجلاس کو بلائیں گے تو صبح آپ کو Suit کرتا ہے یا سہ پہر کے ٹائم؟

آوازیں: سہ پہر کے ٹائم۔

جناب سپیکر: اوکے، تھینک یو۔ کیونکہ شیڈول میں آیا ہے صبح کا تو اسلئے آپ کی رائے لینی ضروری تھی۔ اچھا نگہت بی بی، نگہت بی بی اور کرزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب، زیادہ ٹائم آپ کا نہیں لوں گی، نہ اس معزز ایوان کا، صرف یہ کہوں گی کہ:

جو شعور مے کشی سے کل تلک واقف نہ تھے
آج ان کے ہاتھوں میں ہے انتظام میکدہ
دے رہا ہے آج صاقی جام بھر بھر کر جنہیں
ان کی نظروں میں نہیں ہے احترام میکدہ
ساقی یہ بتا تیری محفل میں کیا انصاف ہے
غیر تو سیراب ہیں تشنگان ہے میکدہ

(تالیاں / نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر صاحب،، بجٹ پہ تو لمبی چوڑی تقریر ہو سکتی ہے، یہاں پہ کافی میرے پاس پوائنٹس بھی ہیں لیکن میں ایک بہت Serious issue کی طرف آنا چاہتی ہوں۔ جناب سپیکر صاحب، صوبے بلکہ پورے پاکستان کی آبادی باون پرسنٹ فیمیل کی ہے اور گھر کا جو وزیر خزانہ ہوتا ہے وہ بھی ایک عورت ہی ہوتی ہے۔ آپ نے کبھی گھر کا خرچہ نہیں چلایا ہو گا اور نہ ہی آپ نے گھر کے کوئی مینو وغیرہ بنائے ہوں گے لیکن مجھے افسوس سے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ مرکز میں ایک منسٹر اٹھتا ہے اور وہ حنا ربانی کھر صاحبہ کو، ایک رکن اسمبلی اٹھتے ہیں اپوزیشن سے اور حنا ربانی کھر، اگر ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک عزت دے دی ہے کہ یہ ایک عورت نے بجٹ پیش کر دیا ہے، یہ کسی Elected آدمی کو پیش کرنا چاہیئے تھا۔ جناب سپیکر صاحب، ہمارے اس صوبے کا بجٹ تو ایک Elected مرد نے پیش کیا ہے لیکن کیا انہوں نے حنا ربانی کھر سے بہتر بجٹ پیش کیا ہے؟ اس میں تو بہت سی ایسی کوتاہیاں تھیں اور بہت سے ایسے الفاظ تھے جو کہ ان کو بولنے بھی نہیں آ رہے تھے جناب سپیکر صاحب۔ (تالیاں / قطع کلامیاں) نہیں، یہ Elected ہیں، ان کے بارے میں تھا۔ جناب سپیکر صاحب، میں یہاں پہ ایک بات کرنا چاہوں گی Although کہ ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے کہیں بھی ہمیں وہ پذیرائی نہیں دی لیکن ہم نے As opposition، بشیر بلور صاحب ہمارے ساتھی تھے اس وقت اور بڑے بڑھ چڑھ کر اپوزیشن میں حصہ لیتے تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ آپ ہمیں دیوار کے ساتھ لگا رہے ہیں لیکن جناب سپیکر صاحب، ایم ایم اے کی گورنمنٹ جو کہ عورتوں کے بھی خلاف تھی کہ وہ اسمبلی میں نہ بیٹھیں لیکن اس کے باوجود ہر مشاورت میں انہوں نے ہمارے ساتھ مشورہ کیا، کیا میں یہ سمجھ لوں کی آج جو یہ اتنی پڑھی لکھی گورنمنٹ آئی ہے اور اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم آزادی کے علمبردار ہیں، عورتوں کے حقوق کیلئے کام کر رہے ہیں، مجھے یہ بتایا جائے اس صوبے میں جب یہ بجٹ بن رہا تھا تو اس وقت کتنی عورتوں کو، اپوزیشن کو چھوڑ دیں آپ، حالانکہ اپوزیشن نے آپ کا ہر دور میں ساتھ دیا، ہر وقت ساتھ دیا ہے، اپوزیشن کو چھوڑ دیں، آپ نے اپنی کتنی خواتین کو اس بجٹ میں مشاورت کیلئے مدعو کیا اور ان سے کونسا مشورہ مانگا؟ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، مجھے تو اس بجٹ پہ بولنا ہی اسلئے نہیں ہے کہ جب کتاب اٹھائیں تو اس میں تو ساری سکیمیں اگر عورتوں کے حقوق کیلئے ہیں، رورل ڈویلپمنٹ کیلئے ہیں یا کہیں بھی ہیں، ان میں مجھے میری بہنیں، جو ٹریژری بنچز میں بیٹھی ہوئی ہیں، مجھے بتادیں، ہمیں چھوڑ کر پھر بھی مجھے بتادیں کہ ان کو کتنی سکیمیں اس کتاب میں لکھی ہوئی ہیں اور کتنی سکیمیں ان کو ملی ہیں؟ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، جب

عورتوں کو بھی، جب عورتوں کو اس مشاورت میں شریک نہیں کیا گیا، جب عورتوں کی تعلیم کیلئے ان سے مشاورت نہیں کی گئی، جب عورتوں کے پینے کیلئے، صاف پانی ان کو Provide کرنے کیلئے ان سے مشاورت نہیں کی گئی، جب سکولوں کیلئے ان سے مشاورت نہیں کی گئی تو میں نہیں سمجھتی کہ یہاں پہ ہمارے بولنے کا کوئی حق ہے۔ (تالیاں) ہمیں اس بجٹ پہ بالکل نہیں بولنا اسلئے کہ یہاں پہ میرے، میں پھر کہتی ہوں کہ اپوزیشن کی عورتوں کو چھوڑ دو کیونکہ وہ اپوزیشن کی عورتیں ہیں لیکن یہاں پہ ٹریژری بنچز سے کسی عورت کو اس مشاورت میں شامل نہ کر کے میں سمجھتی ہوں کہ ایکٹنگ منسٹر فنانس نے سخت غلطی کی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر آئندہ سال، جناب سپیکر صاحب، آپ کے توسط سے میں بتانا چاہتی ہوں ایکٹنگ فنانس منسٹر صاحب اور سینیئر منسٹر صاحب کو کہ اگر انہوں نے ٹریژری بنچز سے کسی بھی عورت کو اپنے بجٹ میں شامل مشاورت نہ کیا تو وہ اگر آ کے بیٹھیں تو بیٹھیں لیکن اپوزیشن کی کوئی عورت اس بجٹ سیشن میں نہیں بیٹھے گی۔ تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ، نگہت بی بی۔ میں ان چند معزز اراکین سے معذرت کرتا ہوں جن کو وقت کی کمی کی وجہ سے بحث پر بولنے کا موقع نہیں ملا۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔۔۔۔۔۔

<u>سید مفتی جانان:</u> سپیکر صاحب، دا غلطه خبره ده، زما ضروری خبرے دی۔ دے ټولو خلقو اوکړے، مونږ له هم لږ وخت راکړه۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہ، آگے آپ کو موقع آ رہا ہے۔ نہ، کٹ موشنز پہ آپ کو خوب بولنے کا موقع ملے گا۔

<u>سردار اورنگزیب خان نلوٹھہ:</u> جناب سپیکر صاحب، تھوڑا تھوڑا موقع ملنا چاہیئے پانچ پانچ منٹ کیلئے، ہمارا بھی حق ہے، اپنے حلقے کے متعلق بات کرنی ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں، آپ کو ایک شرط پہ موقع دے رہے ہیں کہ Repetition نہیں کریں گے۔ جو پہلے لوگ بول چکے ہیں، وہ بات آپ نہیں کریں گے۔ جی نلوٹھہ صاحب، شروع ہو جائیں، بسم اللہ۔

<u>سردار اورنگزیب خان نلوٹھہ:</u> جناب سپیکر صاحب، میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں ٹائم دیا ہے بولنے کا:

ے حق بات پہ کٹتی ہے تو کٹ جائے زباں میری ٹپکے گا لہو میرا اظہار تو کر جائے گا

جناب سپیکر صاحب، اس صوبے کے پریشان حال عوام اور تباہ حال عوام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار نلوٹھہ صاحب! آپ ذرا اردو میں بولیں کہ سب کو سمجھ آ جائے۔

سردار اورنگزیب خان نلوٹھہ: میں اردو میں آتا ہوں۔ اگر یہ اپنی تمام تر کوششوں اور ہمارے تعاون کے باوجود فنڈ نہ لاسکے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں، آنے والا دور انشاء اللہ نواز شریف کا ہے، میں اس صوبے کیلئے نواز شریف سے یہ فنڈ یہاں پہ لاؤں گا انشاء اللہ۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، انشاء اللہ ہوں گے ہم، آنے والا دور نواز شریف کا ہے چاروں صوبوں میں اور مرکز میں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے بولنے کا وقت ضائع نہ کریں جی۔

سردار اورنگزیب خان نلوٹھہ: جی، جی۔ جناب سپیکر صاحب، بجٹ بک پڑھ کر یہ پتہ چلا کہ صوبہ سرحد مردان، چارسدہ، نوشہرہ، چار پانچ ضلعوں کا نام ہے۔ بڑا افسوس ہوا کہ ضلع ایبٹ آباد کیلئے کوئی خاطر خواہ منصوبہ نہیں رکھا گیا جبکہ سپیکر صاحب، ہزارہ ڈویژن میں بد قسمتی سے پچھلے تین چار سال ہوئے زلزلہ آیا، تمام سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئیں، سکولز تباہ ہوئے، ہسپتالیں تباہ ہوئے اور چاہیئے تو یہ تھا کہ ہمارے ہزارہ ڈویژن کیلئے صوبائی حکومت خاطر خواہ بجٹ رکھتی، بہر حال انہوں نے ہزارہ ڈویژن کو، ضلع ایبٹ آباد کو خصوصی طور پر بھلا دیا۔ جناب سپیکر صاحب، گزشتہ اے ڈی پی میں واٹر سپلائی سکیم کے علاوہ Sanitation scheme بھی رکھی گئی تھی جس کی Feasibility report بھی بنائی گئی، اس کا سروے ہوا، نقشہ بنا لیکن اس کو فنڈ نہیں دیا گیا۔ میں درخواست کروں گا صوبائی گورنمنٹ سے کہ اس بجٹ میں تمام ممبران کیلئے ایک ایک Sanitation scheme رکھی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی آپ کے توسط سے صوبائی گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ ٹی ایس پی فنڈ چونکہ جب کسی ممبر کو ملتا ہے تو وہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ضروریات سڑکوں کے حوالے سے، پانی کے حوالے سے، گلیوں کے حوالے سے، جسے بہت زیادہ لوگ اہمیت دیتے ہیں، تو ان کیلئے وہ کام کرتا ہے، میں گزارش کروں گا کہ دو کروڑ روپیہ فی ممبر ٹی ایس پی فنڈ کا انتظام کیا جائے۔ (تالیاں) اس کے علاوہ جناب، مجھے ہائر ایجوکیشن منسٹر صاحب سے سخت گلہ ہے۔ میرے پڑوسی ہیں حلقے کے حوالے سے۔ حویلیاں میرا حلقہ ہے جس میں گرلز ڈگری کالج ہے اور تین سالوں سے پرائمری سکول میں گرلز ڈگری کالج کی بچیاں پڑھ رہی ہیں، سیکنڈ ٹائم کا

اجراء بھی پچھلے سال انہوں نے خود ہی مجھ سے کروادیا لیکن پھر بھی پانچ سات کمروں میں اتنے بڑے کالج کو چلانا انتہائی مشکل تھا۔ میں نے آپ سے ریکویسٹ بھی کی، امبریلہ بجٹ میں حکومت فائدہ اٹھالیتی ہے، انہوں نے اپنے حلقے میں تین ڈگری کالجز بنائے لیکن پڑوس کا بالکل خیال نہیں رکھا، مجھے ایک کالج بھی انہوں نے نہیں دیا۔ میری یہ گزارش ہوگی اور میں ان سے توقع بھی رکھوں گا کہ انشاء اللہ اس سال میرے حلقے کی بچیوں کیلئے جو ٹینٹوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کررہی ہیں، ضرور کالج کی بلڈنگ دیں گے یا نیا کالج مجھے دیں گے اور جناب سپیکر صاحب، ہیلتھ کے حوالے سے ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد میں ہمارے پاس ایک ہی بڑا ہسپتال ہے 'ایوب میڈکل ہسپتال'، سچی بات ہے کہ جب زلزلہ آیا، پورے ڈویژن کے لوگ وہاں پہ جو زخمی ہوئے تھے، جو اس میں پریشان ہوئے، بیمار ہوئے تو باہر ٹینٹ لگانے پڑے انتظامیہ کو، اب چونکہ سوات، مالاکنڈ اور پورے صوبے کی پریشانی ہم سب کی پریشانی ہے، اس وقت بھی جو لوگ مہاجرین وہاں پہ گئے تو سچ ہے کہ وہاں پہ ہسپتال کے اندر جگہ نہیں ہے، ٹینٹ لگا کر مریضوں کی دیکھ بھال کی جارہی ہے۔ میں گزارش کروں گا صوبائی حکومت سے کہ ضلع ایبٹ آباد کیلئے ایک بڑا ہسپتال منظور کیا جائے جس طرح صوبے کے اندر باقی بہت سے ضلعوں کو ہسپتالوں کی سہولتیں دی گئی ہیں۔ میں یہ بھی سپیکر صاحب، آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ جس طرح پہلے میرے ایک بھائی نے کہا کہ نہ تو امبریلہ بجٹ ہے اور نہ اے ڈی پی ہے، پچھلے سال ہمیں دو دو کلومیٹر روڈ دی گئی تھی، اس سال غالباً روڈ کا کوئی تعلق نہیں ہے، اے ڈی پی میں روڈ کا کوئی ذکر نہیں ہے، میں گزارش کروں گا کہ اس دفعہ بھی ہر ممبر کو دو دو کلومیٹر روڈ دی جائے۔ میں اسی کے ساتھ اجازت چاہوں گا، مہربانی جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ مفتی سید جانان صاحب۔

مفتی سید جانان: **الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ و السلام علیٰ سید الھادین اما بعد فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فالیعبد رب ھذاالبیت الذی اطعمھم من جوع وآمنھم من خوف۔** جناب سپیکر صاحب، بجټ باندے مختصر د یو څو خبروعرض کولو نه مخکښے زۀ د خپلے حلقے که یو دوه اهمے خبرے دلته کښے ستاسو مخکښے ذکر نه کړم نو دا به زما د خلقو سره یو زیادتی وی۔ جناب سپیکر صاحب، زما د حلقے د ایجوکیشن اے ډی او تبنتولے شوے دے، د هغه

څلویښت ورځے اوشولے ، ممکنه ده چه د هغه بچی او د هغه کور والا سبا د دے اسمبلئ مخے ته تاسو ته احتجاج او کړی او دلته راشی۔ ضلعی انتظامیے او متعلقه خلقو هغے باره کښے هیڅ څه قابل ستائش او قابل ذکر اقدام نه دے اوچت کړے او په تیر ګیاره تاریخ باندے زما د ضلعے امیر مفتی دین اصغر صاحب او شیخ الحدیث مولانا محمد امین شهید رحمته الله په کور باندے سحر لس بجے پاکستانی جیټ طیارو بمباری کړے ده چه هغے کښے د مفتی صاحب پینځه د کور زنانه او یو د هغه وړوکے نمسے شهید شوی دی او د شیخ محمد امین صاحب جماعت، شیخ محمد امین صاحب پخپله، یو د مدرسے طالب او یوه د هغه اووه کالو ماشومه نمسئ شهیده شوے ده۔ جناب سپیکر صاحب، زهٔ په دے باندے ډیر افسوس کوم چه هلته حکومت موجود دے ، د حکومت رټ موجود دے ، تهانړه او تحصیل موجود دی او هغه جټ طیارے چه هغه د پاکستان خلقو په خپله قربانئ باندے جوړے کړے وے ، هغه راځی زمونږ په کورونو باندے بمبارئ کوی او بیا جناب سپیکر صاحب، نه تاسو بیان راغلے دے ، نه د حکومت، هیچ چا دومره اظهار یا افسوس نه دے کړے چه دا ښه او نه شول او البته مونږ ته دا وئیلے کیږی چه شل ځایونه نور ټارګټ دی په هغے باندے به بمبارئ کیږی۔ جناب سپیکر صاحب، زهٔ د دے ایوان په وساطت باندے د دغے بمبارئ پرزور مذمت بیانوم او دغه خلق که مهاجرین جوړیږی، دا مونږ مهاجرین جوړوؤ چه زما کور نه پینځه زنانه شهیدے شی او زما بچی شهیدان شی او بیا به زهٔ مطلب دے ایله کوم؟ بیا که زما کوم وس رسیږی، زهٔ به هغه کوم۔ جناب سپیکر صاحب، د بجټ په حوالے باندے زهٔ مختصراً دا عرض کول غواړم چه په بجټ به څه کوؤ؟ سکول جوړ شی، سکولونو کښے فوجیان پراته دی۔ په هسپتال به څه کوؤ؟ ډاکټر ورکښے نشته دے او زمونږه تیرے چه کومے منصوبے دی د دے تیر شوے کال جناب سپیکر صاحب، د وزیر اعلیٰ صاحب د ډائریکټیو باوجود اوسه پورے زمونږ منصوبو ته فنډ نه دے ورکړے شوے لکه څنګه چه پرتے وے ، هغه شان پرتے دی۔ ټولے منصوبے هغه شان پرتے دی نودغه بجټ که منظور شی او هغه څه نه وی شوے نو په دے باندے به مونږه څه کوؤ؟ جناب سپیکر، دویم عرض دا دے چه جنوبی اضلاع دغے اے ډی پی کښے سراسر نظر انداز کړے شوی دی او

جنوبی اضلاع هغه اضلاع دی چه الحمد لله گیس هلته کښ دے ، نن که ستا حکومت ته اسی ارب روپئ ملاویږی، د جنوبی اضلاع د وجے نه ملاویږی. هلته کښے د کوئلے کانونه موجود دی، هلته جپسم موجود دی، مالګه موجوده ده خو د هغے باوجود افسوس دا دے چه جنوبی اضلاع ته خپل دآمدن مناسبت سره هیڅ څه حصه نه ده ملاؤ، هغه اکثر انداز کړے شوی دی او جناب سپیکر صاحب، دویم عرض زهٔ دا کول غواړم که زمونږ د ټول کال تنخواګانے دے متاثرینو ته ورکړلے شی، هیڅ څه پروا نه کوؤ جی خو صرف دا مے عرض دے، دا سوات والا زمونږ محترم ملګری دی، قابل قدر ملګری دی خو دا مرض، دغه مهاجرین نه زمونږ علاقے ډکے دی، هغه خلق نظرانداز کول چه کوم د کرمے ایجنسئ نه راغلی دی، هغه خلق نظرانداز کول چه کوم داورکزئی ایجنسئ نه راغلی دی، هغه خلق نظر انداز کول چه کوم د جنوبی او شمالی نه راځی، جناب سپیکر صاحب، دا زهٔ د خپلو خلقو سره، چه دغه ته یو نظر او دغه ته بل نظر، دا زهٔ ناانصافی ګڼړم. جناب سپیکر صاحب، لکه دغه خلقو ته چه څنګه ریلیف، څنګه توجه ورکړلے کیږی، هم دغه شان د جنوبی اضلاع متاثرین ته هم ورکړلے شی. زهٔ مشکور یم. جزا کم لله بالخیر.

<u>جناب سپیکر</u>: شکریه، مفتی صاحب. مامخکښے هم تاسو ته وئیل چه دلته کښے یو غټ دفتر کهلاؤ شوے دے ، مهربانی اوکړئ هغے ته لاړ شئ او هغے کښے چه څومره افسران ناست دی، هغوی هم دغه خبرے حل کوی کومے چه دلته کښے تاسو نن اووئیلے. په عملی شکل که څه خدمت کول غواړئ او خپله مسئله حل کول غواړئ، چیف سیکرټری زوړ کور چه وو، هغے کښے د دے مسئلے د پاره ټول افسران ناست دی. بشیر بلور صاحب هم ناست دی، دوئ به هم سفارش اوکړی او تاسو هم هلته لاړ شئ. جی ډاکټر فنا صاحب.

<u>جناب انور خان ایڈوکیٹ</u>: جناب سپیکر صاحب، یو منټ به اخلم-----

<u>جناب سپیکر</u>: هں جی، دا بیا سبا اوکړئ او بله ورځ به ئے اوکړئ کنه جی. دا بس ستاسو ټائم تیر شوے دے ، بله ورځ بیا. ډاکټر فنا صاحب ته مے ټائم ورکړو.

جناب اقبال دین: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَـٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمَـٰنِ الرَّحِيمِ۔ رَبِّ اشۡرَحۡ لِى صَدۡرِى O وَيَسِّرۡ لِىٓ أَمۡرِىO وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّن لِّسَانِىO يَفۡقَهُواْ قَوۡلِى۔ محترم سپیکر صاحب ډیرہ ډیرہ مننہ۔

چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال   کرتا کوئی اس بندہ گستاخ کا منہ بند

جناب سپیکر صاحب، میں بجٹ 10-2009 کے خدوخال اجاگر کرنے اور اسکے مصارف و محاصل پر روشنی ڈالنے کی بجائے اس بجٹ کے ان اجزائے ترکیبی کے بارے میں بات کرنا زیادہ مناسب سمجھوں گا جس سے یہ بجٹ متشکل ہے۔ اگر ان اجزائے ترکیبی کا توازن بگڑ جائے تو یہ بجٹ ہمیشہ کی طرح جو نوزائیدہ بجٹ ہو گا، وہ لولا لنگڑا اور پیدائشی و وراثتی مرض لیکر پیدا ہونے والا بجٹ ہو گا۔ جناب سپیکر، بجٹ جو محاصل اور مصارف کے سالانہ تخمینے کا نام ہے، اس بجٹ میں ہمارے اپنے محاصل جو اس صوبے کے اپنے وسائل سے ہیں، گیس اور تیل کی رائلٹی کی مد میں جو محاصل ہمارے دکھائے گئے ہیں، وہ ساڑھے سات ارب روپے ہیں اور اسی طرح بجلی کے خالص منافع کی مد میں چھ ارب ظاہر کئے گئے ہیں جس میں سے ساڑھے تین ارب کی وصولی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، صوبہ پختونخوا کے ان دونوں قدرتی وسائل کا اختیار وفاق کے پاس ہے اور ان دونوں قدرتی وسائل میں سے جو حصہ صوبہ پختونخوا کو دیا جاتا ہے، وہ ایک عشر جمع ایک زکواۃ، یعنی دس فیصد جمع ڈھائی فیصد، ساڑھے بارہ فیصد ہے اور یہی تمام مسائل کی جڑ ہے اور اس مسئلے کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وفاق پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ پنجاب اپنے قدرتی وسائل پر وفاق کا حق تسلیم نہیں کرتا۔ صوبہ پنجاب میں پیدا ہونے والے تیل اور گیس کی قیمت پنجاب خود متعین کرتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں پیدا ہونے والی بجلی کی خالص آمدنی میں سے اپنا حصہ پنجاب خود متعین کرتا ہے اور اسی طرح اس مسئلے کا ایک دلچسپ پہلو بھی ہے اور وہ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ حکومت سندھ نے تارکول کے ذخائر کا اختیار وفاق سے واپس لے لیا ہے اور تار کول انرجی بورڈ کے نام سے وزیر اعلیٰ سندھ کی سربراہی میں ایک بورڈ قائم کیا گیا ہے۔ اسی طرح بلوچستان میں جو حالیہ تحریک جاری ہے، اسکا بنیادی نکتہ بھی سوئی گیس اور گوادر پورٹ کی آمدن پر صوبہ بلوچستان کے اختیار سے متعلق ہے۔ محترم سپیکر صاحب، بجلی کا خالص منافع جو سالانہ ہمارا حصہ، ہمارے صوبے پختونخوا کا حصہ چالیس ارب سالانہ بنتا ہے، 2003 تک اس صوبے کو سالانہ دو تین ارب روپے صرف ملتے تھے۔ 2005 میں ایم ایم اے کی حکومت نے ثالثی ٹریبونل کے ذریعے یہ فیصلہ کروایا کہ جو 342 ارب روپے وفاق کے ذمے اس صوبے کا حصہ بنتا تھا، اسکو 110 ارب پر

منوایا لیکن وفاق کو یہ فیصلہ بھی پسند نہیں آیا۔ اس کے بعد وفاق صوبے کو 18 ارب سالانہ دینے پر راضی ہوا لیکن عملی طور پر ابھی تک اس صوبے کو صرف چھ ارب سالانہ ملتا رہا اور اس سال صرف اور صرف ساڑھے تین ارب دیا گیا ہے۔ اسی طرح تیل اور گیس کی مد میں پچھلے سال رائلٹی کی مد میں اس صوبے کو پانچ ارب دیا گیا ہے اور اس سال ساڑھے سات ارب دینے کی توقع ہے کہ وہ اس صوبے کو ملے گا۔ محترم سپیکر صاحب، اگر صوبہ پختونخوا کو اپنے بجلی گھر واپس مل جائیں، اگر صوبہ پختونخوا کو تیل اور گیس کے ذخائر پر ان کا حق تسلیم کیا جائے، اگر صوبہ پختونخوا کو اپنے انرجی اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے اپنے آبی وسائل کو بہتر بنانے، اپنے آبی وسائل میں سے بجلی پیدا کرنے کا اختیار دیا جائے، اگر صوبہ پختونخوا کے کوئلے کے ذخائر پر صوبہ پختونخوا کا حق بھی تسلیم کیا جائے اور اسکو بھی انرجی اینڈ پاور کیلئے استعمال کیا جائے، اگر صوبہ پختونخوا کی گیس کو صوبہ پختونخوا کے گھر گھر اور ہر فردوی تک پہنچائی جائے، اگر صوبہ پختونخوا کی گیس کو پاور جنریشن کیلئے استعمال کیا جائے تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے سالانہ محاصل ڈیڑھ کھرب سے متجاویز ہو جائیں گے۔ (تالیاں) لیکن یہ تب ممکن ہے جناب سپیکر، یہ تب ممکن ہے جب ہم 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' پر عمل کرتے ہوئے آئین پاکستان کے مطابق، 1973 کے آئین کے مطابق اپنی صوبائی خود مختاری حاصل کریں۔ جب تک ہمیں صوبائی خود مختاری حاصل نہیں ہو گی، ہمارے وسائل پر ہمارا اختیار نہیں ہو گا۔ ہمارا بجٹ اسی طرح لولا لنگڑا بجٹ ہو گا، اسی طرح کمزور بجٹ ہو گا، اسی طرح بیمار بجٹ ہو گا۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ، ڈاکٹر صاحب۔ شکریہ۔

<u>ڈاکٹر اقبال دین</u>: سپیکر صاحب، چند ایک دو باتیں مزید رہ گئی ہیں۔ سپیکر صاحب، دوسرا گھمبیر مسئلہ جو ہمارا ہے، وہ ہمارے صوبے کا یہ ہے کہ ہمارے مصارف اچانک اور بے تحاشا بڑھ گئے ہیں اور وہ اسلئے بڑھ گئے ہیں کہ اس وقت ہمارا صوبہ حالت جنگ میں ہے، اس وقت ہم لوگ حالت جنگ میں ہیں۔ اس جنگ کو کوئی امریکہ کی جنگ قرار دے رہا ہے، کوئی پاکستان کی بقاء کی جنگ قرار دے رہا ہے، جس کی جنگ بھی ہو لیکن یہ جنگ، یہ خون کی ہولی پختونخوا کی سرزمین پر کھیلی جارہی ہے۔ اس میں مرنے والے ہم ہیں، اس میں کٹنے والے ہم ہیں، اس میں لٹنے والے ہم ہیں، اس میں دربدر اور بے گھر ہونے والے ہم ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، تیس لاکھ اتنی بڑی فگر ہے، تیس لاکھ کے قریب ہمارے بھائی، ہماری بہنیں، ہماری مائیں متاثرین ہیں، وہ بے گھر ہیں۔ انکی جنگی پیمانوں پر آبادکاری، انکی دوبارہ بحالی، انکی تباہ شدہ معیشت، ان

کے تباہ شدہ گھروں، ان کے تباہ شدہ بازاروں، ان کے تباہ شدہ سکولوں، ان کے تباہ شدہ ہسپتالوں کو ایک ارب روپے سے تعمیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں جتنا فنڈ بھی وفاقی حکومت کو ملتا ہے، جتنا فنڈ بھی باہر، فارن سے آ رہا ہے، وہ صرف ان لوگوں کا حق ہے۔ وفاقی حکومت کو چاہیئے کہ اگر وہ اپنے پلے سے ہماری کچھ امداد نہیں کر سکتی تو بیرونی دنیا سے جو امداد آ رہی ہے، اس پر کٹوتی نہ لگائے، اس کو ان لوگوں کے حوالے کرے۔ انکی مہربانی ہو گی کہ ہم بے گھر تو ہو گئے ہیں، ہمیں بھوک کیلئے بھکاری نہ بنایا جائے، ہمیں بے لباس نہ کیا جائے۔ محترم سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔

<u>ڈاکٹر اقبال دین</u>: محترم سپیکر صاحب، باتیں اور بھی بہت زیادہ ہیں، وقت کی کمی ہے، میں صرف یہاں پر اپنے حلقے کی ایک بات اس بجٹ کے حوالے سے کرنا مناسب سمجھوں گا۔ وہ یہ ہے کہ اس بجٹ میں تو بالکل Tobacco growing areas کیلئے تو 363 ملین گیس کی Provision کیلئے رکھے گئے ہیں، کتنا اچھا ہوتا کہ Gas producing areas کیلئے بھی اسمیں کچھ رقم مختص کی جاتی۔ (تالیاں) اور دوسری بات یہ ہے محترم سپیکر صاحب، کہ ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا، اس اسمبلی کے Premises میں ہم نے ایک بھوک ہڑتال کی تھی کہ رائلٹی کو پانچ فیصد سے بڑھایا جائے گا لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ایک فیصد کا اضافہ بھی نہیں کیا گیا۔ وآخِرُ الدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ، ڈاکٹر صاحب۔ اس بجٹ پر جو اتنی سیر حاصل بحث ہوئی۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر</u>: بی بی! آپ کو دو دفعہ پہلے میں پکار چکا ہوں، ابھی Next کٹوتی، کٹ موشنز پر آپکو موقع ملے گا، اس وقت Shortage ہے ٹائم کی۔ تمام معزز اراکین نے اپنی تجاویز پیش کی ہیں۔ میں جناب رحیم داد خان جو کہ اس وقت ایکٹنگ فنانس منسٹر ہیں، کو دعوت دیتا ہوں کہ بجٹ پر Winding up تقریر کریں۔ جناب رحیم داد خان صاحب۔

<u>جناب رحیم داد خان (سینیئر وزیر)</u>: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جنا ب سپیکر، ستا سو ډیره مهربانی۔ ډیر صبر سره تقریباً کافی ممبرانو ته مو وخت ورکړو چه هغوی د خپلو خیالاتو اظهار اوکړو۔ زهٔ به د خپل طرف نه د هغے دوستانو شکریه ادا کړم چه کومو مونږه له تجاویز راکړل، تعمیری تنقید ئے اوکړو او که غیر تعمیری تنقید ئے هم اوکړو، بیا هم زهٔ د هغوی شکریه ادا کوم او بیا هغه دوستان چه

فکرز ئے غلط رنگ کښې پیش کول او کوم واقعات و حالات چه څه دی، هغه ئے نظر انداز کول۔ جناب سپیکر، زۀ به دهیچ چا نوم نه اخلم، مجموعی خبره به اوکړم چه ډیرو دوستانو مشرانو خبرے اوکړے او قسماقسم تنقیدونه، چا اووئیل چه دا د کلرکانو بجټ دے، دا د بیوروکریټس بجټ دے، زۀ د هغے کلرکس، د هغے بیوروکریټس شکریه ادا کوم چه په دے بجټ تیارئ کښے هغوی زمونږ سره کوم امداد کړے دے۔ دا کلرکس، بیوروکریټس زمونږه نه جدا نه دی، هغه یو ټیم دے او زمونږامداد، مونږه ته Facility په خپل هنر راکوی او بیا زمونږه کومه پالیسی چه ده، هغه په هغے باندے روانه وی او په هغے طرز مونږه او هغوی ناست یو او کار مخکښے بیایو۔ وړومبے اعتراض دا اوشو چه نیټ هائیډل پرافټ باندے مونږ ته پوره شپږ اربه روپئ ملاؤ نه شوے۔ جناب سپیکر، ستاسو وساطت سره د دے معزز ممبرانو انفارمیشن کښے راولم چه دا جون ختم نه دے او انشاء اللّٰه تعالیٰ چه څنګه دا میاشت ختمیږی، کومے زمونږه پیسے چه دی، هغه به مونږه ته ملاویږی۔ (تالیاں) چا چه تنقید کړے وو چه دوئ حاصل نه کړے شو، د هغوی هم خپل حکومت وو او ما سره دا چیک نمبرے Paid پرتے دی چه هغوی د نهمے میاشتے پورے په مشکله باندےد 2006-07 دا خپله رائلټی حاصله کړے وه۔ بل په مرکزی حکومت، په صوبائی حکومت تنقیدونه او بیا ډیر پوهه خلق چه دا فرق ئے هم اونه ویستو، اونه ګنړلو چه این ایف سی څه څیز دے او پی ایس ډی پی څه څیز دے؟ دا نه شیئر کوی چه پی ایس ډی پی Need base باندے Allocation کوی او په هغے کښے مونږ ته ډیرے پیسے د مرکزی حکومت نه ملاؤ دی نومونږه دس بلین ښودلے دی، هغه زمونږه اکاؤنټ ته راغلی دی او د 50.190 بلین چه کوم توقع ده بلکه هغوی منظور کړے دی او دا خبره اوشوه چه دا فیډرل په دغه کښې لګی۔ داټول 283 سکیمز دی د امبریله لاندے او 213 پراجیکټس چه کوم دی، Specifically دا زمونږ دصوبے دی چه په هغے باندے به 39.574 بلین روپئ لګی۔ د مالاکنډ تهری خبره اوشوه، اکرم درانی صاحب دا وئیلی وو چه یره هغه چالو شوے دے او که نه؟ نو د دے هاؤس په خدمت کښے دا وایم چه هغه کار کوی او په دے یو کال کښے څه دپاسه دوه بلینه روپئ منافع مونږه ته ملاؤ شوه۔ دغه شان زما دوستانو خبرے اوکړے چه

نور سائډز باندے هم پکار دی چه بجلی گھرے اولګی نو زمونږه کوشش دے او دا Federal basis باندے مونږ ته رکاوټ نه شی جوړیدے۔ چه څومره میګاواټ مونږه جوړول غواړو، مونږ به ئے جوړوؤ او بله دا خبره اوشوه چه دا زمونږه متاثرین ورونړه، دوئ ته د یو ارب روپو Allocation شوے دے خو سترګے پټول نه دی پکار چه مرکزی حکومت پچاس ارب روپئ په اے ډی پی کښے خپل بجټ کښے د هغوی د پاره ساتلے دی۔ (تالیاں) او تاسو ته او هغه ورونړه چه کوم متاثرین دی، هغوی ته دا خبره رسول غواړم چه انشاء اللّٰه تعالیٰ په دے میاشت کښے د سوات خلق به هم، د دیر خلق به هم او د بونیر خلق به انشاء اللّٰه تعالیٰ واپس ځی او د هغوی ښه بندوبست (تالیاں) او ایډمنسټریشن مخکښے نه تلے دے او ورسره ورسره هغوی له کوم Sabotaging چه شوے دے، په هغے باندے کار روان دے او خاصکر زهٔ د بجلئ خبره به اوکړم او دغه یومشکلات دی بونیر ته چه دهغے د بجلئ ترسیل د سوات نه دے او ډیر لرے دے نو په هغے باندے لږ زیات وخت اولګیدو۔ جناب سپیکر، زمونږ ډیر دوستان داخبره کوی چه نوے څه څیز نشته۔ یوه لویه Liability مونږه ته پرته ده او هغه On going schemes دی او هغه On going schemes چه کوم دی، هم په داسے علاقو کښې دی، ټهیک ده څه به زمونږ د حکومت وی، څه به د تیر شوی حکومت وی خو هغه مونږه پریښودے نه شو۔ د هغه علاقو سکیمونه، د هغه ورونړو خلقو کارونه نیمګړے پریښودلے نه شو۔ هغه نه کوؤ چه هغه داسے پریږدو او بل طرف ته یو کار شروع کړو نو دوه به نیمګړی پاتے شی او دا Deficit چه کوم دے، دا نور باقی زمونږه ډیره لویه اندازه ده او ډیره پوره یقین دهانی مرکزی حکومت راکړے ده چه مونږه له به ډیر څه کوی۔ زما دوست خبره پکښے اوکړه چه لاء اینډ آرډر باندے څه نه دی شوی، پرون پرائم منسټر راغلے وو او هغه د چوبیس ارب روپو خبره اوکړه (تالیاں) چه دا دے دوه کالو کښے مونږ به دے لاء اینډ آرډر، پولیس د پاره Facility ورکوؤ۔ څه دوستانو خبره اوکړه چه 150پرائمری سکولز دی، حکومت چه کوم وی هر طرف ته سوچ کوی۔ مونږه ته د یو طرف نه ایک هزار پرائمری سکولز مرکزی حکومت راکوی

ورسره په هیلتھ باندے زهٔ د هغے خبرو بیا Repetition نه کول غواړم، په بجټ سپیچ کښے ما پوره خبرے کړی دی نو هغه زهٔ نه Repeat کوم، دا خبرے اوشوے نو په هغے باندے زهٔ د هغوی توجه راولم۔ زمونږ یو دوست ممبر صاحب خبره اوکړه د پاور متعلق، نو هغوی ته هم پته نه وه چه یو بل ډیپارټمنټ هم دلته کښے، دے ځائے کښے د پاور انرجی شته او بیائے خبره اوکړه چه دوه سوه سی این جی بسونه فیډرل حکومت، نو د صوبائی حکومت څه ضرورت دے چه ورکوی؟ نو زهٔ د دوئ په خدمت کښے دا عرض کوم چه دا مرکزی حکومت مونږه ته دوه سوه بسونه د سی این جی والا منلی دی او دے نه مونږه داسے فائده به اخلو چه په داسے طریقه باندے به دے لره سټاپونه جوړوؤ او د سی این جی د پاره چه د گرد الود فضاء، د پالوشن هم څه سوچ پکار دے چه داکوم لوگے دے نو دے د پاره به ښه انتظامات او بیا دے له داسے بس سټینډز چه هغه ځائے کښے لیډیز د پاره هم Facility وی او هر نمونه Facility وی، واش رومونه وی او وخت سره ضرورت د انسان راځی چه هغه Facility ورته ورکړو۔ نور د دے نه علاوه سپیکر صاحب، څه دوستان، د هزارے ورونړو دا خبره اوکړه چه مونږ نظر انداز شوی یو، مونږ د دوئ د پاره مرکزی حکومت سره هلته کښی تلی وو ښه جد و جهد مو کړے دے او دوئ د پاره ډیر څه داسے مو کړی دی لکه زهٔ به د یو څو څیزونو نشاندهی اوکړم۔ د حسن ابدال نه واخلئ د مانسهرے پورے یو بل جدا داسے تقریباً یو سپر غوندے هائی وے، ایکسپریس وے چه سو کلومیټر ده، د هغے منظوری شوے ده، پیسے منظور شوے دی۔ (تالیاں) بیا بهاشا ډیم د هغے زمکے د پاره پیسے منظورے شوے دی (تالیاں) او بیا د مانسهرے نه واخلئ د بهاشا ډیم پورے یو بل روډ تقریباً څه د بره دوه سوه کلومیټره چه کوم دے، د هغوی په هغے باندے سوچ دے-----

جناب سپیکر: دا ایکسپریس وے، د دے خبره منظورشوے ده جی؟

سینئیر وزیر(منصوبہ بندی وترقی): منظوره شوے ده جی۔

جناب سپیکر: د حسن ابدال نه تر مانسهرے پورے؟

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): مانسہرے پورے۔

جناب سپیکر: دا به بیل سړک وی؟

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): بیل سړک به وی جی، بیل سړک به وی۔

جناب سپیکر: یره ډیر ښه جی۔ (تالیاں) آپ پھر بھی خوش نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: وہ کدھر ہے ناخوش ہونے والا؟

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): بیا مرکزی حکومت بائیزئی ایریګیشن سکیم چه په هغے باندے 108 بلین روپئ خرچ راځی او هغه ئے سینکشن کړے دے او په هغے کار روان دے او د دے نه به بائیس هزار ایکړ زمکه Irrigate کیږی او دوه زره کیوسک اوبه به هغوی ته به ملاویږی۔ (تالیاں) بیا د دے پیښور د پاره یولس انډر پاسز روډونه، (تالیاں) د ورسک نه پیښوره پورے ښکلے اوبه به راځی۔ بیا په رینګ روډ باندے یو طرف ته او بیا ستاسو طرف باندے د دویم روډ منظوری شوے ده، کیږی به۔۔۔۔۔۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: اوس د ښه خبرے شروع کړے جی۔ ابھی اچھی باتیں شروع کی ہیں۔

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): د چترال ورونړو ته۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مفتی صاحب! آپ کو یقین نہیں آرہا ہے؟

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): دے ورونړو ته او ټول هاؤس ته مبارکی ورکوم چه انشاء اللہ تعالیٰ دا لواری ټنل به هم په دے کال کښے زر تر زره کهلاؤ شی۔۔۔۔

(شور)

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): بیا خبره د وصولیاتو اوشوه۔۔۔۔۔

ایک آواز: میری بات۔

سینئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): ستا خبره به هم اوکړم۔ ورسک کینال وائنډنګ د پاره چار ارب پچاس روپئ سینکشن شوے دی نو دا لوئے، د دے نه علاوه نور دا سے سائټس چه دی، د ایریګیشن دغه باندے ډیر د هغوی سوچ دے او خیال دے۔

گومل زام ډیم به انشاء الله تعالیٰ زر تر زره Complete شی او ورسره بیا زمونږ کوشش دا دے چه بل کوم هغه چشمه رائیټ بنک کینال دے ، دے باندے زمونږ Allocation شوے دے خو لږ Allocation دے او زمونږ کوشش دا دے چه دا زیات شی۔ د هغے نه به درے لکهه ایکړ زمکه Irrigate کیږی۔ (تالیاں) دوستانو خبره اوکړه، وصولیات، تاسو وینئ چه څه پوزیشن دے په دے ملک کښے ؟ زمونږ 1/4 حصه، کوم حالات دی په هغه ځائے کښے ، بیا سدرن ډسټرکټس کښے څه دی؟ خو د هغے باوجود کوشش زمونږ دا دے چه وصولیات ښه دی او بیا انشاء الله تعالیٰ په دے اګست کښے یا د جولائی آخره کښے Forth review meeting به راغواړو او په هغے کښے به ټولو ډیپارټمنټس ته ټارګټ ورکوؤ او دومره دومره میاشتے به ورکوؤ چه دومره دومره وخت کښ اهداف به تاسو برابروئ۔ بل هائیډل پاور چه کوم وو، زمونږه یوه جرګه پرائم منسټر صاحب ته تلے وه حالانکه تیر شوی حکومت ډیر کم باندے هغه منلی وو خو بیا د هغوی هغه Agreement مونږه Honour کړے وو، په هغے اختلاف نه کوؤ او پرائم منسټر صاحب د دوه میاشتو وخت مونږ ته راکړے وو او کمیټی ئے جوړه کړے وه خو په هغے کښے لږ وخت ډیر واوړیدو۔ جناب سپیکر صاحب، تاسو ته د دے ملک د حالاتو پته ده چه څه وو؟ د ممبئ چه کومه واقعه شوے وه، لاهور کښے بیا، دے ځائے کښے کوم واقعه شوے وه خو بیا زهٔ مختصر دا خبره کوم چه انشاء الله تعالیٰ ډیر زر تر زره به مونږ په دے مسئله کښینوا و ټیکنیکل کومه کمیټی چه وه، هغوی خپل کار ختم کړے دے او انشاء الله تعالیٰ هم په دے کال کښے به هغه خپل حق مونږ دے صوبے ته راوړو۔ (تالیاں) دا خبره ئے اوکړه چه لیډیز ئے اعتماد کښے ، حالات تاسو پته ده، آئی ډی پیز څه وو او مونږ خو غواړو چه هر وخت تاسو مونږه په اعتماد کښ اخلو او خاصکر ستاسو د تجربو نه ډیره فائده حاصلول غواړو۔ (تالیاں/قہقہے) بله دا خبره اوشوه چه فنانس منسټر او چیف منسټر خپل Discretionary fund باندے 10% او بل پراونشل منسټر هغه Increase کړے دے خو نه، هم هغه زوړ دے۔ 5% او 10% په هغے خپل دغه باندے کوی، 5% به اوس کوؤ۔ جناب سپیکر، زهٔ دوستانو ته دا عرض کوم چه مونږ یو ټیم یو او د دے یوے صوبے یو، د دے خاورے پیداوار یو او دلته پیدا

شوے یو او دلته کښې به سپرد کیږو۔ په داسے حالاتو کښے د مونږ یو بل له لاس ورکړو او چه دا کوم مشکلات دی او کم از کم د پینتیس لاکھ کسانو دا بوجھ او بیا هغه Terrorists مقابله دا ټوله مونږ ته را پغاړه ده نو په دے دغه باندے چه مونږه یو ځائے لاړ شو او نور چه کوم حالات دی، دے د پاره مونږه لګیا یو کار کوؤ او چه څومره څه راځی، که تنخواګانو کښې اضافه کیږی، هغه کوؤ۔ دا پانچ مرلے کوم خپلو کورونو کښے چه څوک اوسی، هغه Exempt شوی دی، د هغوی نه Arrear چه کوم دی او چه چا باندے Dues دی، هغه هم ختم شوی دی، دا فیصله شوے ده۔ نو انشاء الله تعالیٰ تشے خبرے نه، په عمل باندے به مونږه دا بنایو۔ (تالیاں) بے روزګاری چه ده، د هغے د پاره چه تیر شوی کال کښے څومره وے او آئنده زمونږه پروګرام دا دے چه دس هزار نه زیات خلقو ته به مونږه روزګار ورکوؤ او مشکلات دی، مونږه د ګوادر د بندرګاه نه ډیر لرے یو نو د هغه لرے والی په وجه باندے ډیر سرمایه کار، کارخانه دار دلته نه راځی نو مونږ څه داسے Facility او داسے پروګرام شروع کوؤ چه انشاء الله تعالیٰ چه هغوی Encourage کړو او بیا زۀ د صدر پاکستان شکریه ادا کوم چه هغه خپل محنت سره او خپل دغه سره چه خلقو پرے تنقیدونه کول چه داسے حالات دی چه دے ملک نه بهر دے خو دے ځائے کښے یو ټیم خپل شته، پرائم منسټر شته، ټیم شته، هغوی کار کوی خو هغه چه بهر لاړو، ترکی ته لاړو، امریکے ته لاړو، اوس دورے چه کوی نو ډکے منګلے راغلو او انشاء الله تعالیٰ دا فرینډز آف پاکستان چه پاکستان له څه راکوی نو د هغے نه زیاته غټه حصه به زمونږ صوبے ته ملاویږی۔ هغه په دے وجه به ملاویږی، په مونږ باندے د چا احسان نه دے، مونږه په فرنټ باندے یو، مونږ د ټول پاکستان بلکه د ټولے دنیا جنګ کوؤ او انشاء الله تعالیٰ مونږه په هر یو مقصد کښې به خدائے کامیاب کړی۔ (تالیاں) د چترال او د کوهستان، ما په بجټ سپیچ کښې وئیلی وو چه هغه Unattractive کوم ایریاز دی، ډیره زیاته اضافه شوے ده او انشاء الله تعالیٰ داسے -----

جناب انور خان ایڈوکیٹ: جناب، دیر هم پسمانده دے۔ جناب سپیکر سر، زۀ یو عرض کوم، ډیره ضروری ده۔

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): اود ریږه، زۀ خبره کوم۔

Mr. Speaker: No interruption.

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی و ترقی): مونږه هر ه یوه علاقه، انور خان او بل د هغه دوست، زمونږ ایم پی اے د خپلے علاقے خبره کوله چه زمونږه دیر اپر چه کوم دے ، نو یواځے اپر دیر نه، نور هم داسے ځایونه Unattractive دی، هغے له به دا Facility ورکوؤ۔ ډیره مهربانی، شکریه سر۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Inshallah. Now the sitting is adjourned till 2.30 p.m of Monday after noon, the 22nd of June 2009. Thank you.

(اسمبلی کا اجلاس بروز پیر مورخہ 22 جون 2009 بعد از دوپہر اڑھائی بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)